قصرِ علم

ٹونک کے کتب خانے اور ان کے نوادر

مرتبہ

صاحبزادہ شوکت علی خاں

ڈائریکٹر
عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

ٹونک کے کتب خانے اور ان کے نوادر
مرتبہ
صاحبزادہ شوکت علی خاں
ڈائرکٹر عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک

Marfat.com

15437

ترتیب

نام کتاب ———— قصرِ علم۔ ٹونک کے کتب خانے اور ان کے نوادر

تعدادِ اشاعت ———— ایک ہزار

مرتبہ ———— (صاحبزادہ) شوکت علی خاں

کتابت و آرٹ ———— سلیم و آصف فرقانی ٹونکی

اشاعت ———— عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک

طباعت ———— خواجہ پریس دہلی

قیمت ———— ۔/۶۰

Marfat.com

انتساب

ٹونک کی عظمت رفتہ اور ثقافت پارینہ کی مقدس یاد کو زندہ و تابندہ رکھنے والی اس کتاب کو میں اپنے جد امجد، بانی کتب خانہ، خلد آشیاں

نواب محمد علی خاں بہادر

تیسرے فرماں روائے ٹونک کے نام نامی سے معنون کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں

جن کے

محامد علیہ اس ادارہ اور کتب خانہ کی ایک ایک کتاب کے سرورق، تمہید اور عنوان بنے ہوئے آج بھی ان کو اپنی اس گم کردہ علمی آثار و سلطنت میں زندۂ جاوید دیکھ رہے ہیں

ان کی

علم دوستی اور ادب نوازی کے نقوش اور چرچے ان کے ان جمع کردہ لعل و جواہر سے قیمتی مخطوطات و نوادرات میں اس طرح روشن ہیں جیسے آسمان میں کہکشاں یا عروس نوبہار کی مانگ میں افشاں

ہنوز آں ابر رحمت دُر فشاں است
خم و خمخانہ با مہر و نشاں است

شوکت

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین		اہل قلم	صفحہ
۱	انتساب		(صاحبزادہ) شوکت علی خاں	۳
۲	فہرست مضامین			۴
۳	فہرست کتب مشمولہ مضامین کتاب ہذا			۶
۴	اظہار تشکر		〃 〃	۱۸
۵	ایک خواب جو حقیقت بنا		مولانا سید منظور الحسن صاحب برکاتی	۲۱
۶	آبروئے کارواں	(نظم)	ڈاکٹر تنویر علوی صاحب	۲۶
۷	مقدمہ		(صاحبزادہ) شوکت علیخاں	۲۹
۸	کتب خانہ ٹونک کے بعض مخطوطات		مولوی ابوالطیب عبدالرشید صاحب	۴۹
۹	ٹونک کے کتب خانے اور ان کے نوادر		(صاحبزادہ) شوکت علی خاں	
۱۰	فن تاریخ کے نوادر	(قسط اول)	〃 〃	۸۲
۱۱	ٹونک کے تاریخی مخطوطات	(〃 دوم)	〃 〃	۹۳
۱۲	ٹونک کے تاریخی مخطوطات	(〃 سوم)	〃 〃	۱۰۷
۱۳	ٹونک کے تاریخی مخطوطات	(〃 چہارم)	〃 〃	۱۲۲
۱۴	ٹونک کے نادر تاریخی مخطوطات - اکبر کے نورتن کی ایک نادر تحریر		〃 〃	

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین		اہل قلم	صفحہ
۱۵	جہانگیر کے دور کا ایک نایاب مخطوطہ		(صاحبزادہ) شوکت علی خاں	۱۴۹
۱۶	ٹونک کے دو قدیم کتب خانے		مولانا سید منظور الحسن صاحب برکاتی	۱۵۵
۱۷	اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے عربی فارسی ریسرچ ڈائرکٹریٹ تک		//	۱۷۲
۱۸	سی پارۂ دل	ٹونک کے صاحبزادگان کے کتب خانے	صاحبزادہ سید احمد خاں صاحب	۱۸۲
۱۹	ٹونک کے علماء اور مدارس کے کتب خانے	(قسط اول)	مولوی حکیم محمد عمران خاں صاحب	۱۹۲
۲۰	ٹونک کے علماء اور مدارس کے کتب خانے	(// دوم)	//	۱۹۵
۲۱	ٹونک کے علماء اور مدارس کے کتب خانے	(// سوم)	//	۲۰۵
۲۲	کتب خانہ عرفانیہ ٹونک کے نادر مخطوطات	(قسط اول)	//	۲۱۶
۲۳	کتب خانہ عرفانیہ ٹونک کے نادر مخطوطات	(// دوم)	//	۲۳۶
۲۴	کتب خانہ عرفانیہ ٹونک کے نادر مخطوطات	(// سوم)	//	۲۵۳
۲۵	فن سیرت اور ٹونک	(قسط اول)	//	۲۶۶
۲۶	فن سیرت اور ٹونک	(// دوم)	//	۲۷۹
۲۷	کتب خانہ وزیر الدولہ ٹونک کے چند نوادر		مولانا حکیم محمود احمد صاحب برکاتی	۲۹۷

Marfat.com

فہرست کتب

(الف)

نمبر شمار	اسماء کتب	صفحہ	نمبر شمار	اسماء کتب	صفحہ
۱	آداب الصوفیہ	۱۶۹	۱۷	اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوٰۃ	۷۲، ۲۲۱
۲	آرائش محفل	۹۷	۱۸	الاعراب عن قواعد الاعراب	۷۷
۳	احد نامہ	۲۵۴	۱۹	اعراض السیاسۃ فی اغراض الریاسۃ	۸۳
۴	احکام الاعوام	۸۰	۲۰	اقبال نامۂ جہانگیری	۸۲، ۱۰۷
۵	احوال سلاطین متاخرین	۱۳۱	۲۱	اقبال نامہ	۱۱۶
۶	احوال فرنگ	۱۳۵	۲۲	اکبرنامہ	۷۵، ۸۲
۷	اخبار الابرار (ہدیۂ امیریہ)	۶۹، ۲۸۳	۲۳	امیر السیر فی سیر خیر البشرؐ	۲۷۰، ۲۸۳
۸	اخبار الزماں	۱۴۶	۲۴	امیرنامہ	۷۵، ۷۶، ۸۸
۹	اختیارات بدیعی	۸۱	۲۵	امیر و وزیر	۱۷۹، ۲۴۶
۱۰	اختیار اعتداد المسانید	۷۱	۲۶	انتخاب مدارج النبوۃ	۱۸۳
۱۱	اخلاق جہانگیری	۱۴۹	۲۷	انوار البروق فی انوار الفروق	۲۳۶
۱۲	اخلاق محمدی	۷۴	۲۸	انوار سہیلی	۲۶۱
۱۳	اخلاق ناصری	۲۶۱	۲۹	اوسط	۱۴۶
۱۴	الارشاد الی مہمات علم الاسناد	۱۶۹	۳۰	اولاد نامہ چنگیزی	۱۲۳
۱۵	اسئلۃ القرآن	۵۲، ۱۷۱	۳۱	ایجاز البیان	۵۲، ۱۴۹، ۱۷۷
۱۶	اشرف الوسائل فی شرح الشمائل	۵۹	۳۲	الایضاح شرح الاصلاح للوقایۃ	۲۲۳
			۳۳	ایضاح المجتبیٰ ترجمہ نسائی	۲۸۹

Marfat.com

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
	(ب)	
۳۴	بادشاه نامه	۷۵
۳۵	بحرالجواہر	۳۰۲
۳۶	بحرالحیات	۲۶۳
۳۷	بحرالعلم شرح عین العلم	۲۹۱
۳۸	البدایہ والنہایہ	۸۳
۳۹	برہان	۲۱۰
۴۰	بستان العارفین	۲۲۴
۴۱	بوستان سعدی	۷۹
۴۲	بہجۃ العالم	۱۰۰
	(ت)	
۴۳	تاریخ ابن حجر	۸۴، ۱۶۹
۴۴	تاریخ احمدی	۷۵، ۸۹
۴۵	تاریخ پرگنات	۱۸۶
۴۶	تاریخ تاج محل	۷۵، ۹۴
۴۷	تاریخ ٹونک	۱۸۳
۴۸	ایضاً	۱۸۲
۴۹	ایضاً قلمی یادداشت	۱۸۵
۵۰	تاریخ جہان کشائے جوینی	۱۳۲
۵۱	تاریخ جہان ثانی	۱۱۰
۵۲	تاریخ الحکماء	۱۳۲
۵۳	تاریخ حقی دیکھو تاریخ ہندوستان	
۵۴	تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس	۱۰۱
۵۵	تاریخ ذکر الملوک دیکھو ذکر الملوک	
۵۶	تاریخ راجستھان	۸۰
۵۷	تاریخ صوبجات ہند	۱۰۲

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
۵۸	تاریخ عجائب الغرائب	۱۳۶
۵۹	تاریخ قلعہ رنتھمبور	۸۶
۶۰	تاریخ گزیدہ	۹۷
۶۱	تاریخ مدینہ	۱۰۳
۶۲	تاریخ مظفری	۱۲۵
۶۳	تاریخ نادری	۷۵، ۱۱۳
۶۴	تاریخ ہندوستان	۱۰۲
۶۵	التبیان فی تفسیر القرآن	۲۱۹
۶۶	تبییض الصحیفہ	۱۰۳
۶۷	تحفۃ العالم	۱۰۱
۶۸	تحفۃ العراقین	۲۵۹
۶۹	تحفۃ الکرام	۱۶۷
۷۰	تحریر اقلیدس	۸۰
۷۱	تحریر قواعد المنطقیہ	۸۰
۷۲	تحفہ وزیریہ	۳۰۲
۷۳	تذکرۃ الواقعات	۱۲۴
۷۴	تذکرہ شق القمر (فارسی)	۲۸۷
۷۵	تذکرۃ الاخوان دیکھو ذکر الملوک	
۷۶	ترتیب البراق فی فنون المرصع والعراق	۲۸۲
۷۷	ترجمۃ الادب اللؤلؤ فی شرح النسب النبوی	۲۸۹
۷۸	ترجمہ امیر نامہ	۱۸۹
۷۹	ترجمہ تاریخ فتوح احمد بن اعثم کوفی	۱۰۵
۸۰	ترجمہ تزک جہانگیری	۱۰۹
۸۱	ترجمہ جامع صغیر اردو	۲۹۰
۸۲	ترجمہ سنن ابی داؤد	
۸۳	ترجمہ فتوحات دارالسلام شوکت الاسلام	۲۸۱، ۲۸۲

Marfat.com

نمبر	اسماءِ کتب	صفحہ
۸۴	تزک جہانگیری	۷۵، ۸۲، ۱۰۹
۸۵	ایضاً (جہانگیرنامہ)	۱۰۹
۸۶	تسہیل الکافیہ	۳۰۳
۸۷	تشریح الافلاک	۸۰
۸۸	التصریح حاشیہ تلویح معہ حاشیہ عبدالحکیم	۲۲۷
۸۹	تعلیق الانوار فی اصول المنار	۲۳۱
۹۰	تفسیر پارہ عَمّ	۲۱۹
۹۱	تفسیر تبیان دیکھو التبیان	
۹۲	تفسیر الجلالین	۷۰
۹۳	تفسیر القرآن شاہ اہل اللہؒ	۵۳
۹۴	ایضاً شاہ ولی اللہؒ	۱۸۸
۹۵	تفسیر حسینی	۲۲۰
۹۶	التفہیمات	۹۱، ۱۴۰
۹۷	تقریب النشر	۶۹
۹۸	تقویم الادویہ	۸۱
۹۹	تکملہ صولت فاروقی دیکھو فتوح الاسلام	
۱۰۰	التلخیص فی التفسیر	۶۱، ۱۶۹
۱۰۱	تلخیص المفتاح	۲۴۵
۱۰۲	تلقیح فہوم الاثرہ فی التاریخ والسیرۃ	۴۳، ۱۴۷
۱۰۳	تلقیح و توضیح	۲۱۰
۱۰۴	التلویح حاشیہ توضیح شرح تنقیح	۲۲۸
۱۰۵	تواریخ الحکماء	۱۳۳
۱۰۶	تیسیر البیان لاحکام القرآن	۵۱
	(ٹ)	
۱۰۷	ٹرنک کے جشن میلاد النبیؐ کی ایک جھلک	۲۷۳

نمبر	اسماءِ کتب	صفحہ
	(ج)	
۱۰۸	جامع ابن بیطار	۱۶۹
۱۰۹	جامع الرموز شرح مختصر الوقایہ	۲۲۳
۱۱۰	جغرافیۂ عالم	۸۵
۱۱۱	جفر کبیر	۱۸۶
۱۱۲	جلاء العیون منظم سرور المحزون	۲۷۲، ۲۸۵
۱۱۳	جمالین حاشیہ جلالین	۲۲۰
۱۱۴	جنگ نامہ فارسی	۲۷۲، ۲۸۰
۱۱۵	جوامع الحکایات ولوامع الروایات	۲۶۱
۱۱۶	جوامع الکلم	۷۳
۱۱۷	جواہر الاصول فی حدیث الرسول	۵۸
۱۱۸	جہاں آرا	۱۰۰
۱۱۹	جہاں گیرنامہ (تزک جہانگیری)	۷۵، ۱۰۹
	(چ)	
۱۲۰	چہار گلشن	۷۵، ۱۰۴، ۱۵۹
	(ح)	
۱۲۱	حاشیہ سید علی المتوسط	۷۸
۱۲۲	حاشیہ شرح عقائد للخیالی	۲۳۲
۱۲۳	حاشیہ عبدالحکیم بر تلویح	۲۲۷
۱۲۴	حاشیہ علی الحافیہ شرح کافیہ دیکھو کشف السوانیہ	
۱۲۵	حاشیہ قطبی	۸۰
۱۲۶	حاشیہ المحدیہ علی النسائی	۲۹۱
۱۲۷	حاشیہ مختصر المعانی للخطائی	۲۴۵
۱۲۸	حاشیہ مشکوٰۃ	۵۶، ۱۷۱

Marfat.com

نمبر	اسماءِ کتب	صفحہ
۱۲۹	حاشیہ مطول	۶۰
۱۳۰	حاشیہ معالم الدین	۲۲۸
۱۳۱	حاشیہ ملا جلال الدین دوانی	۸۰
۱۳۲	حاشیہ ملا عصام شرح جامی	۲۴۱
۱۳۴	حاشیہ میبذی داخون یوسف	۲۴۳
۱۳۵	حاوی الارواح	۱۹۸
۱۳۶	حبیب السیر	۹۸
۱۳۷	حدیقۃ الاقالیم	۱۰۵
۱۳۸	حدیقۃ الحقیقۃ	۲۴۳
۱۳۹	حمد نامہ ذکر علی نامہ	
۱۴۰	حسام الاسلام فی فتوحات سید الانام	۲۲۱ ۲۲۲
۱۴۱	الحصن الحصین	۲۲۲
۱۴۲	حلیہ شریف (منظوم اردو)	۲۸۶ ۲۸۷
۱۴۳	حلیہ مبارکہ	۲۰۱
۱۴۴	" منظوم عربی (ترجمہ)	۲۸۷
۱۴۵	حواشی تفسیر بیضاوی	۲۱۸
۱۴۶	(سورۂ یٰسٓ و سورۂ انا فتحنا)	
	(خ)	
۱۴۷	خزانۃ الغرائب شرح جامی	۲۲۹
۱۴۸	خمسہ شمس العین مع شرح	۲۹۳
۱۴۹	خلاصۃ الاخبار	۹۸
۱۵۰	خلاصۃ العیش عالم شاہی	۱۸۵
۱۵۱	خلاصۃ التواریخ	۷۵ ۹۵
۱۵۲	ایضاً	۱۲۷ ۱۲۸
		۶۱
۱۵۴	الخیر الکثیر	۷۱

نمبر	اسماءِ کتب	صفحہ
	(د)	
۱۵۵	دانش آموز شرح کریما	۲۹۰
۱۵۶	در المجالس	۲۳۹
۱۵۷	الدر المفیدۃ فی حلیۃ خیر البریہ	۲۸۶ ۲۸۷
۱۵۸	در منظوم	۲۶۱
۱۵۹	الدر النثر	۷۸
۱۶۰	دستنبو	۲۰۴
۱۶۱	دستور اللغۃ	۶۰
۱۶۲	دلائل الخیرات	۱۸۸
۱۶۳	ایضاً	۲۰۷
۱۶۴	دوار الاصول حاشیہ دائر شرح منار	۲۱۷
۱۶۵	" " "	۲۲۱
۱۶۶	دواوین خلیل	۱۸۰
۱۶۷	دیوان آصفی	۶۹
۱۶۸	دیوان اسیر	۶۹
۱۶۹	دیوان جان	۱۶۶
۱۷۰	دیوان زائر	۶۹
۱۷۱	دیوان ثاقب	"
۱۷۲	دیوان صائب	
۱۷۳	دیوان صفدر	
۱۷۴	دیوان عارف	
۱۷۵	دیوان عبد الستار خان	۱۸۶
۱۷۶	دیوان غالب	۶۹
۱۷۷	دیوان فتح تمم	"
۱۷۸	دیوان نصاب	۲۵۷
۱۷۹	دیوان مظہر	۷۹

Marfat.com

نمبر شمار	اسماء کتب	صفحہ
١٨٠	دیوان نامرسلی	٧٩
١٨١	دیوان واقفی	١٨٥
١٨٢	دیوان واثق	٧٩، ٢٥٦
١٨٣	دیوان ولی	٢٥٣
١٨٤	ذکر الملوک	٢٤٥
١٨٥	ذکر ملوک	١٢٥
١٨٦	ذوالفقار علی دیکھو علی نامہ	
	(ر)	
١٨٧	رت پدم	٧٩
١٨٨	رسائل	
١٨٩	ایضاً دیکھو مجموعہ رسائل	
١٩٠	رسائل تصوف	٣٠٨
١٩١	رسائل دربیان قدم رسول و	
١٩٢	نعلین مبارکہ	٢٧٠
١٩٣	رسالہ تنقیح المرافق والاحتراق	٢٥٠
١٩٤	رسالہ حدر	٨٠
١٩٥	ایضاً	٨٠
١٩٦	رسالہ دربیان میلاد	٢٦٩
١٩٧	رسالہ زمان ومکان	١٨٦
١٩٨	رسالہ الشیخ الرئیس فی مسائل معدودہ	٢٤٢
١٩٩	رسالہ فی الادویۃ القلبیہ	"
٢٠٠	رسالہ فی الانیافی	"
٢٠١	رسالہ فی اصلاح الادویۃ المسہلہ	"
٢٠٣	رسالہ فی اعمار الادویہ	"
٢٠٤	رسالہ فی فن العیافہ	٢٤٤
٢٠٥	رسالہ قسنبریہ	٢٣٥
٢٠٦	رسالہ کنز الفوائد فی تشریح وتوضیح امثال القرآن	٥٢، ١٤٠
٢٠٧	رسالہ ماکول ومشروب	٢٣٤
٢٠٨	رسالہ منظوم اردو	٢٥٥
٢٠٩	رسالہ منظوم	
٢١٠	رفع الحجاب عن التاریخ والفتوح من آیٔ الکتاب	٢١٩
٢١١	رموز الاسرار	٨٠
٢١٢	روضۃ الاحباب	٧٤
٢١٣	روضۃ الافراح	١٠٠
٢١٤	روضۃ الخلفاء ومنتہم الاتقیاء	٢٢٢
	(ز)	
٢١٥	زاد المسیر فی علم التفسیر	٥١، ٧٠، ١٦٨
٢١٦	زیب التواریخ	١٣٤
	(س)	
٢١٧	سرور المحزون فی ترجمۃ نور العیون	٢٦١، ٢٦٢
٢١٨	سکرات نامہ	٢٥٤
٢١٩	سلسلۃ الذہب	٢٦١
٢٢٠	سلک گوہر	١٨٤
٢٢١	سلک نور فی حلیۃ النبی منظوم	٢٨٧
٢٢٢	سلوک العارفین	٢٣٤
٢٢٣	سوانح الانہام	٧٠
٢٢٤	سیر الاتقیاء دیکھو فہرست الناظر	
٢٢٥	سیرت اسعدی	٢٧٩
٢٢٦	سیرت گازرونی	٧٤
٢٢٧	سیرت مرتضوی	٢٧٢، ٢٨٢

Marfat.com

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
۲۲۸	سیر المتاخرین	۷۵ ۸۲ ۱۱۵
۲۲۹	سیر منظوم فارسی	۲۷۲ ۲۷۹
۲۳۰	السیف الماضی لقطع القول لمنکر انشقاق القمر فی الماضی	۲۸۸
	(ش)	
۲۳۱	شاہ جہاں نامہ	۷۵ ۸۲ ۱۲۲
۲۳۲	شجرہ سید احمد شہید	۳۰۷
۲۳۳	شرح آداب القضاء لخصاف	۲۱۰
۲۳۴	شرح الفیہ ابن مالک	۷۸
۲۳۵	شرح ایساغوجی	۸۰
۲۳۶	شرح ایساغوجی للسکاکی	۲۴۳
۲۳۷	شرح بوستان سعدی	۲۵۹
۲۳۸	شرح جامع صغیر اردو	۲۹۰
۲۳۹	شرح جامی	۲۳۱ ۲۴۲
۲۴۰	شرح اکسم	۱۹۷
۲۴۱	شرح دیوان ابی تمام	۷۹
۲۴۲	شرح خمسہ شمس العین دیکھو خمسہ	
۲۴۳	شرح سفر السعادۃ	۲۲۱
۲۴۴	شرح سکندر نامہ [illegible]	۲۶۰
۲۴۵	شرح شمائل ترمذی	۶۰ ۶۱
۲۴۶	شرح شمائل نبوی	۱۴۰ ۲۲۲

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
۲۴۷	شرح صرف میر	۷۷
۲۴۸	شرح عقائد النسفی	۲۳۲
۲۴۹	شرح فصوص الحکم	۲۳۳
۲۵۰	شرح قانون از گیلانی	۲۴۹
۲۵۱	شرح قرآن [illegible]	۲۵۹
۲۵۲	شرح قصائد خاقانی	۷۹
۲۵۳	شرح نصب الشکر نظم نخبۃ الفکر	۲۳۹
۲۵۴	شرح قصیدہ بانت سعاد	۱۲۰
۲۵۵	شرح قصیدہ بردہ	
۲۵۶	شرح مأۃ عامل	۲۴۲
۲۵۷	شرح مراح الارواح	”
۲۵۸	شرح مسلم الثبوت	
۲۵۹	شرح مشکوٰۃ دیکھو طیبی	
۲۶۰	شرح مصابیح السنۃ	۲۲۰
۲۶۱	شرح میزان الصرف	۲۹۰
۲۶۲	شرح نصاب الصبیان	۴۸ ۲۴۰
۲۶۳	شق القمر معجزہ [illegible]	۲۸۱
۲۶۴	شمائل الترمذی	۶۱ ۲۹۱
۲۶۵	شمس العلوم	۶۸ ۱۶۸
۲۶۶	شمس [illegible] دیکھو [illegible]	
۲۶۷	[illegible]	
۲۶۸	[illegible]	۱۰۲
	[illegible]	
۲۶۹	[illegible]	۲۰۱ ۲۱۲
	شوکت صدیقی فارسی	
۲۷۰	[illegible]	۲۴۲ ۲۸۲

Marfat.com

نمبر شمار	اسماء کتب	نمبر صفحہ
	(ص)	
۲۷۱	صحائف	۲۳۳
۲۷۲	صحیح البخاری (بخاری شریف)	۱۸۵، ۲۱۷
۲۷۳	ایضاً	۲۲۱
۲۷۴	صحیفہ شاہی	۷۹
۲۷۵	صمصام الاسلام منظوم فتوح الشام (مجاہدات الاخیار)	۲۷۱، ۲۷۸
۲۷۶	صولت فاروق	۷۴، ۲۷۳
	(ض)	
۲۷۷	ضبط مشکل	۲۸۹
۲۷۸	ضوء السراج شرح سراجی	۲۲۵
۲۷۹	ضوء المشکوٰۃ	۵۷
۲۸۰	ضیاء البصائر ترجمۃ الاشباہ والنظائر	۲۹۱
	(ط)	
۲۸۱	طبقات اکبرشاہی	۷۵، ۸۲، ۱۱۶
۲۸۲	طبقات شاہجہانی	۹۳
۲۸۳	طیبی شرح مشکوٰۃ المصابیح	۵۶، ۱۷۱
	(ظ)	
۲۸۴	ظفرنامۂ امیر	۸۹
۲۸۵	ظفرنامۂ کابل	۱۳۲
۲۸۶	ظفرنامۂ ہاتفی	۹۱
۲۸۷	ظفرنامہ یزدی	۱۱۸
	(ع)	
۲۸۸	عالم آرائے عباسی	[illegible]، ۸۲، ۱۱۹

نمبر شمار	اسماء کتب	نمبر صفحہ
۲۸۹	عالمگیرنامہ	۷۵، ۱۲۰
۲۹۰	عجائب الغرائب	۱۳۶
۲۹۱	العروۃ الوثقیٰ	۲۳۲
۲۹۲	عشقیہ داستان	۱۸۲
۲۹۳	عقود الدرر (فی حل ابیات المطول والمختصر)	۲۴۵
۲۹۴	علم المکتسب فی زراعۃ الذہب	۲۵۰
۲۹۵	علی نامہ منظوم اردو	۲۷۲، ۲۸۰
۲۹۶	عنوان الشرف	۲۲۶
۲۹۷	عوارف المعارف	۲۱۷، ۲۳۳
	(غ)	
۲۹۸	غریب القرآن دیکھو نزہۃ الخواطر	
۲۹۹	الغریبین	۶۸، ۱۹۷
	(ف)	
۳۰۰	فاکہۃ البستان	۲۳۶
۳۰۱	فتاوائے برہنہ	〃
۳۰۲	فتاوائے قاضی خاں	۲۲۴
۳۰۳	فتاوائے مجمع البرکات	〃
۳۰۴	فتح المثانی	۷۸
۳۰۵	فتوائے شاہ عبدالعزیز صاحب	۳۰۴
۳۰۶	فتوحات حیدریہ (فتوح الاسلام)	۲۷۷
۳۰۷	فتوحات عثمانیہ (〃)	〃
۳۰۸	فتوحات عجم وایران وغیرہ	
۳۰۹	فتوح الاسلام (تکملہ صولت فاروقی)	۷۴، ۲۷۱، ۲۷۳
۳۱۰	فتوح بہنسا تتمہ الاسلام	

Marfat.com

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
۳۱۱	فتوح الروم (فتوح الاسلام)	۲۷۵
۳۱۲	فتوح الشام	۲۷۶
۳۱۳	فتوح العجم و دیار بکر وغیرہ	〃
۳۱۴	فتوح العراق	۲۷۵
۳۱۵	فتوح القاری عن فیوض الباری	۲۳۰
۳۱۶	فتوح المصر	۲۷۶
۳۱۷	فرحت الناظرین	۱۲۰
۳۱۸	فرخ جمالی	۸۱
۳۱۹	فرہنگ جہانگیری	۷۸
۳۲۰	الفوائد الضیائیہ	〃
۳۲۱	الفوز الکبیر	۷۱
۳۲۲	فہرست ابن ندیم	۷۳، ۱۹۰
۳۲۳	فہرست مؤلفات السیوطی	۱۹۷
۳۲۴	فیضان المجید علی قلب المستفید	۱۸۸
	(ق)	
۳۲۵	قال اقول دیکھو شرح ایساغوجی	۲۴۱
۳۲۶	قاموس	۲۴۱
۳۲۷	قانون شیخ	۲۴۹
۳۲۸	القرآن	۶۸، ۶۹
۳۲۹	〃 اورنگ زیبی	۱۵۹
۳۳۰	〃	
۳۳۱	〃	۲۵۰، ۵۱
۳۳۲	قرآن مجید	۳۰۴
۳۳۳	قرۃ العیون شرح سرور المحزون	۱۶۱، ۲۰۰، ۲۸۲
۳۳۴	قصائد حسین غزنوی	۲۷۱

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
۳۳۵	قصائد خاقانی	۲۵۸
۳۳۶	قصائد عرفی	۷۹
۳۳۷	قصائد کمال خجندی	〃
۳۳۸	قصہ عبداللہ تمیم الغاری	
۳۳۹	قمقام الاسلام منظوم	۲۰۱، ۲۰۸
۳۴۰	قواطع الاولہ	۱۶۷
۳۴۱	قواعد علی شبیر	۲۶۰
۳۴۲	قواعد المطارحہ	۷۸، ۱۶۷
۳۴۳	القول السدید فی ثبوت استغفار الکامل سید الابرار والعبید	۲۰۹
	(ک)	
۳۴۴	کتاب الاتقاء بالدرر من قواعد الاستغفار	۲۰۸
۳۴۵	کتاب الاسماء والصفات	۲۲۸
۳۴۶	کتاب المنوس فی فرق [illegible]	۲۳۰
۳۴۷	〃 〃 فی اسلطانات [illegible]	〃
۳۴۸	کتاب الردۃ فتوح الاسلام	۲۷۵
۳۴۹	کتاب فی ثواب سنی المولد	[illegible]
۳۵۰	[illegible] الفوائد فی [illegible] القرآن [illegible]	
۳۵۱	کشف الاسرار بزدوی	۲۰۱
۳۵۲	کحل العیون شرح قرۃ العیون	۲۰۰، ۱۰۲
۳۵۳	کشف العوائد فی شرح [illegible]	۲۴۱
۳۵۴	کشف المغطی [illegible]	۲۳۰
۳۵۵	[illegible]	۷۲
۳۵۶	[illegible] الشعراء	۱۸۳

Marfat.com

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
	(گ)	
۳۵۷	گوہر مخزون نظم سر در المخزون	۲۷۱ ۲۸۵
	(ل)	
۳۵۸	اللآلی المضیئة فی حلیة خیر البریہ	۲۷۰ ۲۸۹
۳۵۹	لباب الاخبار	۲۲۲
۳۶۰	لباب الاصول فی اصول الحدیث	۵۹ ۱۷۱
۳۶۱	لطائف اللغات	۷۸
۳۶۲	لمحات التنقیح علی مشکوٰۃ المصابیح	۵۸ ۱۶۱
	(م)	
۳۶۳	مثنوی جگر سوزاں	۲۵۶
۳۶۴	مثنوی مولانا روم	۲۲۵
۳۶۵	مجابات الاخبار دیکھو صمصام الاسلام ۲۹۷	
۳۶۶	مجربات نشکار	
۳۶۷	مجمع الانساب	۱۳۲
۳۶۸	مجمع البرکات دیکھو فتاوی	
۳۶۹	مجموعۃ الاشعار	۲۵۸
۳۷۰	مجموعہ رسائل اسمٰعیل شہید	۶۲ ۱۷۱
۳۷۱	مجموعہ رسائل تصوف دیکھو رسائل	
۳۷۲	مجموعہ نظم صدیق بن عمر خاں	۲۳۹

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
۳۷۳	محاربات الابرار مع الملاحدہ والاشرار (ترجمہ فارسی فتوحات شاہدی)	۲۷۲ ۲۸۱
۳۷۴	محامد علیہ	۱۸۸ ۲۳۹
۳۷۵	محلی شرح مؤطا	۲۱۰
۳۷۶	مخزن احمدی	۸۹ ۹۰
۳۷۷	مدارج الاخیار و معارج الآثار (من مشارق الانوار)	۵۹
۳۷۸	مدار حاشیہ منار	۲۱۷
۳۷۹	مرآت آفتاب نما	۷۵ ۸۴
۳۸۰	مرآت واردات	۱۲۹ ۱۷۹
۳۸۱	مرآۃ الجنان و عبرۃ الیقظان	۱۹۷
۳۸۲	مرآۃ الخصائل	۲۴۲
۳۸۳	مرآۃ السلاطین	۱۱۲
۳۸۴	المرتجی بالقبول ہدیۃ قدم الرسول	۲۸۸
۳۸۵	مرصاد العباد	۲۳۴
۳۸۶	مروج الذہب	۴۳ ۴۴ ۱۳۸ ۱۴۵
۳۸۷	مسائل فقہ	۳۰۸
۳۸۸	المسامرہ فی شرح المسائرہ	۲۳۲
۳۸۹	مشارق الانوار	۳۰۰
۳۹۰	مشکوٰۃ المصابیح	۲۱۱

Marfat.com

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
۳۹۱	مصابیح السنۃ	۲۲۰
۳۹۲	مصنف ابن ابی شیبہ	۱۶۹
۳۹۳	مصنف عبد الرزاق (جامع)	۱۶۸
۳۹۴	مطول	۷۹
۳۹۵	مدارج النبوۃ	۷۴
۳۹۶	معارک الاسود مع الاعداء والحسود (شوکت الاسلام)	۲۸۲
۳۹۷	معدن الحقائق شرح کنز الدقائق	۲۲۶
۳۹۸	معراج نامہ اردو	۲۷۲ ۲۸۱
۳۹۹	مفتاح الاسرار	۱۳۶
۴۰۰	مفتاح المشکلات فی الدلائل والفرعیات (شرح رسالہ اصول فقہ)	۲۹۲
۴۰۱	مقالہ فی النبض والقارورہ	۲۴۸
۴۰۲	المقدمہ فی اصول الترجمہ	۵۶
۴۰۳	مقصد الودود ترجمہ وشرح ابی داؤد	۲۹۰
۴۰۴	مکتوبات احمد شہید	۹۰
۴۰۵	مکتوبات احمدی	۸۹
۴۰۶	مکتوبات اسماعیل شہید	۹۰
۴۰۷	مکتوبات امام ربانی	۲۰۱
۴۰۸	مکتوبات متفرق	۹۰
۴۰۹	مکتوب سید احمد شہید	۳۰۶
۴۱۰	مہمات احمدیہ	۹۰
۴۱۱	ملہم الغیب	۲۲۷
۴۱۲	مناقب الابرار منظوم بخاری	۲۸۱
۴۱۳	منعۃ الشفاء	۲۴۸

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
۴۱۴	منح الغفار شرح تنویر الابصار	۲۰۰ ۲۲۳
۴۱۵	منطق الطیر	۲۶۱
۴۱۶	منظومہ شاہجہانی	۱۲۳
۴۱۷	منظومۃ النسفی	۷۲
۴۱۸	منہل صافی فی شرح وافی	۷۸
۴۱۹	المواہب اللدنیہ	۲۴۵
۴۲۰	میلاد خلیل	۲۷۳
۴۲۱	میلاد النبی	۲۷۲
	(ن)	
۴۲۲	نبی نامہ	۲۷۲ ۲۸۰
۴۲۳	نتیجۃ الاولیاء	۲۳۴
۴۲۴	نجات نامہ	۲۵۵
۴۲۵	نزہۃ الارواح	۲۶۳
۴۲۶	نزہۃ الخواطر وسرور النواظر	۵۲
۴۲۷	نشوۃ النفوس فی مدام الکئوس	۱۷۱ ۲۴۰
۴۲۸	نصب الاسلام فی فتوحات الشام (شوکت الاسلام)	۲۸۲
۴۲۹	نظم الدر والمرجان	۷۴
۴۳۰	نظم التیسیر	۲۷۲

Marfat.com

نمبر	اسماء کتب	صفحہ
۴۳۱	نظم صدیقی بن عمر دیکھو مجموعہ	
۴۳۲	نفرک شرح زرادی	۲۲۲
۴۳۳	النفس الیمانی فی الروح والریحانی	۱۶۹
۴۳۴	نقایہ مختصر الوقایہ	۷۲
۴۳۵	نقد النصوص فی شرح الفصوص	۷۳
۴۳۶	نگارستان	۹۹
۴۳۷	نوادر احمدیہ	۳۰۸
۴۳۸	نوادر دیگر	۳۱۰
۴۳۹	النواقض فی الرد علی الروافض	۲۲۳
۴۴۰	نور العیون	۷
۴۴۱	نور المبین فی اختلاف المذہبین	۲۲۴
	(و)	
۴۴۲	واقعات شکار اردو انگریزی	۱۸۶
۴۴۳	واقعات ہفتدہ سالہ امیر وبست سالہ وزیر	۷۷، ۱۷۴، ۱۸۳
۴۴۴	وصایائی بادشاہان چغتائیہ	۱۵۸
۴۴۵	وصایائے وزیری	۱۸۳
۴۴۶	وفیات الاعیان	۷۳، ۱۶۸
	(ہ)	
۴۴۷	ہدیہ امیریہ	۲۶۹
۴۴۸	ہدیہ محمدیہ	۲۸۳
۴۴۹	ہفتدہ سالہ امیر وبست سالہ وزیر دیکھو واقعات	
۴۵۰	ہمایوں نامہ	۱۲۴

Marfat.com

پیش گفتار

شمع کو ہے جس طرح جانسوز پروانوں پہ ناز
ٹونک کو ہے اس طرح اپنے کتبخانوں پہ ناز

(بہار ٹونکی)

عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے تاریخی جشن افتتاح کے موقعہ (۴ مارچ ۱۹۷۹ء) پر یہ شعر میں نے انسٹی ٹیوٹ کے سجے دھجے ڈسپلے سیکشن میں وصلی پر دیکھا تھا آج اس کی تعبیر اس کتاب میں دیکھ رہا ہوں یہ ٹونک کے کتب خانوں اور ان کے نوادر کا ایک جائزہ، ایک تنقیدی تبصرہ اور ایک تاریخی مطالعہ ہے۔

شوکت علیخاں نے نہ صرف ٹونک بلکہ راجستھان کی علمی، ادبی اور ثقافتی تاریخ کے گمشدہ اوراق کو یکجا کرکے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ یہ کلچرل ہیریٹیج ٹونک کے شاندار ماضی کی حسین یادگار اور راجستھان کے مستقبل کی امانت ہے۔ ایک طرف اگر ٹونک کے خوابِ رنگیں کی داستان ہے تو دوسری طرف راجستھان کی عظمتِ رفتہ کی تعبیر رنگیں بھی اس کتاب کے اوراق میں جلوہ گر ہے

مجھے فخر ہے کہ میں نے اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے ایک آزاد خود مختار ڈائریکٹریٹ بنانے میں اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ جس کا یہ ادارہ مستحق تھا۔ جو عربک پرشین لٹریچر کو ہندوستانی تہذیب کے قریب تر لانے میں، نمایاں کارنامہ انجام دے گا ——— شوکت صاحب ان کی ایک لائق [illegible] بیٹے ہیں اور بیٹے [illegible] میں جنھوں نے ٹونک کا نام راجستھان میں اور راجستھان کا نام ہندوستان میں روشن کرتے ہوئے ہندوستان کے عربی فارسی لٹریچر ہیریٹیج کو پورے عالم اسلام میں روشناس کرایا۔ مجھے امید ہے ان کی مرتبہ یہ کتاب اہل ذوق اور اہل علم و ادب سے خراج تحسین حاصل کرے گی۔

گوپال کرشن بھانوت
چیف سکریٹری راجستھان جے پور

Marfat.com

اظہارِ تشکر و امتنان

حمد و صلوٰۃ کے بعد ـــــ خدائے رحیم و کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اور طفیل میں ہمیں یہ پر مسرت موقع مرحمت فرمایا۔ کہ ہم آج عربی و فارسی ریسرچ ڈائرکٹریٹ کے اشاعتی پروگرام کے تحت اردو زبان میں انسٹی ٹیوٹ کی پہلی کتاب "قصر علم" کے نام سے زیورِ طبع سے آراستہ کر کے منظرِ عام پر لانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ

یہ حقیقت ہے کہ اگر فضل ایزدی ہمارا مساعد نہ ہوتا تو یہ مشکل کام اس قدر جلد منصۂ شہود پر آنا محال تھا جس فضل ایزدی کے سبب یہ ادارہ معرض وجود میں آیا۔ اسی کے فضل خاص سے یہ کتاب اشاعت پذیر ہوئی۔ سچ ہے ۔

> ایں سعادت بزورِ بازو نیست
> تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس وقت مجھے اپنے محترم اور ٹونک کے بزرگ صوفی استادِ سخن، مولائی، مرشدی، سیدی حضرت مولانا سید محمود الحسن صاحب صولت کی یاد بھی بے ساختہ آرہی ہے جن کی دعائیں اس ادارے اور میری ترقی کی ہمیشہ ضامن رہیں آج سے دس سال قبل مرحوم نے مجھ حقیر کو ڈائرکٹر اور اس ادارہ کو ڈائرکٹریٹ بنائے جانے کی پیشین گوئی فرمائی تھی اور اپنے دلی احساسات کو اس طرح شعر کے قالب میں ڈھال کر مجھ پر اپنے الطاف و اکرام کی بارش کی تھی ۔

> در اصل قصرِ علم کی شوکت علی سے ہے
> بابِ دیارِ علم کہا ہے حضور نے

ان کے متعلق میرا یہ نذرانۂ عقیدت رسمی نہیں بلکہ خلوص و عقیدت کے گلہائے عطر سے مہکا ہوا وہ حقیر تحفہ ہے جو ان کی مقدس روح کو انشاء اللہ سرور و کیف پہنچائے گا۔

اس کے بعد میں اپنے والدِ بزرگوار عم محترم جناب صاحبزادہ ادریس علی خاں صاحب مد ظلہ کی بارگاہِ شفقت میں

Marfat.com

بصد ادب باصد شکر و سپاس سر نیاز مندی خم کرتا ہوں جن کی بے پایاں پدرانہ شفقتیں، نوازشیں اور دعائیں قدم قدم پر میرے شامل حال رہیں۔ سچ پوچھئے تو مجھے ان کی مستجاب دعاؤں نے ہی اس مقام تک پہنچایا ہے۔

ناسپاسی ہوگی اگر اس کتاب کی اشاعت کے موقع پر عالی جناب بھیروں سنگھ شیخاوت سابق وزیر اعلیٰ حکومت راجستھان اور عالی جناب گوپال کرشن بھانوت چیف سکریٹری راجستھان کا شکریہ ادا نہ کیا جائے جنھوں نے اس ادارہ کو ایک آزاد ڈائرکٹوریٹ بنا کر عربی فارسی علوم کی قدر شناسی اور اپنی علم دوستی کا نہ صرف حق ادا فرمایا بلکہ دنیائے علم و فن میں راجستھان کے نام کو تابندہ تر اور درخشندہ تر بنادیا۔ اگر نواب محمد علی خاں اس ادارہ کی روح رواں ہیں تو بھانوت صاحب یقیناً اس کے جان جاناں ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان کے سابق وزرائے تعلیم عالی جناب ڈاکٹر سید نور الحسن صاحب، اور ڈاکٹر پی سی چندر منیر راجستھان کے سابق ریاستی وزیر جناب سید رؤف حسن صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا اولین فرض سمجھتا ہوں جن کی خصوصی توجہ اور مساعی جمیلہ کی بدولت یہ ادارہ منازل ترقی طے کر رہا ہے۔ اس کے عروج و فروغ میں ان معزز و محترم وزرائے تعلیم نے جو خصوصی الطاف مجھ پر اور اس ادارہ پر فرمائے ان کے شکریہ کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

ایک اور اہم شخصیت میرے شکر و سپاس کی مستحق ہے جس کا نام لیتے ہوئے میرا قلم ادب سے جھک جاتا ہے۔ وہ ہیں جناب ڈاکٹر کپیلا وتسیاین صاحبہ جوائنٹ ایڈوائزر وزارت تعلیمات حکومت ہند آپ کی نظر کرم کا بھی دل سے معترف ہوں جو اس ادارے کے فروغ کے لئے ہمہ وقت سرگرم عمل رہتی ہیں۔

آخر میں اپنے کرم فرما مولانا محمد عمران خاں صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جو ہمیشہ انستی ٹیوٹ کے ہر کام میں میرے معاون رہے اور اس کتاب کی تصحیح اور فہرست سازی کی ذمہ داری کو قبول کیا اور اس طرح مجھے ایک بڑے دردسر سے بچالیا۔

اسی طرح میرے محبان مکرم حکیم منظور الحسن برکاتی اور جناب مولانا سید نقا مفتی الاسلام [illegible]

Marfat.com

کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں جن کی مساعیٔ جمیلہ مجھے اور اس ادارہ کو چمکانے میں ہمیشہ سرگرم عمل رہیں برکاتی صاحب نے اس کتاب کی پیش گفتار بعنوان "ایک خواب جو حقیقت بنا" لکھ کر اس کی اور میری وقعت بڑھا دی ہے۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں اپنے ادارہ کے رفقاء و احباب کا شکریہ ادا نہ کروں جن کے بھرپور تعاون سے میں اس کام کی انجام دہی کا اہل بنا۔ رفقاء کار میں جناب مولانا سید عبدالقادر خندان، استاذ السلطان نواب محمد اسمٰعیل علی خاں تاج مرحوم فرماں روائے ہم مقتم ٹونک جناب حمید اللہ خاں صاحب[1] عزیزم صاحبزادہ عبدالحی خاں (استاد زادہ ام) کے نام خصوصیت سے قابل فخر ہیں

سب سے آخر میں اپنا نذرانۂ عقیدت اپنے استاد محترم جناب صاحبزادہ عبدالمنعم خاں صاحب کو پیش کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں جن کے فیض صحبت و تعلیم و تربیت نے مجھے قلم پکڑنا سکھایا۔

جناب قاری سلیم اللہ صاحب واصف فرقانی بھی تہ دل سے میرے شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے اس کتاب کی کتابت میں اپنے فن کا پورا پورا مظاہرہ کیا۔ اور مختلف خطوں کے نمونوں اور رنگا رنگ تزئین کاری گلکاری کے ذریعہ اس کتاب کے صفحات کو رشک گلزار بنا دیا۔

اس کے ساتھ ہی وہ تمام اہالیان ٹونک بھی شکر و سپاس کے مستحق ہیں جنھوں نے دامے، درمے، قدمے، سخنے اس ادارے کی سرپرستی فرما کر شوکت نوازی کا ثبوت دیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء

[1] آئی۔ سی۔ ایچ۔ آر پروجیکٹ میں لنگویج اسسٹنٹ ہیں۔

ممنون کرم

شوکت علی خاں۔

ایک خواب جو حقیقت بنا!

مولانا سید منظور الحسن صاحب برکاتی - لکچرر دار العلوم خلیلیہ نظامیہ ٹونک راجستھان

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست

آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

کارسازِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے وہی کاموں کو بناتا اور آرزوؤں اور امیدوں کو پوری کرتا ہے۔ وہ کسی کی مخلصانہ کوششوں اور محنت کو ضائع نہیں ہونے دیتا۔ بس ضرورت اس کی ہے کہ یقینِ محکم کے ساتھ عملِ پیہم بھی ہو۔

ایک وقت وہ تھا جب کہ ٹونک کے اس نادر الوجود قدیم کتب خانہ کو عربی فارسی ریسرچ ڈائرکٹریٹ کے روپ میں دیکھنے کی آرزو اور تجویز ایک خوش آئند حسین خواب سے زیادہ نہ تھی لیکن جب خدا کے فضل و کرم سے یہ حسین خواب حقیقت بنا اور وہ دل خوش کن آرزو اور تجویز عملی جامہ پہن کر سامنے آئی تو جو لوگ اس کو گونگے کے خواب اور مجذوب کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہ دیتے تھے انگشت بدنداں رہ گئے۔ حکومت راجستھان کے فراخ دل اور علم دوست چیف منسٹر اور چیف سکریٹری صاحب نے عربی فارسی کے عالموں اور دانشوروں کو جب یہ خوشخبری سنائی اور حکومت کے اس اہم اور تاریخی فیصلہ سے اربابِ علم کو مطلع کیا تو ٹونک ہی نہیں بلکہ ملک کے تمام ہی حصوں کے محققین و مورخین اور عربی فارسی علوم سے تعلق رکھنے والے اصحابِ علم و دانش نے اس اقدام کی تحسین و ستائش کی اور ہر علمی حلقہ نے اس بات پر مسرت کا اظہار کیا۔

ٹونک چونکہ علم و ادب کا مرکز رہا ہے اور اہلِ فن و کمال کا منبع نیز آج بھی دنیائے علم و ادب میں اور عربی فارسی حلقوں میں اس کی ساکھ باقی ہے اس لئے راجستھان کے اس شیراز صفت شہر کو عربی فارسی کا صوبائی مرکز قرار دینا فطری طور پر اہلِ علم کے لئے مسرت و اطمینان کا سبب بنا۔

Marfat.com

قدیم علوم پر مشتمل ہزاروں مخطوطات اور نوادرات کا جو قدیم کتب خانہ آج سے سو سال قبل ٹونک کے تیسرے فرماں روا امین الدولہ نواب محمد علی خاں جنت آرام گاہ نے قائم فرمایا تھا وہ عروج و زوال کے مختلف ادوار سے گزرتا ہوا آج عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان کے نام سے ایک ترقی یافتہ شکل میں اس کی جواں ہمت ڈائرکٹر صاحبزادہ شوکت علی خاں کی نگرانی اور انتظام میں ایک اہم علمی ادبی مرکز کے طور پر علم و فن کے فروغ کا سبب بنا ہوا ہے - بادی النظر میں یہ مخطوطات و نوادرات کا ایک انمول دفینہ یا ذخیرہ کتب ہی لیکن اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو یہ تصنیفی و تالیفی مرکز بھی ہے اور علم و فن کا ایک اشاعتی ادارہ بھی اور نہ صرف اشاعتی ادارہ بلکہ "ریسرچ اسکالرس" کے لئے ایک تحقیقی و تاریخی حوالہ جاتی مخزن و منبع بھی - یہاں سینکڑوں کتابیں ایسی موجود ہیں جو تاریخ ادب دوسرے علوم و فنون پر کام کرنے والوں کے لئے مستند مآخذ کے طور پر کام آتی رہتی ہیں اور جن سے صدہا تشنگان علوم فیضیاب ہوتے رہتے ہیں

اس ادارہ کی حقیقی عظمت و اہمیت اور اس میں موجود مخطوطات کی فضیلت و برتری کا اندازہ ایک حد تک ان مضامین و مقالات سے لگایا جا سکے گا جو زیر نظر کتاب میں شامل ہیں - ایک عرصہ سے ارباب علم و تحقیق کو انتظار تھا - ان کی خواہش بھی - اور خود صاحبزادہ شوکت علی خاں کی دلی آرزو اور کوشش تھی کہ جلد سے جلد اس ادارہ اور اس کتب خانہ کی تفصیلی تاریخ اس کے خاص خاص نوادرات و مخطوطات کا تعارف اردو زبان میں کتابی صورت میں شائع ہو لیکن حالات کی نامساعدت اور وسائل کا فقدان اس ارادہ کو اب تک عملی جامہ نہ پہنا سکا تھا - بارے خدا کا شکر ہے کہ ایک مدت کے بعد جذبہ کے گوہر تابناک بحر علم کی گہرائیوں سے نکل کر سطح آب پر آیا ہی اور اس کتب خانہ کے ساتھ ٹونک کے دوسرے چھوٹے بڑے کتب خانوں سے متعلق اہل قلم کے مضامین و مقالات یکجا کتابی صورت میں طبع ہو کر منظر عام پر آ رہے ہیں - اگرچہ یہ سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں بہرحال افادیت و اہمیت کے لحاظ سے ان مضامین کی اشاعت کی سخت ضرورت تھی ان کو شائع کر کے ادارہ "عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" نے ایک عصری تقاضہ کو کسی حد تک پورا کیا ہے اور ان کی حیثیت "مشتی نمونہ از خروارے"

130438

Marfat.com

کی ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ وسیع سے وسیع تر پیمانہ پر جاری رہے گا۔

گماں مبر کہ بپایاں رسید کارِ مغاں — ہزار بادۂ ناخوردہ در رگِ تاک است

آج جب کہ اس ادارہ کے متعلق مضامین و مقالات کتابی شکل میں شائع کئے جا رہے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بطورِ اعتراف خدمت اور اظہارِ تشکر کچھ اس کے ناظم اعلیٰ، اس کے مخلص فعال ڈائریکٹر اور اس کو اور سنوارنے والے کی اُن خدمات کا تذکرہ کر دیا جائے جو انھوں نے اس کی توسیع و ترقی کے سلسلہ میں انجام دی ہیں

یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اس ادارہ کو جو یہ مقامِ عروج حاصل ہوا ہے وہ اس کے ڈائریکٹر صاحبزادہ **شوکت علی** خاں کی بے لوث مساعی اور انتھک جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ شوکت صاحب نے بڑی دماغ پاشی دل سوزی اور شبانہ روز جانفشانی سے اس ادارہ کی بدحالی دور کرنے اور اس کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کیلئے اسکیمیں بنائیں تجاویز مرتب کیں اور اہلِ علم و دانش اور اربابِ فکر و فن کو اپنا رفیقِ کار و معاون اور دست و بازو بنا کر ان کی کامیابی کے لئے کوششیں کیں جس کی وجہ سے یہ ادارہ آج راجستھان کے افق پر آفتابِ نصف النہار کی شکل میں درخشاں نظر آ رہا ہے۔ اور ٹونک جو انقلاباتِ زمانہ و تغیراتِ حالات کے باعث اپنی مرکزیت اور اپنی امتیازی خصوصیات کو ایک ایک کر کے کھوتا جا رہا تھا، اس کی بہاریں خزاں رسیدہ ہو رہی تھیں۔ شوکت صاحب ہی کی مسلسل و پیہم اور مخلصانہ جدوجہد کے طفیل اس خزاں رسیدہ چمن کی بہاریں واپس لوٹ آئی ہیں۔ اور اس ادارے کے باعث یہ سرزمین پھر سے مرجع اہلِ علم بنی ہے۔

ایک وہ دور تھا۔ اس ادارہ کے شوکت صاحب ہی تنہا افسر تھے، شوکت صاحب ہی کلرک تھے وہی اس کے چوکیدار تھے تو وہی نگراں ان کی حیثیت "خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گِل کوزہ" کی تھی لیکن آج خدا کا شکر ہے کہ وہ ڈائریکٹر جیسے جلیل القدر عہدہ پر سرفراز ہیں اور ان کے ماتحت اس ادارہ کے مختلف شعبوں میں ایک معقول عملہ کام کر رہا ہے جن میں ایک نہیں، دو، دو ریسرچ سکالر ہیں، کاپیسٹ بھی ہیں، ٹرانسلیٹر بھی، ٹائپسٹ بھی ہیں تو اکاؤنٹینٹ بھی، جلد ساز بھی ہیں تو چوکیدار اور چپراسی بھی۔

Marfat.com

پھر یہ کہ ان کی "سپروائزری" میں این ایس ڈی کے وظائف یاب ایک نہیں دو نہیں چھ اسکالرس تحقیقی و تدوینی کام میں مصروف ہیں۔ تصنیف و تالیف کا کام الگ ہو رہا ہے اور انگریزی اور دوسری زبانوں کیٹلاگنگ کا پروجیکٹ علیحدہ چل رہا ہے۔ فرنیچر کا معقول انتظام ہو گیا ہے۔ خاص خاص نادر اور تاریخی اہمیت کی حامل کتابیں الماریوں سے نکل کر حسین و خوبصورت شوکیسوں میں آراستہ نظر آ رہی ہیں حسین و خوبصورت بلند و بالا شوروم، شوکیسوں کی قطاروں، خوشنما و خوشخط وصلیوں، حسین و جاذب نظر معلوماتی چارٹوں سے مزین ہے والیان ریاست کی قد آور تصویریں سنہری، روپہلی فریموں میں آویزاں ہیں۔ جن کے نظارہ سے ارباب ذوق نہ صرف لطف اندوز ہوتے ہیں بلکہ بہت کچھ معلومات لے کر جاتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ **شوکت** صاحب کو اس ادارہ سے ایک قسم کا جذباتی تعلق ہے وہ اس کو اسلاف کی پاکیزہ میراث تصور کر کے سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، اور ہر وقت اس کی اصلاح و تنظیم، اس کی فلاح و بہبود اور اس کی تزئین کاری میں لگے رہتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ انھوں نے اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ اس ادارہ کی ترقی اور برتری کے لئے وقف کر رکھا ہے وہ سفر کرتے ہیں تو اسی کی فلاح و بہبود کے لئے، وہ حضر میں رہتے ہیں تو اسی کی ترقی کی اسکیموں کی تیاری میں مصروف گویا اس ادارہ کی برتری و ترقی ان کا مقصد حیات ہے۔

شوکت صاحب بانی ریاست **نواب امیر الدولہ** کے خاندان کے ایک ہونہار باصلاحیت ممتاز فرد ہونے کے ساتھ ساتھ امیر الدولہ کے خسر اور ان کے دوش بدوش جنگ آزادی میں حصہ لینے والے اخوند زادہ خدا یار خاں کے مائۂ ناز اخلاف میں سے ایک ہیں۔ اگر اخوند صاحب نے نواب امیر الدولہ کے ساتھ کارہائے شجاعانہ انجام دے کر ریاست ٹونک کی بنیاد کو مستحکم کیا تھا تو ان کے ایک خلف **شوکت علی خاں** نے **نواب امیر الدولہ** کے پوتے **نواب محمد علی خاں** کی قائم کردہ علمی ریاست (کتب خانہ) کی نیو کو نہ صرف مستحکم و مضبوط کیا بلکہ اس کی توسیع و ترقی میں تن من دھن کی بازی لگا رکھی ہے۔

ان کی ان ہی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کل ہند کانفرنس اردو اساتذہ منعقدہ ٹونک کے موقعہ پر

Marfat.com

ہونے والی ایک تقریب میں ٹونک کے اہل علم نے اپنے پیش کردہ سپاسنامہ میں کہا تھا۔

"سیف و قلم کا ہمیشہ سنجوگ رہا ہے، آپ کے صاحب سیف اسلاف نے نوک شمشیر بڑے بڑے سنگین اور ناقابل تسخیر قلعے فتح کئے ہیں۔ اور ان کی حفاظت اور قلعداریاں کی ہیں خالق کائنات آپ کو صاحب قلم بنایا ہے آپ نے اپنے جادو نگار قلم کے ذریعہ ایک ایسے قلعہ کو فتح کیا ہے جو علم و حکمت، تاریخ و آثار ادب و شعر کے بیش بہا جواہر سے معمور ہے اور ایسے قلعہ کی قلعداری آپ کے سپرد ہے جس کے دامن میں قیامت تک اصحاب علم و فن اور ارباب فکر و تحقیق منفعت اور استفادہ حاصل کرتے رہیں گے۔"

بلاشبہ شوکت صاحب انسٹی ٹیوٹ کے افسر اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک رنگین انشاء پرداز ہیں تحقیقی مقالہ نگاری انگریزی و اردو سیمیناروں و سمپوزیموں ہسٹری کانگریس کی نشستوں میں ان کی شرکت اور ادبی و تاریخی و تحقیقی عنوانات پر ان کی مقالہ خوانی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ان کا تاریخی مطالعہ بہت وسیع ہے وہ اکثر تاریخی موضوعات پر قلم برداشتہ مضامین لکھ ڈالتے ہیں گویا ہندوستان کی تاریخ حفظ بر زبان ہے پیش نظر کتاب میں ان کے تاریخی و تحقیقی کئی مقالے شامل ہیں اور کتاب کے شروع میں ان کا بڑا تفصیلی، جامع اور پر مغز مقدمہ ہر چند ان کی بے پناہ معلومات اور ان کے اسلوب نگارش کا ترجمان ہے۔

بہرحال کتب خانہ، یہ ڈائرکٹریٹ یہ عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ہو چکا ہے آپ نام دیدیں کیجئے۔ آج دنیا بھر کے ان چند گنے چنے عالی شان کتب خانوں میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے جن کے گراں قدر نوادر کی زیارت کے لیے ارباب علم و تحقیق دور دور دراز کا سفر اختیار کر کے یہاں آتے اور اپنی تشنگی ذوق کی سیرابی کا سامان پاتے ہیں۔

اللہ کرے یہ علم کدہ تا روز ابد آباد رہے۔

ہر آفت سے محفوظ رہے، ہر خارشے سے آزاد رہے

Marfat.com

آتشِ کارواں

بہ تقریب جشن افتتاح ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی ٹونک

بہ لطف نگاہ محب گرامی قدر صاحبزادہ شوکت علیخاں ناظم اعلیٰ

ہندوستان کے مایۂ ناز ادیب و محقق جناب ڈاکٹر تنویر احمد علوی ریڈر شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی نے اس ڈائرکٹریٹ کی جشن افتتاح کے موقعہ پر اس ادارہ اور ٹونک نیز ٹونک کی ایک مقبول صنف شاعری چاربیت کے بارے میں اپنے تاثرات و احساسات کا اظہار ایک فارسی نظم میں فرمایا تھا۔ یہ معرکۃ الآرا نظم اپنی اہمیت کے اعتبار سے ایک تاریخی نظم ہے۔ اس "عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" سے شائع ہونے والی اس پہلی اردو کتاب میں اس نظم کو بطور خاص شامل کیا جا رہا ہے۔ اراکین ادارۂ ہٰذا اور ارباب ٹونک تنویر علوی کے ان پرخلوص عقیدتمندانہ جذبات کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بصمیم قلب ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں (ایڈیٹر)

ٹونک آن منزل وفاکیشاں
ٹونک آں رہ گزار دل ریشاں

داستانے ز رفتگاں ماندہ
آتشے چوں ز کارواں ماندہ

ہر بہیرے ز بے نگہے کیں جاست
یادگارے ز ترک و نازی ماست

بے نیاز ز زمام و راحلہ ہا
چوں جرس ہم نوردِ قافلہ ہا

تیغ داراں شہیدِ ناز ایں جا
غازیاں را صفِ نماز ایں جا

سخن از درد و داغہا دارد
ہم بدستش چراغہا دارد

گوہرے چوں بہ حلقۂ گرداب
ہم چوں شمعے بہ سایۂ محراب

نقش فردائے بر جبیں دارد
ید بیضا در آستیں دارد

ٹونک آں شہر شیشۂ وسنداں
ٹونک آں مرکز ہنرمنداں

چوں گلِ لالہ داغ سامانے
ہم چوں صبحے بہ چاک دامانے

ساز د برگے دلِ نگارے ہست
دست گل خوردۂ بہارے ہست

Marfat.com

حسن برگِ گلے بہ طنازی
کاں بریشم کند نمد سازی

سادہ کارش بدستِ پرکارے
بگریباں نہفتہ زنّارے

نقشِ نازے بہ کام دانی ہا
حسن لطفے بہ جام دانی ہا

ہم چو شبنم بہ شیشۂ سمنے
چوں نگارے بگوشۂ چمنے

چوں عروسے بہ جلوہ سامانی
چوں گلِ تر بہ پاک دامانی

چار بیتے کہ حرف و افسونے ست
ضربِ فرہاد و رقصِ مجنونے ست

چوں مصافے بہ تیغ و میدانے
چوں طوافے بکوئے جانانے

ہم چو دستاں سرا خوش آہنگے
پئے کوباں بہ ضربِ مہ چنگے

نغمہ خواناں بہ جوش و مستیہا
دف نوازاں بہ تیز دستیہا

ساز بر دوش ہم چو موجِ رواں
ہم چو گرداب شعلہ پیچے

چوں حریفانِ مست می آیند
تیغ و خنجر بدست می آیند

شعرہا شکوہ ہا شکایت ہا
شکرہا لطف ہا حکایت ہا

شعلہ ہا ہم چو جام می رقصند
تیغ ہا بے نیام می رقصند

ٹونک آں بزمِ خوش کلاماناں
خوش نگاہان و گل بداماناں

فکر و فن را چو مردمِ دیدہ
آگہی را عیار سنجیدہ

شعر و افسانہ را روایت ہا
نقد و تنقید را [illegible]

بہ عبارت چناں اشاراتے
بہ اشارت چناں عباراتے

ہم بصورت درے دبستانے
ہم بہ معنی دلیل و برہانے

بہ لطافت چو شیشۂ عسلے
بہ صفا چوں سفینۂ غزلے

Marfat.com

ہم چوں شاخ گل از چمن زارے ‏— عندلیبے چوں از چمن زارے

بہ جنس آشیاں حذر کردہ — ہم بدوشِ صبا سفر کردہ

بہ سنہری محل چوں می آئی — بہ شبستانِ حسن و زیبائی

چوں بہشتے بخواب می بینی — از رخ ماہتاب گل چینی

چوں گریبان غنچہ خوش رنگے — ہم چوں سازے مجلس آہنگے

ہم بہ ترصیع چوں بدخشانے — ہم چوں ماہِ مبیں درخشانے

ہم چوں شاخ گلے بہ تزئینے — ہم چوں موج گہر خوش آئینے

ہم چوں روئے نگار خوش تابے — چو در آئینہ عکس مہتابے

سقف و محراب زرنگار ایں جا — ہست افسانۂ بہار ایں جا

چہ قدر نقش دل نشینے ہست — ہم چو فردوس بر زمینے ہست

بہ **جلوخانہ** چوں گذر داری — ہم بہ لوح و قلم نظر داری

کاں بالآخر ادارہ شدہ است — دیدہ ہا را اشارہ شدہ است

شرر جاں بخاک او زندہ — داغ دل ہم چوں ماہ تابندہ

حرف شیریں ز علم و فن ایں جا — صد چراغے ز انجمن ایں جا

ہم چوں شہرے خجستہ آئینے — صد کتاب و ورق بہ تزئینے

نسخہ ہا ہم چوں نور ایمانے — نقش ہا چوں حدیث و قرآنے

حکمت و شعر را خزینہ درو — قدر و معیار را سفینہ درو

چوں سرائے ز حسن انجمنے
تا بہ ایران می رود سخنے

ڈاکٹر تنویر احمد علوی

Marfat.com

مقدمہ

تاریخ انسان کو دانا بینا اور عاقل و بالغ بناتی ہے۔ شواہد و حقائق کے ساتھ استدراک علم و حکمت، استدلال اور فکر و تنقید دیتی ہے۔ انتقال مکانی اور انتقال زمانی کے باوجود بھی مردہ کرداروں میں توانائی اور حرکت و حرارت بخشتی ہے۔ گو ماضی کے بحر زخار میں کھو کر ان کو سیکھنے کی جستجو تاریخ کا مزاج ہے لیکن ماضی کے ان اوراق میں ہر دور اور ہر زمانہ کی تصویر کشی بھی تاریخ کا مذاق سلیم ہے۔ واقعات و شواہد سے دفتر کے دفتر پیدا ہو جاتے ہیں یہاں زمانے کروٹیں بدلتے، انقلابات سانسیں لیتے اور عہد اور قرن بدلتے دکھائی دیتے ہیں۔

تاریخ کا مزاج کائنات کو اتنا محیط ہے کہ اس کی ہر شے بولتی نظر آتی ہے۔ حدود متعین ہوتے ہیں عہد قرن بنتے ہیں ادوار و ازمنہ وضع ہوتے ہیں سنگ ہائے میل نصب ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ کھنڈرات آثار و اعلام در و دیوار نقش و نگار اور خشتہائے قدیم بولتے دکھائی دیتے ہیں۔ ذرہ ذرہ اپنے اپنے زمانوں کا آئینہ بن کر تاریخ کی رونمائی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ کہیں زمانہ خود تاریخ بن جاتا ہے اور کہیں تاریخ زمانہ بن جاتی ہے۔ صناد یدِ عجم کی زبانی ہو کہ شواہد و حقائق کی ترجمانی تاریخ ہر ہر نقش میں مرتسم اور منقش نظر آتی ہے کسی قوم کی کہانی ہو کہ ملک و ملت کی ترجمانی فرقے، طبقے، زبان علم و حکمت، شعر و سخن، فکر و فہم اور گفتار و کردار غرض بات ہو سب میں تاریخ چھائی ہوئی ہے کہیں علم و حکمت کی اقدار متعین کرتی ہے تو کہیں تہذیب و تمدن کی جلوہ نمائی کرتی ہے کہیں شواہد و حقائق پر تبصرہ کرتی ہے تو کہیں قوموں کے ادوار کے عروج و زوال کا جائزہ اس انداز سے لیتی ہے کہ قوم اور ملک اپنے رنگ و بو مزاج و رفتار اور گفتار و کردار سے آشکارا ہو جاتے ہیں۔

ارتقائے انسانیت سے لے کر نباتات، حیوانات اور جمادات تک کی تاریخ مرتب کی جاتی ہے۔ انسان کے نشو و نما کی تاریخ، اس کے قبائل و نسل، اس کے ذہنی ارتقاء اور علم و حکمت کی تاریخ یہاں تک کہ انسان

Marfat.com

کے احساسات و انتشارات اور اس کے ایک ایک جذبے کی تاریخ ڈھالی جاتی ہے۔ جذبات کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ حسیات اور معقولات و منقولات تک کو احاطۂ تاریخ سے باہر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

تاریخ صرف سلاطین اور ممالک کے عروج و زوال ہی کے حالات میں مقید نہیں ہے۔ بلکہ آثار و اعلام، اسباب و علل اور تنقید و تحقیق کی روشنی میں زمانے کے گرد و پیش کے حالات کا جائزہ اور معاشرے اور طبقات و عمرانیات کا مطالعہ بھی اسی سے متعلق ہے۔

اس کا دامن اتنا وسیع و عریض ہے کہ سلفیات و عتیقیات، مسکوکات و مخطوطات اور مکتوبات سب پر تاریخ چھائی ہوئی ہے۔ فنون لطیفہ ہوں کہ جمالیاتی آئین فکر، مکارم اخلاق ہوں کہ معاشرتی نظام زندگی، علم و حکمت کے باب ہوں کہ عقل و عمل کی بیدار طاقتیں، عقول عشرہ ہوں کہ مذہبی، معاشی اور سماجی تحریکات سب میں تاریخ جلوہ گر، سب سے تاریخ نمایاں اور سب کو تاریخ محیط ہے۔

ہر زمانے اور ہر دور میں مختلف القسم ماخذ تاریخ کو بناتے ہیں۔ کسی دور میں پتھر، چٹانیں، کھنڈرات اور شجریات و حجریات اور جمادات اپنے اپنے دور کی تصویریں لئے تاریخ بناتے دکھائی دیتے ہیں۔ کہیں تحریریں، قلم کی مرور گردشیں، حرکات جلی و خفی، اس کے دامن اور دائرے، نوک پلک، زمانے کی رفتار و سمت اور قوموں کے مزاج و عقل و کردار کو سموئے ہوئے تاریخ کا سرمایۂ حیات نظر آتی ہیں۔

قلم کی رفتار انسان کی تاریخ کی امین و محافظ ہے جب سے تحریر ایجاد ہوئی ہے۔ انسان کے شعبہ ہائے زندگی کی ہر ہر پہلو سے اور ہر ہر زمانے میں تحریر نے تصویر لی ہے۔ وہ کہیں اشک بن کر یاد کی شکل میں ٹپکے، کہیں آہ بن کر نامراد عاشق زار کے جذبات میں رونق ہو گئی کہیں یادداشت بن کر قوم و ملت کے دل و دماغ پر مرتسم ہو گئی۔ کہیں وہ شاعر کی فکر میں ڈھل گئی تو کہیں مصور کے موئے قلم میں سما گئی۔ کہیں غزل کی جان بن گئی۔ کہیں شاعر کا خواب رنگیں بن گئی کہیں قوم کا سرمایہ بن گئی اور کہیں زمانے کی رفتار و کردار بن گئی۔ کہیں مصور فطرت کا حسین و مترنم شاہکار اور کہیں مصنف کا سحرکار قلم بن کر ہر کتاب دل پہ

Marfat.com

زندگی کو سراپا نرم، سراپا حسن و جمال، سراپا تغزل و تکلم بنا دیا۔ جہاں رعنائیوں کے جلوے بکھر کر سنور گئے اور سنور کر نکھر گئے اور نکھر کر کہیں مصنف کے قلم میں کہیں مفکر کے ذہن میں کہیں صوفی کے ذکر و فکر میں، اور کہیں مورخ و محقق کے اسلوب و انداز، گفتار و کردار، انداز فکر اور طرز بیان میں ڈھلنے لگے اور قوم و ملک کے ثقافتی و علمی خزانے بننے لگے۔

ہر زمانے اور ہر دور میں تحریر، تقریر اور فکر و خیال کے سانچوں میں علمی بوقلمونیاں، ثقافتی جلوہ نمائیاں اور علمی و ادبی حیرت سامانیاں منعکس ہونے لگیں جو کتاب، صحیفہ، منشور، مسودہ، مخطوطے کی شکل میں آج تک جلوہ گر ہیں۔ جذبات کی ترجمانی اور عکاسی نے انسان کو مجبور کیا کہ وہ پتھر کا سہارا لے۔ اور اس کو تراش و خراش کر کے اپنے جذبات کی عکاسی کا مظہر اور ترجمان بنا دے۔

یہی وجہ ہے کہ مصوری اور ثقافتی معرض وجود میں آئیں۔ اسی طرح تحریر بھی جذبات و احساسات کی مصوری اور عکاسی ہے قدیم سے قدیم تر زمانے سے تحریر کا وجود ملتا رہا ہے مٹی کی تختیوں میں ملے یا بھوج پتر تاڑ پتر، چھال پر، کھال پر، یا چٹانوں اور پتھروں پر، یا ٹیراکوٹا پر[1] (Terra cotta)

یہی کتاب گھر، کتاب خانے، کتب خانے، بیت الحکمت گرنتھ بھنڈاروں کی تخلیق کا سبب بنے ہندوستان میں میگستھنیز کی سفرنامہ مرتب ہو کر گم ہو جانے۔ یہاں کتاب کی دنیا شروع سے آباد تھی ہیون سانگ یہاں کے حالات قلمبند کرتے کرتے کہتا ہے۔ ابن بطوطہ سفرنامہ ترتیب دیتے کہتے ہیں ہندوستان شروع ہی سے علم کا گھر، کتاب خانہ اور علم کی دنیا کہا جاتا تھا۔ پٹنہ، نالندہ، اجین، بنارس، بھروچ، ٹھٹھہ ٹیکسلا اور اجودھیا کے در و دیوار کھنڈرات اور شکستہ آثار گواہ ہیں کہ یہاں کتاب گھر اور بیت الحکمت رہے ہیں

اسی طرح اسلامی دنیا میں بھی کتب خانوں کی ابتدا عروج اسلام سے شروع ہو گئی تھی۔ مدینہ کوفہ، بصرہ، دمشق، طوس، بخارا، شیراز، قاہرہ، غزنی، قرطبہ، اور طرابلس وغیرہ نہ صرف علوم و فنون کے سرچشمے تھے بلکہ خزائن المعمور، خزائن النوادر، اور بیت العلم اور دار الحکمت کے نمونے بھی بنے ہوئے تھے۔

۱۔ مٹی کی پکی ہوئی اینٹیں اور ٹھیکریاں جو پانچ ہزار سال سے پہلے سے ملتی ہیں

Marfat.com

اسلامی دنیا میں کتابوں کی ابتداء حضرت امیر معاویہؓ سے ہونا بتائی جاتی ہے لیکن حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ہی کتابت شروع ہو چکی تھی۔ قرآن کی ترتیب اور کاتبِ وحی کے ذریعہ کتابت وغیرہ کا اہتمام اسی دورِ مقدس کی یادگار ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے کتاب خانے کی ابتدا کی جس کو حضرت عمر بن عبدالعزیز متوفی ۱۰۱ھ نے فروغ دیا۔ پھر تفاسیر و احادیث کی ترتیب و تدوین نے ذوقِ کتب اندوزی کو اور فروغ دیا۔ اس ذوقِ کتب اندوزی نے ذوقِ کتابت اور شوقِ خطاطی کو مائل بہ ارتقاء کیا اس لئے بے محل نہ ہوگا۔ اگر یہاں فنِ خطاطی کے آغاز و ارتقا اور اس کی اقسام کا مختصر طور پر تذکرہ کر دیا جائے۔

فنِ خطاطی مسلمانوں کی ایک ایسی دین ہے جو تمام فنونِ لطیفہ مصوری، نقاشی اور سنگ تراشی میں نزاکت، نفاست اور دلربائی کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔

کوفہ جو اس عہد میں دارالعلم تھا یہیں سے خطِ کوفی کا آغاز ہوا۔ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں خطِ کوفی میں اصلاح ہوئی۔ اعراب کی ایجاد، حرکات، کشش، کرسی اور شان و صفا میں خطِ کوفی ترقی کرنے لگا۔

خلافتِ بنو امیہ کے زمانے میں خطِ کوفی سے قدرے تغیر و تبدل و اصلاح سے قطبہ نے چار خط ایجاد کئے۔[1] دوسری صدی ہجری میں نامور تاریخ ساز فاضل خلیل بن احمد نحوی متوفی ۱۷۰ھ م ۷۸۶ء نے خطِ کوفی کی اصلاح کر کے موجودہ اعراب ایجاد کئے۔[2]

مشہور محقق ابن ندیم نے لکھا ہے کہ اشاعتِ اسلام سے پہلے ایران میں سات خط رائج تھے ان کو ایرانی ہفت قلم کہتے تھے۔[3] خلیفہ مامون رشید کے استاد کے علی بن حمزہ سائی متوفی ۱۸۲ھ م ۷۹۸ء نے بھی خطِ کوفی سے کئی شاخیں نکالیں اور مامون کے زمانے تک خطِ کوفی کی مروجہ شاخیں قلم الجلیل[4] قلم السجلات[5]

---

[1] سید سجاد، فنِ تحریر کی تاریخ، انجمن ترقی اردو ۱۹۶۲ء ص ۲۱۴ [2] ایضاً ص ۲۱۵
[4] یہ خط ساہون کے خطوط و فرامین اور مساجد کے کتبوں میں مستعمل تھا۔
[5] اس میں [illegible] وزیریں کسی جاتی تھیں

Marfat.com

قلم الدیباج (دیباچہ اسی سے نکلا ہے) قلم طومار[1]، قلم الثلثین، قلم المحرم، خط رخش، خط بیاض، خط دبیج وغیرہ وغیرہ رائج تھیں۔

ابن مقلہ متوفی ۳۲۸ھ م ۹۳۹ء نے خط کوفی سے چھ خط ایجاد کئے جس کو رباعی میں اس طرح کہا گیا ہے۔

بنگارین خط خوش می نویسد — بغایت خوب و دلکش می نویسد
مناثنیر و محقق، نسخ و ریحان — رقاع و ثلث ہر شش می نویسد

چوتھی صدی ہجری مطابق دسویں صدی عیسوی میں حسن بن حسین علی فارسی نے رقاع اور توقیع[2] سے ایک اور دلپذیر اور عجیب خط تعلیق وضع کیا جو بعد میں امیر تیمور کے زمانے میں خط نسخ کی آمیزش سے سب سے جاذب نظر خط نستعلیق میں تبدیل ہو گیا اس خط کو خواجہ میر علی تبریزی نے ایجاد کیا تھا۔

ابوالفضل نے دیباچہ مرقع بادشاہی میں لکھا ہے کہ میں نے تیمور کے عہد سے پہلے کی نوشتہ وصلیات خط نستعلیق میں دیکھی ہیں[3] ہمارے ادارہ میں بھی دو تین نسخے اس خط میں موجود ہیں جو آٹھویں اور نویں صدی ہجری کے نوشتہ ہیں۔ ان میں سے ایک کلیات خواجو کرمانی ہے جو خود خواجو کے عہد کا مکتوبہ نسخہ ہے۔

نستعلیق کے بعد خط شفیعہ اور پھر خط شکستہ ایجاد ہوئے جو اب تک مروج ہیں لیکن خط نستعلیق سے بہتر اب تک کوئی دوسرا خط ایجاد نہیں ہوا۔ دینے تزئین و آرائش کے لئے خط سے خط اور شاخ سے شاخ پھوٹتی رہیں کئی خط ایجاد ہوئے جن میں خط گلزار، خط ماہی، خط طاؤس، خط ہلال، خط گوہر، خط خشت، خط غبار، خط لرزہ، خط زلف عروس، خط منثور، خط ظفرئی، خط ناخن، خط معکوس، خط توام، خط گنج و پیوند، خط خوردبینی۔ ان خطوط کی اصطلاحات بھی قابل ذکر ہیں۔ مثلاً:۔

---

[1] اس خط میں کتابوں کے ابتدائیے لکھے جاتے تھے [2] یہ اس کی دوسری قسم تھیں طومار الکبیر اور مختصر الطومار
[2] مناشیر خط توقیع کو کہتے ہیں۔ اس میں فرامین، انشائیہ اور احکام لکھے جاتے تھے۔
[3] بعض لوگ خط نستعلیق کا موجد یاقوت مستعصمی متوفی ۶۹۸ھ م ۱۲۹۸ء کو بتاتے ہیں جو میرے نزدیک قرین قیاس ہے اس لئے کہ آٹھویں صدی کے نسخے خط نستعلیق میں ملتے ہیں خواجہ میر علی تبریزی نے اس میں اصلاح کی ہوگی اور اس کی شان و صفائی میں اضافہ کیا ہوگا۔ اس کو خط نستعلیق کا مصلح کہا جا سکتا ہے۔ نہ کہ موجد۔

Marfat.com

سر، گردن، پیٹھ، پیٹ، نوک، پلک، دامن، دائرہ، کشش، کرسی، نشست کشاف

صفا، فصل، رخ فصل، یک رہ، دو مدہ، یک دانگ، دو دانگ، سہ دانگ وغیرہ وغیرہ

ان تمام ہی خطوں میں فرامین، منشور، نشان، سودی، مخطوطات، مکتوبات، شرائط، حسب الحکم

دستک، رقعات، بیاضیں، وصلیاں، طغرے، دیباچے، پارچے، رومال وغیرہ لکھے جانے لگے۔ ہر ہر

کتب خانے میں یقیناً جملہ قسم کے خطوں کے نمونے ضرور ملیں گے مخطوطات زیادہ تر کوفی، رقاع، ثلث، نسخ

اور شکست میں ملیں گے۔ ویسے تزئین اور زیب و زیبائش کے لئے لوح کتاب، بین السطور، حواشی یا

ترقیموں میں مختلف خطوں کے نمونے بھی ملتے ہیں۔ ان خطوں کی شان کو برقرار رکھنے کے لئے اس کتاب

میں بھی مختلف قسم کے خطی نمونے کہیں عنوانات میں کہیں مقالے کے آخر میں اور کہیں ترقیمے میں دیئے ہیں۔

کتب خانے کتاب کی دنیا بھی کیا دنیا ہے ایک خاموش دنیا۔ مگر گویا یہاں قوم

اور ملک مرنے کے بعد بھی زندہ ہیں۔ علم، تہذیب و تمدن اور ثقافت ہی کسی قوم اور ملک کو زندہ رکھتے

ہیں۔ اگر کسی ملک کے علم اور اس کی تہذیب میں توانائی اور دوامیت باقی ہے تو وہ ملک صدیوں

زمانے زندہ رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ زندہ قومیں اپنے علم کی بستیاں، تہذیبی نمونیاں اور ثقافتی آثار

کتابوں کی دنیا میں چھوڑ گئے ہیں۔ وہ بستیاں چاہے ہندوستانی کتب خانوں میں ہوں کہ خزائن الفو ر

بیت الحکمت اور دار العلم میں ہوں آج بھی تاریخی عظمت سمیٹے ہوئے دعوت فکر و عمل دے رہی ہیں۔

تاریخ کبھی اس عالمی واقعہ کو فراموش نہیں کرے گی جب مامون رشید نے یونان کی علمی

دولت سمیٹ سمیٹ کر خزانے کے خزانے بھر لئے تھے یونانی علوم و فنون کے قافلے اور کارواں رحیل رحیل

مخطوطات اور علمی نوادرات لئے بغداد میں اترتے رہے۔ اور اونٹوں سے لدے ہوئے یونانی اساطیر داستانیں

کتابیں اور علمی صحیفے اس تاریخی دیار علم کو مرکز علم و فن اور خزائن القصور بناتے رہے۔

مامون رشید نے تصنیف و تالیف اور ترجمہ نگاری کا ایک قصر علم تعمیر کیا۔ جو بیت الحکمت

Marfat.com

کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ منہ مانگی قیمت کتاب لانے والے کو دیتا تھا۔ اس وقت بغداد میں گھر گھر کتب خانہ اور بیت الحکمت بنا ہوا تھا

مامون رشید کے دور میں بغداد میں دس لاکھ مخطوطات محفوظ تھے[1] قاہرہ میں ۱۶ لاکھ کتابیں قرطبہ میں ۴ لاکھ، طرابلس میں تین لاکھ اور مراغہ میں چار لاکھ مخطوطات موجود تھے[2] اس روح فرسا اور ہولناک حادثہ سے بغداد کی علمی دولت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جب کہ ۶۵۶ھ م ۱۲۵۸ء میں ہلاکو خان نے بغداد کو تباہ کیا تھا اور وہاں بیت الحکمت کی تمام کتابیں دجلہ میں دریا برد کر دی تھیں۔

مورخین کا بیان ہے کہ سات روز تک دریائے دجلہ کا پانی سیاہ بنا ہلاکو خان کی کثافت قلبی اور دل کی سیاہی پر روتا رہا۔ دریائے دجلہ میں کتابوں کا پل بن گیا تھا۔ ان دریا برد مخطوطات میں سے دو مخطوطات ہمارے ادارہ میں بھی اس تاریخ ساز بیت الحکمت کی عظمت کو لئے ہوئے مرقع عبرت بنے ہوئے ہیں اور بغداد کی ثقافت و حکمت ان کے ایک ایک نقطے ایک ایک سطر اور ایک ایک صفحے سے نمایاں ہے

یہ کتابیں اپنے حروف کے دائروں اور دامن میں اب بھی علمی بہاریں اور فنی عظمتیں سمیٹے ہوئے بغداد کی عظمت رفتہ اور سطوت پارینہ کی مظہر بنی کسی دل کو تڑپا رہی ہیں اور کسی آنکھ کو رلا رہی ہیں اور کسی اہل نظر اور اہل دل کے لئے راحت قلب و جگر بنی ہوئی ہیں۔

مسلمانوں کے اس فن کتابت اور جمالیاتی و تعمیری ذوق و شوق نے بیابانوں، پہاڑوں، ریگستانوں اور خزاں رسیدہ محلات میں علمی کتب خانے کھڑے کر دیئے۔ بیت الحکمت بنا ڈالے اور کتابوں کے ہینگروں تک محل تعمیر کر ڈالے جہاں ایک ایک مصنف کے خود کے خطی نسخے سینکڑوں کی تعداد میں اب تک محفوظ ہیں

ابن تیمیہ کے استاد احمد بن عبدالدائم نے اپنے قلم سے تنہا دو ہزار کتابیں لکھی تھیں۔ یحییٰ بن معین نے چھ لاکھ احادیث لکھی تھیں۔ ابن جوزی نے اس کثرت سے کتابیں لکھی تھیں کہ ان کے قلم کے تراشوں سے

---

[1] محمد زبیر، اسلامی کتب خانے۔ ندوۃ المصنفین دہلی ص ۳۵ ۔ [2] ایضاً

ان کے غسل میت کا پانی گرم کرنے پر بھی تراشے بچ گئے تھے علامہ ابن جوزی کی وصیت تھی کہ میرے مرنے کے بعد ان تراشوں سے پانی گرم کیا جائے۔ وہ جس طرح اخیر دم تک کتابوں کو سینے سے لگائے رہے اسی طرح اپنے قلم کے تراشوں کو جمع کرتے رہے جو قلم کبھی حدیث و رجال کی خدمت میں تراشا جاتا تھا کبھی سیرۃ مغازی کیلئے کبھی تفسیر و فقہ کے باب کے لئے تراشا جاتا تھا

اسی طرح امام بخاریؒ کے شاگرد امام محمدؒ نے تبرک تقدس کی غرض سے اس روشنائی سے جو اپنے استاد کے قلم میں لگی رہ جاتی تھی پوری حدیث کی کتاب ترتیب دے لی[1]

اس جانفشانی، لگن، اور ذوق بہم نے اسلامی کتب خانوں کی بنیاد رکھی ویسے تو دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسلامی کتب خانے پھیلے ہوئے تھے لیکن مصر کا کتب خانہ جسے خزائن القصور کہا جاتا تھا بغداد کا بیت الحکمت، جامعہ ازہر کا کتب خانہ، کتب خانہ محمودیہ، کتب خانہ نظامیہ، طوسی کتب خانہ جامع دمشق (جہاں تین سو بیس کتب خانے تھے) نیشاپور، طرابلس، شیراز، غزنی، ہرات، حلب اور مدینہ منورہ کے کتب خانے دنیا کے مشہور و معروف کتب خانے تھے۔

ہندوستان میں بھی غزنوی کی آمد سے کتاب خانے کی ابتدا ہو چکی تھی لیکن ضابطہ میں سب سے عظیم الشان کتب خانہ محمد تغلق نے تعمیر کیا تھا۔ اس کے بعد فیروز تغلق نے بھی توجہ کی۔ عہد مغلیہ میں مصوری خطاطی اور نقاشی کا بہت فروغ ہوا۔ خود امیر تیمور دربار میں کتابوں، مورخوں اور تذکرہ نویسوں کو اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور ہمایوں نے تو اپنی جان ہی کتابوں کی نذر کر دی تھی۔

اکبر جہانگیر اور شاہجہاں کے عہدوں میں بھی کتب خانوں کو خوب سرپرستی ملی۔ جہانگیر شاہجہاں اور عالمگیر کے خود کے مطالعہ کیے ہوئے نسخے، ہاتھ کے لکھے ہوئے اور عرض دیدہ، جائزہ نمودہ لکھی ہوئی تحریریں اور مہر لگی ہوئی کتابیں آج دنیا کے اکثر و بیشتر کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

---

[1] اسلامی کتب خانے ص ۳۱

Marfat.com

ـ کسی کتاب پر صرف تحویل دار کی مہر لگی ہوئی اس بات کی علامت ہے کہ یہ شاہی کتب خانہ کی ہے لیکن اگر جائزہ، صاد، یا عرض دیدہ بھی لکھا ہوا ہو تو یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ بادشاہ نے خود اس کتاب کو بہ نفس نفیس پڑھا ہے۔

راجستھان میں بھی کتب خانوں کی کمی نہیں رہی۔ الور، جے پور، جودھپور، اودے پور کی پوتھی خانے اور جین بھنڈار، گرنتھ بھنڈار۔ بیکانیر اور بھرت پور، جھالاواڑ اور اجمیر کی نئی طرز کی لائبریریاں اب بھی گرنتھوں، کتابوں اور مخطوطات سے مالا مال ہیں۔ جے پور کے کپڑ دوار پوتھی خانہ (جواب سوائی مان سنگھ دوم کے میوزیم میں محفوظ ہیں) اور بیکانیر میں اسٹیٹ آرکائیوز جس میں پورے راجستھان کے دستاویزات فرامین، خرائط، نشان، دستک، حسب الحکم، روزنامے جات، اخبارات اور روزنامچے محفوظ ہیں جن میں تاریخ وتمدن کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

مغلیہ دور کی تاریخ پر راجستھان سے بڑھ کر اور کہیں بہتر آرکائیوز نہیں ہے اسی طرح جودھ پور میں راجستھان اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جس میں ایک لاکھ سے زائد سنسکرت، پالی، پراکرت اور ہندی کی قلمی کتابیں ہیں تحقیق و تنقید کا بے پناہ سرمایہ لیے ہوئے ہے۔

ٹونک عربی فارسی کا چشمہ راجستھان میں ٹونک کو وہی مقام حاصل ہے جو عراق میں بغداد کو، ایران میں شیراز کو، روس میں سمرقند و بخارا کو اور اودھ میں لکھنؤ یا ہندوستان میں دہلی کو حاصل ہے۔ یہ رشک سمرقند و بخارا۔ اگر ہندوستان کا شیراز نہیں تو راجستھان کا شیراز و طوس و بخارا ضرور ہے۔ علوم و فنون کا سرچشمہ، ثقافت و حکمت کا کاشانہ، شعر و سخن کا دبستان، مذہب و ملت کا گہوارہ دہلی اور لکھنؤ کا سنگم اور حسین امتزاج رہا ہے۔

یہ بھی کبھی دلی کی طرح انتخاب زمانہ اور علم و فضل کا کاشانہ تھا۔ اور ازمنہ رفتہ اور عظمت پارینہ کی یادیں لیے اب بھی نفوس قدسی اور علمی و ثقافتی آثار و اعلام کو زندہ کیے ہوئے ہے مقدس تاریخ کی اوراق

Marfat.com

نہ جانے کتنی انجمنیں سجائے ہوئے قرونِ وسطیٰ کی عظمت و حشمت اور صولت و شوکت کو زندہ کئے ہوئے ہیں

عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ   عربی اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

کا نادر و نایاب خزینۂ کتب گنجِ گراں مایہ اور تاریخی کتب خانہ اس عہد آفریں دور کی یادگار ہے جب ٹونک علم کا گہوارہ، ادب کا دبستان اور مرکزِ علم و فن اور مرجعِ خلائق تھا۔ جہاں اساتذہ، شعراء اور ادباء کا مسکن و مخزن تھا۔ وہاں شعر و سخن اور علم و فن کا جلوہ صد رنگ بھی تھا۔ علم دوست اور ادب نواز نوابان والا تبار نے اس چھوٹی سی بستی کو رشکِ دبستانِ دلی اور شیراز و بغداد بنا رکھا تھا۔

۱۸۱۷ء میں مجاہدِ آزادی نواب امیر الدولہ بہادر (امیر خاں) نے انگریزوں سے جنگ کر کے یہ ریاست قائم کی تھی۔ امیر خاں کے ہمراہ جہاں اہلِ سیف تیر آزما سورما آئے تھے وہاں اہلِ قلم اور اربابِ علم و بصیرت بھی آئے تھے پھر ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد تو ٹونک دہلی اور لکھنؤ کا سنگم بن گیا تھا۔

امیر الدولہ (۱۸۱۷ء - ۱۸۳۴ء) کے جانشین نواب وزیر الدولہ (۱۸۳۴ء - ۱۸۶۴ء) نے ہندوستان کے خانماں برباد مشاہیر شعراء و ادباء کو آباد کر کے گویا دلی اور لکھنؤ کی اجڑی ہوئی بساط کو ٹونک میں پھر سے بچھا لیا تھا۔ چونکہ اکبر شاہ ثانی رشتے میں نواب وزیر الدولہ کے خالو ہوتے تھے اسی لئے ان کی رسائی لال قلعہ کے دیوانِ خاص اور دیوانِ عام تک تھی وہاں کی درباری شاہی رکھ رکھاؤ اور خلوت و جلوت کے آدابِ شاہی اور علمِ مجلسی کی ٹونک میں آبیاری کی اور دربار کو آراستہ و پیراستہ کر کے ٹونک کو مغلیہ طرز پر ڈھال لیا

نواب وزیر الدولہ نے قلعہ معلی میں ایک کتب خانہ بھی قائم کیا جس کا تذکرہ کتب خانوں کے باب میں دیکھیں گے۔

ان کے جانشین نواب یمین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خان

Marfat.com

اپنے والد کے انتقال کے بعد ۱۸۶۷ء میں مسند آرائے حکومت ہوئے نواب محمد علی خاں خود بھی اپنے باپ کی طرح جید عالم اور متبحر فاضل تھے انھوں نے تمام والیان راجستھان بالخصوص کوٹہ بوندی اور جھالاواڑ کی انگریزوں کے خلاف پوشیدہ طور پر ایک فیڈریشن بنانے کی داغ بیل ڈالی اور ساتھ ہی ساتھ اپنی فوج کو نئے انداز سے عسکری نظام کے تحت آراستہ کرنا شروع کیا۔

انگریزوں نے اس بہادر، آزمودہ کار حکمراں کے تیور بھانپ لئے اور ٹونک کے پڑوسی راج واڑے لاوا کے ٹھاکر کے قتل کے الزام میں نواب محمد علی خاں کو ۱۸۶۸ء میں معزول کرکے بنارس بھیج دیا

ٹونک سے جاتے وقت وہ اپنے ہمراہ اپنا کتب خانہ بھی لے گئے تھے۔ جہاں انھوں نے اس میں مزید اضافہ کیا اور ایک زر کثیر صرف کرکے ایک ایسا علمی خزانۂ بے بہا بنارس میں اکٹھا کرلیا جو آج تک قائم ہے۔ آج زندہ ٹونک ہے نہ ٹونک کی ریاست لیکن نواب محمد علی خاں کی علمی ریاست آج بھی اس عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی شکل میں زندۂ جاوید ہے۔

ٹونک کی ڈیڑھ سو سالہ تاریخ اگر مٹا بھی دی جائے تو نواب محمد علی خاں کا یہ کتب خانہ ٹونک ہی کو نہیں بلکہ مشرقی علوم و فنون اور اسلامی اقدار کو زندہ رکھنے کے لئے کافی و وافی ہے۔ ٹونک کی وہ عظمت رفتہ گو دست برد زمانہ ہوگئی لیکن علمی، ادبی اور ثقافتی گہرافشانیاں اب بھی کسی کاشانے کی زینت، کسی دبستان کی آبرو بنیں اہل علم اور ارباب فکر و بصیرت سے داد و تحسین لے رہی ہیں۔

یہاں تاریخ زندہ ہے صنادید عمومی کے آثار اٹھا دیں۔ تشنگان ذخائر افکار و اخبار اور اعلام و آثار نقطے نقطے اور حرف حرف و الفاظ کی زبانی اپنی عظمت رفتہ اور سطوت پارینہ کی کہانی، کہتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ نادر و نایاب کتب خانہ اسی دور زریں اور عہد آفریں علمی ثمرات کی یادیں

Marfat.com

اپنے دامن تار تار میں کب سے جاہ وجلال، عزت وناموس، جبروت وسطوت، صولت وشوکت کا آئینہ دار ہر دور اور ہر زمانے کی تصویر لئے بیٹھا ہے کس کس دور کن کن مراحل اور کن کن نامساعد حالات سے گزرتا ہوا اب ایک خودمختار آزاد ڈائریکٹریٹ کی حیثیت سے ماضی کی داستان رزم و بزم زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

یہاں ایک عالم کا علم سمٹ آیا ہے۔ علوم وفنون کی دنیا بکھر گئی ہے ایک جہان بس گیا ہے۔ اس طرح یہ انتخاب زمانہ ہے دیکھنے کو صرف کتب خانہ ہے۔ جہاں زندگی کے ان گنت صفحات آنسوؤں کی طرح کسی کے دامن میں سمٹنے کے لئے بکھرے ہوئے ہیں ان صفحات میں کسی کے آنسو کسی کی آہ اور کسی کی واہ کے ساتھ ساتھ حق وصداقت کے دفن کے دفتر چھپے ہوئے ہیں۔ انجمنوں کی انجمنیں سجی دھجی پڑی ہیں کہیں فردوسی کا شاہنامہ کھلا ہے تو کہیں فیضی اور ابوالفضل کے دفتر و دیوان کہیں شاہجہاں نامے تو کہیں رزم نامے ایک طرف ملا علی قاری، ابن جوزیؒ، بوعلی سینا اور سیوطی اپنی نگارشات میں زندہ ہیں تو دوسری طرف سلاطین وملوک اپنی تواریخ واساطیر میں آج بھی یہاں زندہ ہیں کہیں مصور بہزاد کا قلم بول رہا ہے تو کہیں شہزادوں اور شہزادیوں کے درہائے شاہوار سلک تحریر میں جڑے ہوئے ہیں۔ کہیں داراشکوہ کہیں عالمگیری اور کہیں جہانگیری تحریریں شاہی محفلیں آراستہ کئے ہوئے ہیں وہ اب بھی یہاں زندہ ہیں اور ہم زندہ رہ کر بھی مردہ ہیں۔

یہیں بغداد کی دریا برد کتابوں کی نشانیاں ہیں۔ قرون وسطی کے علوم وفنون کی یادگاریں ہیں۔ مصر ودمشق کی امانتیں ہیں۔ طوس وبخارا کے تقدس وتبرک کی دولت ہے۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو یہیں بصرہ وبغداد بھی ہے اور طوس وبخارا بھی، تبریز وشیراز بھی ٹیکسلا بھی نالندہ بھی اور پاٹلی پتر بھی۔

اس گنج گراں مایہ میں تفسیر وحدیث، فقہ ورجال، سیر ومغازی وسلوک وفلسفہ

Marfat.com

والٰہیات، اسلامیات، ادبیات، فلکیات، ہیئت وریاضی اور تاریخ و تنقید کے بے عدیل و بے نظیر مآخذ محفوظ ہیں جس میں عہد در عہد اور قرن در قرن سیاسی، ادبی، ثقافتی، معاشرتی اور مذہبی و سماجی تحریکات ان کا ارتقاء و فروغ اور تاریخ کے دفتر کے دفتر پوشیدہ ہیں۔

ہر دور کی جد و جہد، طبقاتی کشمکش۔ سلاطین، امراء اور عوام کے احوال و واقعات ان خراب و خستہ و دریدہ مخطوطات میں نظر آئیں گے۔ کہیں کہیں عصری رجحانات، تاریخ ساز واقعات و واردات، زمانے کے گردوپیش کے وہ واقعات جو جبر و تسلط کے دور میں مصنفین و علماء کے قلم سے نہیں نکلے ہوں بوقت مطالعہ بطور یادداشت ان مخطوطات میں لکھے ہوئے ملتے ہیں۔

کہیں بادشاہ اور شہزادوں کی قلمی تحریریں مثلاً عرض دیدہ[1]، جائزہ نمودہ، ملاحظہ گرفتہ اور صاد[2] کا نشان وغیرہ اس امر کا ثبوت ہیں کہ بادشاہ نے خود ان کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ ہمارے ذخیرے میں ایسی متعدد کتابیں محفوظ ہیں۔ ایسے مخطوطات میں اگر عہد کتابت درج نہیں ہے تو اس قسم کی تحریریں مخطوطہ شناسی کے علاوہ دور متعین کرنے میں مفید اور ممد ہوتی ہیں۔

اسی طرح روزنامچے، تذکرے، واقعات، منہیات[3]، حواشی[4]، ترقیمے[5]، بلغ[6]، تصحیحات[7]

---

[1] عرض دیدہ وغیرہ سے مطلب یہ ہے کہ بادشاہ نے خود یہ کتاب دیکھی ہے اور اس کے مطالعہ میں رہی ہے لیکن اگر صرف مہر لگی ہوئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کے کتب خانے میں لائی گئی ہے۔

[2] صاد کا نشان بھی اس امر کا ثبوت ہے کہ بادشاہ نے اس کا مطالعہ کیا ہے کہیں کہیں خرید کرنے اور مطالعہ کرنے کی تاریخ لکھی ہوئی ہوتی ہے۔

[3] مخطوطات کے حواشی پر خود مصنف کے نوٹس دیے ہوئے ہوتے ہیں جن کو اکثر نقل کے وقت کاتب لکھ دیتے ہیں۔ وہ منہیات مسلسل بیش قیمت ذخیرہ ہوتے ہیں۔

[4] اسی طرح حواشی چاہے وہ بین السطور یا حاشیہ پر لکھی ہوئی تحریریں ہوں بڑی مفید ہوتی ہیں۔

[5] ترقیمہ ورقتم کا ہوتا ہے ایک تو مخطوطہ کی آخری اصل عبارت جو نوک دار گاؤ دم ہوتی چلی آتی ہے اور دوسری بار ترقیمہ کے بعد خود کاتب کی بھی لکھی ہوئی ہوتی ہے۔

[6] مقابلہ کے وقت بلغ کا نشان اس امر کی طرف نشان دہی کرتا ہے کہ اس کا مقابلہ ہو چکا ہے۔

Marfat.com

مطالعہ کنندگان کی تصریحات و تقریحات وغیرہ بھی مخطوطات کے مواد اور متن کے علاوہ الگ سے تاریخی اور علمی ماخذ ہوتے ہیں جو عصری رجحانات اور تحریکات کو سمجھنے اور تحقیقات کرنے میں بہتر کا کام دیتے ہیں ان مخطوطات پر شعوری یا غیر شعوری طور پر اشارات اور تحریریں بھی قابل قدر ہوتی ہیں۔

بعض خاص اصطلاحی علامات مثلاً "ضبہ" (جو شک کی علامت ہوتی ہے اور خود مصنف اپنی اصل کتاب پر لگا دیتا ہے) صح (صحت کی علامت ہوتی ہے) بط (عبارت کے غلط یا باطل ہونے کی علامت ہے) بت (اسے شروع فقرہ پر لکھتے ہیں تاکہ یہ مترشح ہو کہ پہلا فقرہ تمام ہو کر دوسرا جملہ شروع ہو رہا ہے۔ یہ زیادہ تر مصنف اور کاتب استعمال کرتے ہیں) یہ سب علامتیں بھی تحقیقی کاموں میں رہنمائی کرتی ہیں کہ زیر نظر مخطوطہ کس دور کا ہے اور اس دور میں کتابت اور تصنیف و تالیف کے کیا آداب تھے اور تحریری ساخت پرداخت کی کیا ارتقائی منازل تھیں۔

اسی طرح خطاطی کی بعض اصطلاحات اور مصنفین و مولفین کے اشارات مختلف دور میں مکتوبہ الفاظ کی نشست و کرسی، شان و صفا، مراکز، دائرے، دامن، نقاط، اور کشش، جزم، تشدید قلم کی روش اپنے اپنے دور اور عہد میں نمائندہ ہوتی ہیں۔ مثلاً ابتدائی صدی ہجری میں اعراب کا کوئی اہتمام نہیں تھا۔ پھر تیسری صدی ہجری اور دوسری صدی ہجری آخری قرن میں اعراب شروع ہوئے اور چوتھی اور پانچویں صدی کے کچھ قرنوں میں اعراب لگانا بند سے ہو گئے۔

اسی طرح چھٹی ساتویں صدی ہجری میں جزم "د" کے بجائے "^" ح. ص. ع کے نیچے "ح" "ص" "ع" لکھنے کا رواج تھا۔ "و" کی گھنڈی اور "ھ" کی گھنڈی بند ہونا کب سے شروع ہوئی اسی طرح اعراب اور دم دار لمواں الف جیسے "ماشورہ" اور بند گھنڈی کے پیش "و" بشکل واؤ کب تک رہے یہ سب خط کوفی کے ساتھ پانچویں صدی ہجری تک اور کہیں کہیں چھٹی صدی ہجری تک پائے جاتے ہیں۔ اور نقاط الٹے واؤ "،" کی شکل میں لگانا اور آیت یا جملے کے اختتام پر "ہ" بنانا بھی چھٹی صدی ہجری کے

Marfat.com

مخطوطات پر ملتے ہیں۔ یہ سب علامات اور نشانات مخطوطہ شناسی اور عصری کتابت کے اصول و ضوابط طریق کار اور ادوار کی حدود و اقدار متعین کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

ان علامات کے ساتھ ساتھ خطاطی کی اصطلاحات بھی مطالعہ اور تحقیقی و تدوینی کاموں میں مدد دیتے ہیں۔ مثلاً مخطوطہ میں جدول[1] اور بارک[2] کیسی ہے اور ہے کہ نہیں۔ طلائی کام اور مینا کاری اور جلد بندی بھی ہر دور کی علیحدہ علیحدہ خصوصیات کی حامل رہی ہیں۔ دندان موش[3]، لپّہ[4]، لوح[5]، افشاں[6] وغیرہ بھی ہر دور اور ہر صدی کی الگ الگ خصوصیات کا پتہ دیتی ہیں

کاغذ کی ساخت بھی مخطوطہ کی ہیئت کا پتہ دیتی ہے مثلاً کاغذ بانس، روئی، جڑی بوٹیوں، اور چاول کا ہوتا تھا جس پر دیمک زدگی کے آثار بتا دیتے ہیں کہ کاغذ کس قسم کا ہے۔ اس کے علاوہ روشنائی کے اثرات، رنگ کب ایجاد ہوا، بادام کے چھلکوں کی، تیل کے دھوئیں کی یا خمیر خرما کی روشنائی کے کیا کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں

اسی طرح مینا کاری، گلکاری، جلد بندی، تزئین کاری وغیرہ بھی مخطوطہ شناسی میں مدد دیتے ہیں۔

---

[1] جدول: ابتدائی صدیوں میں جدول مخطوطہ میں نہیں ڈالتے تھے [illegible] اس کی تحریر اور خط ہر دور [illegible]

[2] باریک خط کے کنارے سے قریب اور جدول سے بہت نوٹے پر [illegible] اگر [illegible] الگ کہتے ہیں

[3] دندان موش تزئین و زیبائش [illegible] یا زعفران [illegible] یا نصف [illegible] بھی تعین زمانی کرتے ہیں۔

[4] لپّہ وہ کاغذ جس پر سونے کا پانی پھیرا ہوا ہو۔ اور ورق معلوم ہے۔

[5] لوح۔ اول [illegible] سونے یا مٹی یا رنگ سے مزین تختی [illegible] ہے۔ اس میں گلکاری یا زرافشانی اور سونے بالخصوص [illegible] روشنائی سے [illegible] ہوتا ہے

[6] زرافشاں: کاغذ افشانی اس کو کہتے ہیں جس میں کاغذ پر زعفران یا سونے کی [illegible] باریک [illegible] ذرات چمکانے کے لئے ڈال دیتے تھے۔

Marfat.com

اس ادارہ میں بعض مخطوطات تو متذکرۂ بالا خصوصیات کے حامل ہیں اور خطاطی، مینا کاری اور فنی مہارت کے اعلیٰ ترین نمونے ہیں۔ بعض مخطوطات ممالک اسلامیہ اور قرون وسطیٰ کے کتب خانوں کی زینت رہ چکے ہیں۔ چند ایسے مخطوطات بھی ہیں جو ہند و عرب اور ہند و ایران کی تاریخی اور ثقافتی تعلقات سے بحث کرتے ہیں۔ بعض ایسے نوادر ہیں جو شہنشاہوں، شہزادوں اور شہزادیوں کی تحریروں سے مزین ہیں مثلاً نقد النصوص، تاریخ مسعودی، المحیط، عالمگیری، قرآن شریف اور التلقیح وغیرہ

اسی طرح بعض مصنفین کے قلمی شاہکار ہیں جیسے الفوز الکبیر، اعراض السیاسۃ، کف الرعاع فتوح الاسلام، شرح ابن ماجہ، شرح مسند الامام الاعظم از ملا علی قاری، اور تقریب النشر وغیرہ

بعض ایسے بھی نسخے ہیں جو مصنفین کے خود کے تصحیح شدہ ہیں اور سلاطین و امراء کو معنون کئے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی سب مخطوطات کا ذکر کتب خانوں سے متعلقہ مقالات میں اپنی اپنی نوعیت سے کیا گیا ہے۔

اس کتاب میں سب سے پہلا مقالہ راقم الحروف ہی کا ہے جس میں چند نوادر کا ذکر ہے اور خاص طور سے تاریخی مخطوطات کا جائزہ جو چھ قسطوں میں لیا گیا ہے وہ مقالات بھی اس میں شامل ہیں۔ اس جائزہ کے ساتھ بعض نوادر و مخطوطات کی نشان دہی دنیا کے مشہور ترین خزائن المخطوطات اور ذخیرۃ النوادر میں بھی کی گئی ہے اکثر ریو، ایتھے اور بالخصوص اسٹوری کا حوالہ دیا گیا ہے ان مخطوطات میں بعض اہم، منفرد اور عزیز الدہر نسخوں کے مواد اور متن پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

راقم الحروف کے سات مقالات شامل ہیں ان کے علاوہ اس کتب خانہ پر جو مضمون سب سے پہلا مولوی عبدالرشید صاحب لاہوری کا شائع ہوا تھا وہ بھی شامل کتاب کیا گیا ہے۔ مولانا [illegible] کا یہ مقالہ تفصیلی بھی ہے مفصل اور تحقیقی مقالہ ہے یہ مقالہ معارف میں شائع ہو چکا ہے اس کو معارف کے شکریہ کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے۔

عبدالرشید صاحب سے پہلے مولانا محمود حسن خاں صاحب مصنف معجم المصنفین

Marfat.com

(جو ساٹھ جلدوں پر مشتمل ہے) اور پروفیسر حافظ محمود شیرانی نے بھی ٹونک کے اس کتب خانہ کا ذکر شاید اپنے مقالات میں کیا ہے۔ بلکہ مولانا محمود حسن خاں صاحب کے نواکثر مخطوطات پر قلمی حواشی بھی چڑھے ہوئے ہیں۔ محمود شیرانی اور مولانا محمود الحسن خاں صاحب ٹونک کے وہ ماہر عتیقیات و سلفیات اور طوسی اثر اور نابغۂ محقق ہیں کہ جنھوں نے ٹونک کو تحقیقی اور علمی دنیا میں متعارف کرایا۔

ہندوستان میں محمود شیرانی نے سب سے پہلے مخطوطہ شناسی اور اس مخصوص فن میں درک و مہارت کا ثبوت دے کر تحقیق و تاریخ کے نئے باب اور نئے عنوانات قائم کر کے قدیم بتوں کو توڑ ڈالا انھوں نے مخطوطات اور مسکوکات کے علم کی روشنی میں ایک ایسی راہ نکالی ہے جو تحقیق و تنقید کے اس خار زار و سنگلاخ میدان میں ہمیشہ رہ نوردانِ علم و ادب کی رہنمائی کرتی رہے گی۔

ٹونک کے ایک اور کتب خانہ کے متعلق مولانا حکیم محمود احمد صاحب برکاتی کا مقالہ "کتب خانہ وزیر الدولہ ٹونک کے چند نوادر" مطبوعہ ماہنامہ "نگار" کراچی بابت جولائی ۱۹۶۱ء تا جیرت ماہ ۳ ہونے کی بنا پر بطور ضمیمہ کتاب کے آخر میں شامل کیا جا رہا ہے۔ محمود میاں حکیم الہند علامۃ الدہر مولانا سید برکات احمد صاحب کے پوتے ہیں اور آج کل برکات اکیڈمی کی روح رواں ہیں۔ مولانا کے مقالے میں اس کتب خانہ وزیر الدولہ ٹونک کے مخطوطات پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

یہ کتب خانہ قلعہ معلّٰی میں کتب خانہ نذیریہ کے نام سے … نواب اسماعیل علی خاں تاج مرحوم نے مولانا آزاد کی فرمائش پر مرکزی وزارت تعلیمات کو نیشنل میوزیم کے لئے دے دیا تھا نیشنل میوزیم کے اس کتب خانہ کی فہرست میں نے بھی دیکھی ہے۔ تقریباً ڈھائی ہزار مخطوطات اور ایک ہزار مطبوعات پر مشتمل ہے۔ جو اب بھی نیشنل میوزیم دہلی میں محفوظ ہیں۔

تعجب کی بات ہے کہ ابھی تک کوئی فہرست باقاعدہ مرتب نہیں ہوئی ہے اور اسکالرس کے لئے اذ دروازہ استفادہ کا کوئی معقول انتظام [illegible]

Marfat.com

کی طرف سے نامزد ممبر بھی ہوں۔ اس کے باوجود میں بھی اس ذخیرے کو نہیں دیکھ سکا ہوں۔

اسی کتب خانہ سے متعلق ایک مقالہ میرے کرم فرما مولانا منظور الحسن برکاتی کا "ٹونک کے دو قدیم کتب خانے" کے عنوان سے شامل کیا جا رہا ہے۔ مولانا موصوف ٹونک کے وہ نامور محقق ادیب اور رنگین بیان مصنف ہیں جنھوں نے بصیرت افروز مقالات لکھ کر علمی ادبی اور تحقیقی دنیا سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ آپ کا شمار غالبیات کے ماہرین میں ہوتا ہے جس کتب خانہ پر آپ کا سیر حاصل مقالہ ہے اس ادارہ کو چمکانے میں آپ نے متعدد مقالات اور مضامین لکھ کر اس ادارے سے اپنی وابستگی ظاہر کر دی ہے۔

منظور میاں نے اس خوبصورت انداز میں اس کتب خانے کی کہانی لکھی ہے کہ جس نے اس کتب خانہ کو دیکھا بھی نہیں ہے وہ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ میں نے اس کتب خانہ کو نہیں دیکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کا ایک اور مضمون اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے عربک پرشین ریسرچ ڈائرکٹوریٹ تک۔ بہت ہی دلچسپ، رنگین اور پُربہار داستان ہے جس میں اس ادارے کی تاریخ، اہمیت، انفرادیت اور ندرت کا مسحور کن انداز بیان میں ذکر کیا گیا ہے

اس کتب خانے سے متعلق چند مضامین میرے کرم فرما مولانا محمد عمران خاں صاحب کے بھی ہیں، جو حارث اور برہان میں شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا ابتدا ہی سے اس کتب خانہ سے وابستہ رہے ہیں۔ اس قلمی و مطبوعہ ذخیرہ ہائے کتب کی اردو میں فہرست بنا چکے ہیں۔ آپ کے مقالات یقیناً بصیرت افروز اور غائر مطالعہ کا نتیجہ ہوں گے۔ آپ خود سراپا فہرست کتب ہیں۔ آپ کے گھر خود ایک اہم کتب خانہ شرفیہ ہے جس کے بیشتر مخطوطات پر آپ نے بالاقساط مقالے لکھے ہیں۔ اسی طرح ٹونک کے مکاتب و کتب خانوں پر بھی آپ نے مقالے لکھے ہیں

اس کے علاوہ فن سیرت اور نواب محمد علی خاں پر، پُر از معلومات مقالے بھی ان متذکرہ مقالات کے ساتھ اس کتاب میں شامل کئے گئے ہیں آپ کے مقالات نے اس کتاب کی اور بھی وقعت

Marfat.com

بڑھادی ہے جن کی ان تھک کوشش، لگن اور اس ادارے سے وابستگی میرے لئے مشعل راہ ہے جو خود، اپنی ذات سے ادارہ ہوں وہ کیوں اس ادارے کو فروغ دینے میں کوشاں ہوں۔

عزیز القدر صاحبزادہ مولوی سعید احمد خاں صاحب نے ایک مقالہ بعنوان "صاحبزادگان کے کتب خانے" لکھ کر اس کتاب کو مکمل کر دیا۔ جس زمانہ کی بات سعید احمد صاحب نے کہی ہے اس زمانے میں ٹونک میں بغداد کی طرح گھر گھر کتب خانہ تھا۔ خاص طور سے صاحبزادگان (نواب کے خاندان کے ہر فرد کو صاحبزادہ کہا جاتا ہے۔ یہ ایک خطاب ہے جو نواب وزیرالدولہ نے اپنے خاندان کے ہر فرد کو دیا تھا) اور علماء کے کتب خانے بہت اہم تھے۔ بہت سے کتب خانے تو امتداد زمانہ سے برباد ہو گئے ان برباد شدہ ذخیروں میں صاحبزادہ سردار محمد خاں کا کتب خانہ بہت اہم تھا۔

میرے برادر عزیز صاحبزادہ امجد علی خاں نے ایک نئی بات کا انکشاف کیا۔ کہ سردار محمد خاں کے کتب خانہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مکتوبہ قرآن شریف بھی محفوظ تھا۔ صاحبزادہ سردار محمد خاں صاحب نواب محمد علی خاں مرحوم کے پوتے تھے اور ان کے ساتھ بنارس بھی رہے تھے۔ خود ذی علم و ذی فہم، اور مشرقی و مغربی علوم و فنون کے کما حقہٗ واقف کار تھے۔ آپ سندھ میں ڈپٹی کمشنر اور جوناگڑھ میں دیوان ریاست رہ چکے ہیں۔

کمشنر صاحب کے خلف الرشید صاحبزادہ محمد شمیم خاں شفیق سے میں نے خود اس کتب خانہ کے متعلق دریافت کیا تھا واقعی اس کتب خانہ اور نوادرات کے ساتھ ایک قرآن شریف خط کوفی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دست مبارک کا مکتوبہ تھا۔ پتہ نہیں وہ قرآن شریف کہاں چلا گیا۔ شمیم صاحب نے اور بھی نوادرات کا ذکر کیا جو تلف ہو گئے۔ اس کتاب گھر میں نقد یا تیس ہزار کتابیں تھیں۔

ان تمام مقالات سے ٹونک کی عظمت رفتہ و سطوت پارینہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ ٹونک نہ صرف مرکز علم و فن تھا۔ بلکہ کتب خانوں کا گہوارہ اور کثیر نوادرات و مخطوطات بھی تھی جس کی مقدس یادگار

Marfat.com

ادارے عومیک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک نے زندہ کر رکھا ہے۔ یہ ٹونک کی آبرو سمیٹے ہوئے نہ جانے کیا کچھ دولت اپنے دامن میں لئے علمی دنیا کو آباد کئے ہوئے ہے۔ یہاں تاریخ زندہ ہے ثقافت، امارت اور روایت زندہ ہے۔ ایک ایک کتاب تابناک ماضی کی رنگین داستانوں کی داستانیں لئے ہوئے ہے کہیں نوابوں کی داستانیں بکھری پڑی ہیں کہیں شہنشاہوں کے درہائے شاہوار اہل قلم اور ارباب فکر و بصیرت کے سروں کے تاج بنے ہوئے ہیں کہیں مصنفین و مفکرین کے رشحات قلم اور نکتہ وران پاکاں کی دقیقہ سنجیاں انجمنیں سجائے ہوئے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور بخش رہے ہیں۔

ان بصیرت افروز مقالات سے اس قصر علم کے بام و در مطلع انوار بن کر جلوہ صد رنگ بنے ہوئے اہل علم اور اہل نظر کو دعوت فکر و عمل دے رہے ہیں۔

میں دست بدعا ہوں کہ یہ قصر علم علمی دنیا کو آباد رکھے اور اہل علم میں مقبول ہو

آمین

(صاحبزادہ)
شوکت علی
خاں

Marfat.com

جناب مولوی ابوالطیب عبدالرشید صاحب - لاہور

کتب خانہ ٹونک کے بعض مخطوطات[1]

راقم الحروف کو اپنے زمانہ قیام ٹونک میں پہلی بار اس کے کتب خانہ کے دیکھنے اور وہاں کی نادر قلمی کتابوں کے مطالعہ کا موقع ملا، دوران مطالعہ جو قابل ذکر قلمی کتابیں نظر سے گزرتی تھیں۔ ان کے متعلق اس خیال سے مختصر کیفیت بطور یادداشت لکھ لیا کرتا تھا۔ کہ آئندہ کسی وقت اس امر کو مرتب کر کے پیش کیا جائے گا۔ اسی خیال کے ماتحت آج تقریباً سات سال کے بعد اس یادداشت کو مضمون کی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ اہل علم کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اور بعض قلمی کتابوں کے متعلق مفید معلومات حاصل ہوں گی۔

کتابوں کے تذکرہ سے پہلے کتب خانہ کی تاریخ کے متعلق حضرت الاستاذ العلام ابو عبداللہ محمد السورتی (م ۱۹۴۰ء) اور ٹونک کے دیگر اہل علم حضرات سے کتب خانہ کے متعلق جو کچھ مجھے معلوم ہو سکا ہے۔ اس کو لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے اس سے کتب خانہ کی تاریخ بھی سامنے آ جائے گی۔

یہ کتبخانہ اپنی قدامت اور نوادر کتب کے ذخیرہ کے لحاظ سے شمالی ہند مثلاً لکھنؤ، رامپور اور پٹنہ کے مشرقی کتب خانوں سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ لیکن ریاست کی بے اعتنائی کے باعث اب تک گوشۂ گمنامی میں پڑا ہوا ہے۔ اس لئے اکثر اہل علم حضرات کتب خانہ ٹونک اور اس کے بیش بہا علمی نوادرات سے قطعاً ناواقف ہیں۔

---

[1] مطبوعہ معارف نمبر ۲ جلد ۶۱

ان مضامین میں یہ مقالہ سب سے پہلا ہے۔ اس لئے بعض ضروری حواشی کے ساتھ کتاب بذا میں ابتداءً شامل کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

اس کتب خانہ کو سب سے پہلے نواب **محمد علی** خاں بہادر نے اپنے زمانۂ نظربندی میں بنارس میں فراہم کرنا شروع[1] کیا تھا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے عبدالرحیم خاں صاحب جو بڑے ذی علم اور متقی تھے۔ کتبخانہ کو بنارس سے منتقل کر کے **ٹونک** لے آئے اور اپنی حویلی میں رکھا صاحبزادہ مرحوم نے دیوان شمس الدین (دفاقلہ) کا کتبخانہ خرید کر اسے بھی اس کتبخانہ میں شامل کیا۔ جب تک صاحبزادہ صاحب زندہ رہے[2] کتب خانہ میں کتابوں کا اضافہ فرماتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد کتب خانہ ان کے چھوٹے بیٹے صاحبزادہ عبدالمنتقم خاں صاحب کے قبضہ میں آیا۔ وہ بھی اپنے پیش رو بزرگوں کی طرح کتب خانہ کی ترقی میں کوشاں رہے[3]۔ ان کے انتقال کے بعد خاندان میں کوئی ایسا علم دوست نہیں رہا۔ جو بزرگوں کی اس علمی وراثت کی حفاظت اور نگرانی کرتا اس لئے ریاست نے اس کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اور موجودہ فرماں روائے ٹونک ہز ہائینس نواب سر **سعادت علی** خاں بہادر بالقابہ کے عہد میں کتب خانہ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں بہادر کی حویلی سے منتقل ہو کر ایک عالیشان سرکاری عمارت میں آگیا ہے[4]۔

کتب خانہ کی موجودہ حالت نہایت خراب ہے۔ فہرستیں نامکمل اور ناقص ہیں۔ مخطوطات کی علیحدہ کوئی فہرست نہیں۔ مطبوعات اور مخطوطات کے لئے ایک ہی فہرست ہے۔ مخطوطات پر کوئی تشریحی نوٹ بھی نہیں۔ چنانچہ راقم سطور کو ٹونک لائبریری کی فہرست سے قطعاً کوئی مدد نہیں ملی۔ اور خود ہر کتاب کے متعلق تحقیق کرنی پڑی ہے۔ اس لئے ریاست کو کتب خانہ کی جانب توجہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ اس کی ادنیٰ توجہ سے یہ کتب خانہ بھی شمالی ہند کے مشرقی کتب خانوں کی طرح شہرت

---

[1] یہ واضح رہے کہ نواب محمد علی خاں مرحوم کو شہزادگی کے زمانہ ہی سے کتابیں جمع کرنے کا شوق تھا اور کئی کتابیں شائع بھی کرنا شروع کر دی تھیں جب وہ بنارس جا رہے تھے اس وقت اپنے جمع کردہ قلمی نوادر بھی ٹونک سے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ اور وہاں کے دورِ قیام میں اضافے کرتے رہے۔ ایڈیٹر

[2] اس وقت صاحبزادہ موصوف بقید حیات تھے۔ [3] نواب صاحب کا انتقال ۱۹۲۶ء میں ہوا۔

Marfat.com

واہمیت حاصل کر سکتا ہے۔

علوم قرآن

(۱) تفسیر زاد المسیر فی علم التفسیر

یہ ابو الفرج عبد الرحمن بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی القرشی التیمی البکری البغدادی الفقیہ الحنبلی الواعظ الملقب بہ جمال الدین الحافظ (م ۵۵۸ھ[۵۱]) کی تصنیف ہے۔ کتب خانہ میں اس کا قلمی نسخہ بخط نستعلیق[۵۲] خوشخط موجود ہے جو سورۃ الصافات سے آخر قرآن تک ہے۔ کتاب کا طرز بیان نہایت صاف اور سادہ ہے۔ جس کو معمولی استعداد کا عربی طالب علم بھی بلا تکلف سمجھ سکتا ہے[۵۳]۔

(۲) تیسیر البیان لاحکام القرآن

یہ علامہ جمال الدین محمد بن علی بن عبد اللہ المعروف بابن نور الدین التیمی کی تصنیف ہے۔

ابتدا میں یہ عبارت ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْقُرْاٰنَ" الخ

مصنف نے اس میں صرف ان آیات کی تفسیر کی ہے جو احکام سے متعلق ہیں ۸۰۸ھ میں اس کی تصنیف سے فراغت ہوئی۔ کتاب پر سن کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے لیکن نسخہ قدیم الخط اور صاف لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں بھی ہے جو ۱۱۶۹ھ کا لکھا ہوا ہے۔ دوسرا نسخہ کتب خانہ رامپور میں ۱۱۰۸ھ کا نوشتہ محفوظ ہے۔

---

[۵۱] ابن الجوزی کی تاریخ وفات ۵۹۷ھ مطابق ۱۲۰۱ء ہے جو شاید کاتب نے سہواً ۵۵۸ھ لکھ دی ہو۔ ایڈیٹر

[۵۲] مخطوط کی کتابت قدیم خط نسخ میں ہے جس پر کچھ اثرات ثلث کے اور کہیں کہیں خط کوفی کے آثار نظر آتے ہیں یہ نسخہ چھٹی صدی ہجری یا ابتدائی ساتویں صدی ہجری کا نمونہ ہے جب کہ نستعلیق ایجاد بھی نہیں ہوا تھا۔ مصنف نے نستعلیق کا استعمال شاید خوشخطی کے لیے کیا ہوگا۔

[۵۳] تفصیل کے لیے مقالہ "ٹونک کے کتب خانے اور ان کے نوادر" ملاحظہ کیجیے۔!

(۳) کثیر الفوائد فی تصریح و توضیح امثال القرآن

موضوع کتاب، کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ امثال القرآن کے موضوع پر یہ بہترین کتاب ہے چھوٹی تقطیع کے ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ سن تصنیف میں نسخہ کے آخر میں یہ عبارت ہے:۔

"وکان الفراغ من تسوید ھٰذہ النسخۃ الشریفۃ فی یوم الجمعۃ شہر رمضان المبارک ۱۲۷۰ھ"

(۴) اسئلۃ القرآن

یہ کتاب محمد بن ابی بکر عبد القادر الرازی المتوفی ۶۶۰ھ کی تصنیف ہے جن کی عربی لغت میں کتاب "مختار الصحاح" مشہور و متداول کتاب ہے۔ یہ نسخہ مختلف رنگ کے نفیس گل بیر کاغذ پر بخط نستعلیق لکھا ہوا ہے۔ تقطیع متوسط ضخیم، ابتدا اس طرح سے ہے

"قال الفقیر الی رحمۃ ربہ و مغفرتہ" الخ

یہ کتاب اعراب القرآن للعکبری مطبوعہ مصر کے حاشیہ پر طبع ہو چکی ہے۔

(۵) تفسیر ایجاز البیان لمعانی القرآن

یہ نجم الدین ابو القاسم محمود بن ابی الحسن النیشاپوری القزوینی کی تصنیف ہے۔ کتاب کا سن تصنیف معلوم نہ ہو سکا[1]۔ مصنف نے یہ کتاب شہر "خجند" میں تصنیف فرمائی ہے۔ اس کا نسخہ اکثر جگہ سے کرم خوردہ ہے کتابت قدیم طرز کی اور چھوٹی تقطیع کے ۳۰۰ صفحات پر مشتمل ہے کتاب کا آغاز یوں ہوتا ہے

"بعد حمد اللہ و کفاء جفہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ محمد خیر خلقہ[2]" الخ

---

[1] اس کا سن تصنیف ۵۵۳ھ م ۱۱۵۸ء ہے اور سن کتابت ۶۵۸ھ م ۱۲۵۹ء ہے۔ ایڈیٹر

[2] اس کا دوسرا نسخہ اب تک دستیاب نہیں ہو سکا ہے۔ اس کی تدوین و ترتیب کے لئے مرکزی وزارت تعلیمات حکومت ہند کی جانب سے مولانا سید محمد احمد صاحب کو نیشنل اسکالرشپ ملی ہے

Marfat.com

(۶) غریب القرآن المسمیٰ بنزہۃ الخاطر و سرور الناظر

للامام اللغوی فخر الدین محمد بن علی النجفی الطریحی

یہ نسخہ بھی قدیم الخط ہے مگر نہایت اچھی حالت میں ہے سن کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ یہ کوئی مستقل کتاب نہیں ہے بلکہ امام ابی بکر محمد بن عزیز سجستانی (م ۳۳۰ھ) کی کتاب "غریب القرآن" کو جدید ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ اس کی تصریح مقدمہ میں مؤلف اس طرح کرتا ہے:

• انی عثرت بکتاب غریب القرآن المسمی بنزهة القلوب و فرحة المکروب تالیف ابی بکر محمد بن عزیز السجستانی و تاملته و اذا هو کتاب فائق رائق عجیب غریب الا المطلوب فیه یعسر تناوله للقصور فی ترتیبه و الخلل فی تبویبه فاستخرت الله تعالی علی تغییر ذلک الترتیب علی وجه له رضی فشرعت فیه و رتبته علی ابواب الحروف الهجائیة الخ

(۷) تفسیر القرآن: للشیخ الاجل الشاہ اہل اللہ بن الشیخ عبد الرحیم الدہلوی

یہ عربی میں قدیم مفسرین کے طرز کی تفسیر ہے۔ عبارت نہایت پاکیزہ شستہ اور صاف ہے۔ شاہ صاحب نے اس میں اہلِ تصوف کے مذاق کا خاص طور پر لحاظ رکھا ہے یہ تفسیر علامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ کی تفسیر مظہری سے بہت کچھ ملتی جلتی ہے۔ صرف اجمال اور تفصیل کا فرق ہے۔ اس میں اختصار ہے اور قاضی صاحب کی تفسیر میں تفصیل ہے

راقم سطور نے شاہ اہل اللہ صاحب کے مفصل حالات معلوم کرنے کے لیے مختلف عربی فارسی تذکروں کی ورق گردانی کی۔ نیز خط و کتابت کے ذریعہ اہل علم حضرات سے دریافت بھی کیا مگر کہیں سے کامیابی نہ ہو سکی اور نہ آپ کی تصنیفات کے متعلق کچھ معلوم ہو سکا۔

Marfat.com

صرف "الیانع الجنی" کے مطالعہ سے اتنا پتہ چل سکا کہ آپ شاہ ولی اللہ کے بھائی ہیں۔ اور احادیث ہدایہ کی تخریج پر آپ کی ایک تصنیف ہے۔

اس سے زیادہ حالات شاید "الیانع الجنی" کے مؤلف کو بھی معلوم نہیں ہو سکے۔ یانع کے الفاظ یہ ہیں:۔

ولو کان لولی اللہ اخ یسمی اہل اللہ کان من اہل اللہ و اہل العلم به لم یبلغنی من خبرہ فوق انه کتب لطیفا فی تخریج احادیث الهدایة رأیت له الابواب الاربعة مختصر فیه کلمات جامعة یکثر نفعها رحمه اللہ تعالیٰ" الخ

کتاب کے آخر میں یہ عبارت ہے:۔

سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلٰم علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین اولاً و آخراً الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ وانا الفقیر المفتقر الی اللہ الکریم اہل اللہ بن عبد الرحیم احسن اللہ الیہ والی والدیہ بفضله العمیم والسلام علی من اتبع الھدیٰ

فقہ اور اصول میں بھی عربی میں آپ کی دو معرکۃ الآراء تصنیف ہیں "مختصر الہدایہ" اور "اصول فقہ" پہلی کتاب فقہ حنفی کی مشہور متداول کتاب ہدایہ کا خلاصہ ہے۔ یہ خلاصہ اس قابلیت کے ساتھ کیا گیا ہے کہ کتاب کا اصل مضمون نہیں چھوٹا ہے لیکن لاحاصل تطویلات اور فقیہانہ مناقشات کو یکسر قلم انداز کر دیا ہے حتیٰ کہ صاحبین اور طرفین کے اختلافی مسائل تک نظر انداز فرما دیئے ہیں۔ صرف امام ابو حنیفہؒ کے فقہی مسلک کو پیش کیا ہے۔ اور اس کے ذیل میں ہر مسئلہ کی تائید و توثیق میں صحاح اور دوسری مستند کتب احادیث

Marfat.com

سے حدیثیں نقل کی ہیں۔

غالباً اسی کتاب کے متعلق مؤلف یانع کو تخریج ہدایہ کا شبہ ہوگیا ہے۔ راقم کے پاس دونوں کتابیں صحیح وسالم قلمی موجود ہیں۔ مختصر الہدایہ کا نسخہ حضرت مولانا عبدالقیوم (م ۱۲۹۹ھ) بن الشیخ عبدالحی بڈھانوی خلیفہ سیدنا احمد شہیدؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ حضرت مولانا حبیب الرحمن خان شروانی۔ رئیس بھیکم پور (ادام اللہ فیوضہ العلیہ) کے کتب خانہ میں میری نظر سے گزرا ہے۔ اس کا ایک ناقص نسخہ مکتوبہ ۹۵۹ھ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں فن فقہ کے تحت نمبر ۸۱۲ پر موجود ہے۔ جو کتاب النکاح سے کتاب المزارعۃ تک ہے۔ ایک محترم دوست سے معلوم ہوا ہے کہ مختصر الہدایہ کا ایک قلمی نسخہ علامہ ادیب عبدالعزیز الاثری المیمنی صدر شعبہ عربی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ابقاہ اللہ تعالیٰ راعیاً للعلم والادب کے پاس بھی ہے۔

رسالہ اصول فقہ: یہ رسالہ صغیر الحجم ہونے کے باوجود اصول فقہ کا نہایت جامع رسالہ ہے۔ اور اصول شاشی اور حسامی کی طرح عبارت میں اس قدر ایجاز واختصار سے کام نہیں لیا گیا ہے جس سے طلبہ پر کتاب کا مطلب سمجھنا دشوار ہو جائے۔ یہ رسالہ عبارت اور طرز بیان کے اعتبار سے متداول اصول کی کتابوں سے بدرجہا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اولہ:۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوات والسلام علی سید المرسلین
محمد والہ واصحبہ اجمعین اما بعد فیقول الفقیر المفتقر الی
رحمۃ اللہ الکریم محمد اهل اللہ ابن الشیخ عبد الرحیم عفا اللہ
لہ ولوالدیہ واحسن الیهما والیہ هذا مما یجب استحضارہ
فی اصول الفقہ۔۔۔ الخ

میرے پاس جو نسخہ ہے وہ والد ماجد حضرت مولانا محمد یٰسین محدث بریلی (م ۸ صفر ۱۳۴۳ھ) کے

Marfat.com

ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ مرحوم نے اس رسالہ کو بنگلور (مدراس) کے زمانۂ قیام میں کسی قلمی نسخہ سے نقل فرمایا تھا۔ کہیں کہیں معمولی سی بیاض چھوٹی ہوئی ہے قابل طبع رسالہ ہے

(۸) المقدمۃ فی اصول الترجمہ

یہ رسالہ بزبان فارسی حکیم الامت سیدنا الشیخ ولی اللہ بن عبدالرحیمؒ کی تصنیف ہے۔ گو یہ ۱۲-۱۳ صفحہ کا مختصر رسالہ ہے۔ مگر مضمون کی ندرت اور خصوصیات کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ترجمۂ قرآن کے فن پر اپنے طرز کا پہلا رسالہ ہے۔ فن ترجمہ قرآن کی جن خصوصیات کا اس رسالہ میں ذکر کیا گیا ہے ان کا اپنے ترجمہ قرآن (فتح الرحمٰن) میں التزام رکھا ہے۔ یہ رسالہ شاہ صاحب کے ترجمۂ قرآن کے مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہے۔ جو رسالہ فتح الرحمٰن کے بعض مطبوعہ نسخوں کی ابتدا میں چھپا ہوا ہے وہ زیر نظر رسالہ کے علاوہ ہے۔ یہ نسخہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۲۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب کا نام محمد علی الحسینی السقطی ہے اس رسالہ کا ایک قلمی نسخہ مولانا سید نور الحق علوی استاذ اورینٹل کالج لاہور کے یہاں بھی ہے۔ ان دونوں نسخوں میں کہیں کہیں الفاظ کی کمی و زیادتی کا معمولی سا فرق ہے۔

اکتوبر ۱۹۴۶ء کے "برہان" دہلی میں اسی "مقدمہ" کو مختصر نوٹ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ برہان کا یہ شائع کردہ رسالہ راقم سطور کے **ٹونک لائبریری** کے نسخہ سے نقل کیا ہوا ہے۔

اس نسخہ کے طبع کرنے میں بڑی عجلت سے کام لیا گیا ہے ضرورت تھی کہ اس کے دوسرے نسخوں کو تلاش کر کے ان سے تصحیح و مقابلہ کے بعد شائع کیا جاتا۔ راقم سطور نے مختلف نسخوں کی مدد سے اس کی تصحیح کر لی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اسے شائع کیا جائے گا

(۹) طیبی شرح مشکوٰۃ المصابیح

یہ علامہ حسین بن عبداللہ بن محمد الطیبی م ۷۴۳ھ کی نہایت معتبر تصنیف اور مشکوٰۃ کی شروح میں سب سے پہلی شرح ہے۔ یہ نسخہ جابجا سے ناقص ہے۔ مگر کتابت نہایت اعلیٰ ہے۔

Marfat.com

اولہا:- الحمد للہ الذی ھو العزیز الحکیم وھو الرحمٰن الرحیم: الخ

اصول حدیث میں بھی آپ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے ٹونک میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے طبعی کے ساتھ اگر اس کتاب کو بھی مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی مدظلہ طبع کرادیں تو بہتر ہو۔

(۱۰) ضوء المشکوٰۃ (حاشیہ مشکوٰۃ)

یہ ہندوستان کے جلیل القدر ادیب شاعر علامہ مولانا فیض الحسن سہارنپوری کی تصنیف ہے کتاب کا آخری باب" باب ما علی الولاۃ فی التنبیہ" ہے۔ خطبہ کے بعد لکھتے ہیں۔

وبعد فیقول الفیض السہارنفوری وقد صین من کل شر وعین الی لما انقضت یدی من تعلیقات الجلالین تنیت عنانی الی حل المشکوٰۃ غیر مکترث بزین ولاشین ولا مبال بما یعیب کل ھین و لین مما یقال فیمن ضل و زل ولم یفرق بین العین والغین فشرعت منقحا للاسماء والانساب مصرحا للمناسبۃ ما فی الباب بالباب وکاشفا فیہ عما یستعملہ العرب وباحثا عما یلیق لفنون الادب وموفقا بین المتنافیین ورافعا للتنافی الظاہر البین علی قدر علمی وفہمی للہ دری ان اصاب سہمی ولم اقتف الشراح ولم ابحث عن المسائل فان الفقہ کافل لہا ونعم الکافل وسمیتہ بضوء المشکوٰۃ وعسی ان یکون ان تلقی بالقبول واللہ المستعان علی ما اقول وھو نعم المسئول ھذا و الدعاء وجود الخطاء معفو

(۱۱) حاشیہ مشکوٰۃ (عربی)

مصنف کا نام عطاء اللہ بن فضل شیرازی نیشاپوری المعروف بجمال حسنی ہے۔ طبقات شاہجہانی

Marfat.com

میں لکھا ہے۔ کہ میر جمال الدین عطاء اللہ نے ہرات میں وفات پائی۔ صاحب کشف الظنون نے ان کی وفات سنہ ۱۰۰۱ھ میں لکھی ہے۔

یہ نسخہ بخط عربی خوشخط ہے اول صفحہ مطلاء ہے اور جدول آسمانی ہے۔ کتاب کے آخر کی ان عبارتوں

تمت الحاشیہ بحمد اللہ وعونہ وحسن توفیقہ فی سنۃ الف ثمانین زائدًا

علیہ التسع من الھجرۃ النبویۃ علیہ الصلوۃ وعلی الہ واصحبہ وازواجہ اجمعین

شرعت ھذہ الحاشیۃ فی بلدۃ لاھور حفظہ اللہ من الآفات فی عہد

ابی المظفر محی الدین اورنگ زیب والسنۃ من جلوس تسعۃ عشر

سے بظاہر دھوکا ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۰۱ھ میں مصنف کا انتقال ہوا ہے تو ایسی حالت میں سنہ ۱۰۸۹ھ سن تصنیف کس طرح ہو سکتا ہے لیکن درحقیقت یہ سنِ کتابت ہے سنِ تصنیف نہیں

کتاب کے سرورق پر ہے "دھیٔ خلاصۃ الطیبی"

(۱۲) لمعات التنقیح علی مشکوٰۃ المصابیح

للشیخ عبد الحق حقی المحدث الدہلوی (م سنہ ۱۰۵۲ھ م سنہ ۱۶۴۲ء)

یہ نسخہ قدیم الخط دو ضخیم جلدوں میں ہے کاغذ گل ریز سفید ہے۔ پہلی جلد نہایت خوشخط خفیف سی کرم خوردہ، جلد دوم بادامی مجدول شنجرفی و سیاہی، پہلے ورق کے صفحہ پر یہ عبارت ہے:۔

"حاجی عبد اللہ خلیفہ شیخ عبد الرزاق بن شیخ امام الدین قادری" اور یہ مہر ثبت ہے [شیخ عبد القادر]

(۱۳) جواھر[1] الاصول فی حدیث الرسول

یہ ابو الفیض محمد بن محمد علی الفاسی کی تصنیف ہے۔ اولہٗ

الحمد لمن اسمع حدیث کلام القدیم والصلوٰۃ والسلام علی من

---

[1] اس کی ایک نسخہ سہارنپور میں ایک محترم دوست کے یہاں میری نظر سے گزرا جو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے نسخہ سے منقول ہے

Marfat.com

احسن کلام حدیثہ القدیم وعلی آلہ واصحبہ سراۃ ھداۃ الصراط المستقیم

آخر کی عبارت ہے:-

استراح بنان الکاتب من تحریرھا وتسطیرھا فی ضحوۃ الخمیس الذی کان السابع والعشرین ذی القعدۃ وقد مضی من الھجرۃ المصطفویۃ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام

(۱۴) لباب الاصول فی اصول الحدیث

یہ عربی میں اصول حدیث میں مختصر رسالہ ہے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔

(۱۵) مدارج الاخبار ومعارج الآثار من مشارق الانوار

ہندوستان میں فن حدیث پر دو کتابیں لکھی گئی ہیں "مشارق الانوار" اور "کنز العمال" ان دونوں میں اولیت کا فخر مشارق الانوار کو حاصل ہے۔ اس کتاب میں اول تذکر کتاب کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے۔ یہ نسخہ نہایت قدیم الخط ہے۔ فن حدیث کے تحت نمبر ۱۱۹ پر محفوظ ہے۔

(۱۶) شمائل ترمذی: بحواشی علامہ ابن حجر عسقلانی و میرک شاہ وغیرہ

یہ نسخہ بتقطیع متوسط ۱۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ سن کتابت کی عبارت حسب ذیل ہے۔

قد فرغ من تحریر ھذہ النسخۃ الشریفۃ المبارکۃ المسماۃ بشمائل النبوۃ المصطفویۃ الفقیر الی اللہ الصمد محمد بن سعید بن محمد فی تاسع عشر من ربیع الاول سنۃ الف ومائتۃ وستین من الھجرۃ

اس کے علاوہ شمائل کے دو قلمی نسخے اور بھی کتب خانہ میں ہیں جو ۱۰۱۹ھ و ۹۰۹ھ کے نوشتہ ہیں۔

(۱۷) اشرف الوسائل فی شرح الشمائل (عربی)

مصنف کا نام احمد بن علی الہیتمی الانصاری مصری (المولود ۹۰۹ھ المتوفی ۹۷۳ھ) ہے۔

Marfat.com

قاضی زکریا کے شاگرد ہیں، مکہ معظمہ میں ۹۷۳ھ کے بعد انتقال فرمایا۔ حجران کے اجداد میں کسی کا نام یا لقب تھا، اسی نسبت سے ابن حجر مکی مشہور ہوئے۔ نسخہ بخط نسخ خوشخط لیکن خفیف کرم خوردہ ہے۔

اولہ:۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمدؐ خاتم النبیین والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وبعد فھذہ عجالۃ علقتھا علی مشکل شمائل الامام الحافظ ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ (بفتح المھملۃ فسکون)

مقدمہ میں ہے :۔

لما قرئی علی فی رمضان سنۃ تسع واربعین وتسع مائۃ (۹۴۹) بالمسجد الحرام المکی الخ وسمیتھا اشرف الوسائل الی فھم الشمائل واسئل اللہ قبولھا (آمین)

(۱۸) شرح شمائل

یہ شرح شیخ عبدالرؤف المناوی (م ۱۰۳۳ھ) کی تصنیف ۔۔۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے یہ نسخہ ۱۰۳۲ھ کا مکتوبہ ہے آخر میں یہ عبارت ہے ۔

تم الشرح المبارک بعد العصر من یوم السبت السادس عشر من شھر رمضان المعظم سنۃ ۱۰۳۲ھ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم علی ید الفقیر محمد بن احمد المطری

کتاب کے سرورق پر ہے :۔

ھذا الشرح للشیخ عبدالرؤف المناوی۔ المتوفی سنۃ ۱۰۳۲ھ

یہ شرح مولانا عصام الدین الاسفرائنی اور علامہ ابن حجر الہیتمی کی شرحوں کے بعد شمائل

Marfat.com

کی تیسری شرح ہے جس میں پہلی دو شرحوں کی تہذیب و تنقیح کی گئی ہے ۔ شرحوں کے بعد شمائل کے مقدمہ میں لکھتے ہیں :۔

ان ممن تصدی لشرحہا وحل المدققین مولانا عصام الدین الاسفرائینی فاتی بمالم یسبق الیہ من کشف النقاب عن اسرارہا لکنہ من الاحتمالات العقلیۃ فی ہذا الفن الذی ہو من الفنون النقلیہ مع ما ہو علیہ من الافہام حتی عد ذلک من سقطات الاوہام وتلاہ العالم النحریر الشہیر بابن حجر الہیثمی نزیل المکۃ المکرمۃ فاطال واطاب

(۱۹) شرح شمائل

مولانا عصام الدین ابراہیم بن محمد الاسفرائینی م ۹۴۳ھ کی شرح شمائل کا قلمی نسخہ کتب خانہ میں محفوظ ہے

(۲۰) الخیر الکثیر اور التفہیمات

یہ دونوں رسالے ایک مجموعہ میں نہایت پاکیزہ خط میں لکھے ہوئے ہیں مجلس علمی ڈابھیل سورت سے یہ دونوں رسالے چھپ کر شائع ہو چکے ہیں حضرت شاہ صاحب کے پہلے سودے شائع ہوئے گا۔ ان کی قدر و قیمت چھپ جانے کے باوجود بہت زیادہ ہے یہ دونوں نسخے ٹونک لائبریری کے گوہر نایاب کہلانے کے مستحق ہیں ۔

مجموعہ کے سرورق پر یہ عبارت درج ہے

تفہیمات حضرت قدوۃ العلما مولوی شاہ ولی اللہ صاحب منقول از مسودہ اول قلمی خط فارسی کاغذ سفید، در کتب خانہ یمین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خاں بہادر دام اقبالہ والی ٹونک در سنہ ۱۲۹۰ھ داخل گردید ۔

اس عبارت کے ذیل میں جو مہریں ثبت ہیں ایک مہر محمد علی خاں بہادر کی اس طرح سجع ہیں :۔

نگہبان دین محمد علی

Marfat.com

دوسری مہر وزیر الدولہ امیر الملک محمد وزیر خاں نصرت جنگ کی ہے اسی مجموعہ میں سات صفحوں کا ایک رسالہ مصطلحات الحدیث کا بھی ہے۔ اس پر نواب محمد علی خاں کی مہر ہے

(۲۱) مجموعہ رسائل حجۃ الاسلام سیدنا اسمٰعیل شہیدؒ

اس مجموعہ میں ایک رسالہ ہے جس میں حضرت شہیدؒ نے ہمعصر علماء شاہجہاں آباد (آگرہ) کے فتاوی پر تنقید فرمائی ہے۔ مقدمہ میں لکھتے ہیں:۔

پس ازیں اجوبۂ مفصلہ بعض سوالات است کہ علماء شاہجہاں آباد در اجوبۂ آنہا اجمالے مخل بکار بردہ اند وبدیں سبب بعض عوام در اوہام باطلہ افتادہ اند۔ ابتغاءً لرضوان اللہ تعالیٰ برائے دفع شبہ عوام بتفصیل پرداختم۔ وھو حسبی و نعم الوکیل و نعم المولیٰ و نعم النصیر

دوسرا رسالہ "علم عقائد" میں ہے۔ اس کا آغاز یہ ہے:۔

من العبد الذلیل الراجی لرحمۃ اللہ الجلیل محمد اسماعیل تجاوز ربہ عما قل وکثر

تیسرا رسالہ "اصول حدیث" پر ہے جس میں احادیث کے اخذ و استناد کے سلسلہ میں ائمہ اربعہ کا نقطۂ نظر اور محور ذکر واضح فرمایا ہے جس کے مطالعہ سے ائمۂ اربعہ کے فقہ میں بادی النظر میں جو اختلاف نظر آتا ہے اس کی حقیقی علت سمجھ میں آجاتی ہے۔ اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد درس حدیث میں کسی مذہب کے پیرو کو اپنے مسلک کی تائید اور ترجیح دینے کے لئے تعارض احادیث میں دور از کار تاویلات کرنے کی قطعاً گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس رسالہ سے موجودہ جامعی نقطۂ نظر کے طریقہ تعلیم حدیث میں اصلاح ہو سکتی ہے۔ قابل طبع رسالہ ہے۔

Marfat.com

شوکت علی خاں، ڈائرکٹر عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک

ٹونک کے کتب خانے اور ان کے نوادر [۱]

ٹونک آج گو علم و فن کا مرکز نہیں لیکن کسی زمانہ میں وہ گہوارۂ علم و ہنر اور کاشانۂ مذہب و ملت رہ چکا ہے ہندوستان بھر کے منتخب اور اکابر علماء یہاں جمع تھے۔ سمرقند، بخارا، کابل، قندھار، ایران، ترکستان، مصر اور عرب تک کے طلباء حصول علم کے لئے یہاں آتے تھے اس کا ذرہ ذرہ علم پروری اور ادب نوازی کا آئینہ دار ہے یہاں محمود غزنوی کی فوجیں بھی ٹھہری ہیں اور نگ زیب کے رایات ظفر آیات بھی گذرے ہیں ہلکر اور سندھیا کے ناقوسوں کی آوازیں بھی یہاں کے دشت و جبل میں گونجی ہیں یہیں سید احمد شہیدؒ کا قافلہ ٹھہرا تھا۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی قدم بوسی کا شرف بھی اسی زمین کو حاصل ہے۔ اس کی سرزمین پر اب تک ان کے فیضان اور روحانی تجلیات کا اثر باقی ہے۔

یہاں کے علماء و فضلاء، سید حیدر علی، حکیم سید دائم علی، علی احمد بہاری، سید انعام اللہ بریوی، حکیم امام الدین، حکیم مرزا جان خاں، حیدر حسن خاں محدث، غازی ولی محمد پھلتی، مولوی خیر الدین شیرکوٹی، مولانا نجف علی خاں جھجری، حکیم نازش خیرآبادی، محمود حسن خاں (مصنف معجم المصنفین) حکیم برکات احمد، حافظ محمود خاں شیرانی، استاذی مولوی محمد عیسیٰ خاں اور مرشدی حضرت صولت کے فیوض و برکات سے ایک عالم سیراب ہوا۔

ٹونک کی علمی تاریخ تو اب قصۂ پارینہ بن چکی ہے لیکن اس کی کچھ یادگاریں اب بھی باقی ہیں۔ اور وہ اس کے کتب خانے ہیں۔ جو آج بھی اسلاف کے بیش قیمت جواہر پاروں کو اپنے دامن میں لئے بیٹھے ہیں

[۱] معارف نمبر ۳ جلد ۹۶ بابت ستمبر ۱۹۶۵ء میں شائع ہوا۔ جس کو اضافہ کے ساتھ کتاب ہذا میں شامل کیا جا رہا ہے

Marfat.com

ان میں سب سے بڑا کتب خانہ سعیدیہ[1] ہے۔ جو اپنے بیش قیمت نوادر کے اعتبار سے ہندوستان کے ممتاز کتب خانوں میں شمار ہونے کے لائق ہے۔

اس میں بہت سے قدیم علماء و مصنفین کی کتابوں کے نادر نسخے ہیں جو کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتے ان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ صاحب کے تبرکات بھی ہیں کئی کے قطب شاہی خاندانوں کے نوادر بھی ہیں۔ مرزا ہمایوں، اکبر اور اورنگ زیب کے مخطوطات بھی ہیں خود مصنفین کے لکھے ہوئے اور ان کے دستخط شدہ مخطوطات بھی ہیں۔ خصوصاً پانچویں چھٹی، ساتویں، آٹھویں، نویں، اور دسویں صدی ہجری کے مشاہیر علماء کے اسناد و تحریروں کے بیش بہا اور نایاب نسخے ہیں۔

اس کتب خانہ کے بانی یمین الدولہ نواب محمد علی خاں[2] ہیں جو نواب امیر الدولہ[3] بہادر بانیٔ ٹونک کے پوتے اور نواب وزیر الدولہ[4] کے جانشین تھے، نواب ممدوح خود بھی بڑے عالم اور علم نواز تھے نواب صاحب نے سیاسی دنیا سے الگ ایک ادبی دنیا بسائی تھی جو اب تک قائم ہے۔ گو سیاسی اعتبار سے ٹونک ریاست ختم ہو چکی لیکن نواب محمد علی خاں کی ادبی مملکت آج بھی قائم ہے۔

نواب محمد علی خاں بہادر ۱۸۶۴ء میں تخت نشین ہوئے اور تقریباً چار سال بعد ہی انگریزوں نے معزول کر کے بنارس بھیج دیا۔ یہاں آنے کے بعد نواب صاحب نے ایک ادبی دنیا بسائی، کاتب، خوشنویس

---

[1] جس کے مطبوعات سعیدیہ ڈسٹرکٹ لائبریری اور مخطوطات راجستھان کے دیگر ذخائر کے شمول کے ساتھ اب ایک خود مختار آزاد ڈائریکٹریٹ "عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک" کے نام سے قائم و دائم ہے

[2] تیسرے فرماں روائے ٹونک جو اس کتب خانہ کے بانی تھے (۱۸۶۴ء تا ۱۸۹۵ء)

[3] ہندوستان میں آزادی کا آخری ملی نور شہباز اور پٹھانوں کے سب سے بڑے لیڈر تھے جنھوں نے ٹیپو سلطان کے بعد وطن کو آزاد کرانے کی جد و جہد کی۔ لیکن اپنے ہی ملک کے اغراض پرست ساتھیوں کے عدم تعاون کی بنا پر ناکام ہو کر انگریزوں سے صلح کر لی اور ٹونک کی ریاست لے کر عہد و پیماں میں جکڑے گئے۔
(تاریخ سید احمد شہید مصنفہ مولانا غلام رسول مہر ص ۱۲۰)

[4] دوسرے فرماں روائے ٹونک (۱۸۳۴ء تا ۱۸۶۴ء)

Marfat.com

اور علماء و فضلاء کو اپنی محفل میں جگہ دی دور دور سے علمی جواہر پارے جمع کئے۔ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر و ایران اور دنیا کے گوشہ گوشہ سے علماء و سفراء بھیج بھیج کر نایاب نسخے یا ان کی نقلیں منگوائیں۔ اور خود بھی تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کیا۔ اس طرح جب نواب صاحب نے ۱۸۹۵ء میں انتقال کیا تو ایک بیش بہا کتب خانہ چھوڑ گئے۔ یہ کتب خانہ نواب صاحب کے فرزند صاحبزادہ عبدالرحیم خاں[۱] صاحب کو ورثہ میں ملا جسے ٹونک منتقل کر کے اس میں مزید اضافہ کیا۔

صاحبزادہ عبدالرحیم خانصاحب کے انتقال کے بعد نواب **سعادت علی** خاں صاحب نے اسے ریاست کو منتقل کر دیا۔ اور ۱۹۴۷ء میں صاحبزادہ عبدالعظیم خاں کا تقرر ناظم سعیدیہ[۲] کتب خانہ کی حیثیت سے کیا عبدالعظیم خاں صاحب نے بڑی جانفشانی اور تن دہی سے اس فریضہ کو انجام دیا اور از سر نو فہرست مرتب کرنے کے لئے ۱۹۵۱ء میں مولانا محمد عمران خاں کو مامور کیا۔ مولانا موصوف علوم شرقیہ کے نہ صرف فارغ التحصیل ہی ہیں بلکہ اس کے دلدادہ بھی ہیں اس لئے تین سال کی مسلسل محنت اور کاوش کے بعد قلمی اور مطبوعہ کتابوں کی الگ الگ فہرستیں باعتبار فن مرتب کیں۔ ان کی بدولت قلمی نسخوں کی ندرت اور خصوصیات کا حال بیان کرنا آسان ہو گیا۔

۱۹۶۱ء میں حکومت راجستھان نے سعیدیہ کتب خانہ کے تمام نوادر کو نئے ادارہ تحقیقات علوم شرقیہ میں منتقل کر دیا جس میں ناظم ادارہ علوم شرقیہ کی حیثیت سے راقم کا تقرر کیا گیا۔ یہ کام علومت نے مولانا آزاد، مرحوم کی اسکیم کے تحت کیا تھا۔ جو ان نوادر کے تحفظ کے نقطۂ نظر سے حد درجہ لائق ستائش ہے۔

۱؎ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں صاحب نواب محمد علی خاں بہادر کے خلف الصدق تھے باپ کی طرح وہ بھی علم و فن کے شائق اور علوم شرقیہ کے دلدادہ تھے اور اس دنیا میں بڑے عالم کی حیثیت سے مشہور تھے بہت سی کتابوں کی تالیف و ترتیب بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ موصوف نے باپ کے اس گراں مایہ ذخیرہ کو اپنی ذاتی کوششوں سے اور زیادہ بڑھایا۔ یہاں کی ہر کتاب پر موصوف کے حواشی اور دستخط ملتے ہیں۔

۲؎ سعید الدولہ وزیر الملک نواب سعادت علی خاں صاحب بہادر (۱۹۳۰ء تا ۱۹۴۷ء) کا تخلص سعید تھا۔ اسی نسبت سے اس کتب خانہ کا نام سعیدیہ پڑا۔ اور خطاب بھی سعید الدولہ تھا۔

Marfat.com

اس ذخیرہ کے بیشتر نوادر پر نواب محمد علی خاں کے قلم کی تحریریں، حواشی اور امیر الدولہ و وزیر الدولہ نوابان ٹونک کی مہریں اور دستخط ثبت ہیں۔ مولانا آزاد اس کتب خانے کی اہمیت سے پوری طرح واقف تھے خود بھی استفادہ فرماتے اور دوسروں کو بھی استفادہ کرنے کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۵۱ء میں کتب خانہ سے متعدد کتابیں حکومت راجستھان کے ذریعہ طلب فرمائیں جو کئی سال تک ان کے زیر مطالعہ رہیں۔

اسی زمانہ میں آپ نے حکومت راجستھان کو کتب خانہ کی ایک مفصل اور جامع فہرست تیار کرانے کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس کا ایک خاکہ بھی بنا کر دیا۔ اس خاکہ کے مطابق کتابوں کی ایک مکمل فہرست تیار ہوئی جو افسوس ہے کہ اب تک شائع نہیں ہوئی ہے۔ مگر ادارے کی دوسری فہرستوں کے مقابلہ میں بہت مفید اور کارآمد ہے۔

اس کتب خانہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ نہ صرف ہندوستان بلکہ دوسرے ملکوں کے فضلا و محققین اس سے استفادہ کے لیے ٹونک آتے رہے ہیں۔ ۱۹۵۲ء میں عرب لیگ کی جانب سے جو وفد نادر کتابوں کی تلاش اور ان کے فوٹو لینے کے لیے ہندوستان آیا تھا اس نے اس کتب خانہ کی متعدد کتابوں کے فوٹو لیے۔ اسی طرح کیمبرج یونیورسٹی کے ایک اسکالر نے جو محقق طوسی پر ریسرچ کر رہے تھے نوادرات کے اس کتب خانہ سے استفادہ کیا۔ اور بعض کتابوں کا عکس حکومت ہند کے ذریعہ منگوایا۔ ہندوستان کے اسکالر اور مصنفین تو بکثرت آتے ہی رہتے ہیں اور خط و کتابت کے ذریعہ استفادہ کرتے رہتے ہیں جو شہرت عام کی بات ہے تمام آتی ہیں وہ کتب خانہ دیکھنے کے لیے ٹونک ضرور آتی ہیں۔

خود مولانا آزاد مرحوم کی دلی خواہش تھی کہ کسی صورت سے اس گوشہ گمنامی میں پڑے ہوئے نایاب ذخیرہ کو محفوظ فرمائیں لیکن غیر معمولی مصروفیات کی وجہ سے اس ارادہ کو پورا نہ کر سکے جس کی تکمیل مولانا مرحوم کی جانشین پروفیسر سید نور الحسن نے ۱۹۷۸ء میں کی۔

Marfat.com

پروفیسر صاحب نے اس ادارہ کی اہمیت کے پیش نظر ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۶ء میں دوبارہ یہاں تشریف لانے کی زحمت گوارا فرمائی۔ اور حکومت راجستھان اور دیگر ماہرین و عقد کی توجہ اس کی ترقی و ترویج کے لئے مبذول کرائی۔ اور مجھ سے ایک تفصیلی اسکیم مانگی۔ جس کو میں نے [illegible] میں پیش کی۔ اس اسکیم کے تحت آئی۔ سی۔ ایچ۔ آر نے مجھے ایک اہم ریسرچ پروجیکٹ دے کر اس کا ڈائرکٹر مقرر کیا۔ جو اب تک چل رہا ہے۔

اس پروجیکٹ کے تحت اس ادارہ نے تقریباً ساڑھے پانچ ہزار [illegible] مخطوطات کی انگریزی میں وضاحتی فہرست [illegible] مرتب کرنی تھی [illegible] ہونا تھا اور پروفیسر گروور ڈائرکٹر آئی۔ سی۔ ایچ۔ آر کی مہربانی سے اس دو سالہ پروجیکٹ کی مدت [illegible] گئی۔ مزید برآں ایک سال کی توسیع کی اور ضرورت ہے اس لئے گروور صاحب نے اس کو [illegible] وضاحتی اور تحقیقی بنانے کے لئے کچھ تحقیق طلب اور زائد معلومات کا اضافہ کرنے کے لئے [illegible] ہدایات دی ہیں۔

پروفیسر نورالحسن صاحب کے جانشین ڈاکٹر پی۔ سی۔ چندر [illegible] ۱۹۷۸ء میں اس ادارہ [illegible] ایک تاریخی نمائش اور صد سالہ تقریبات کا افتتاح کرنے تشریف لائے [illegible] اس کو خودمختار ادارہ بنانے اور ترقی دینے کے لئے حکومت راجستھان سے سفارش کی۔

ڈاکٹر مسز کپیلا وائتہ سائن جوائنٹ ایڈوائزر محکمہ تعلیمات حکومت ہند نے [illegible] ادارہ کی ترقی و فروغ کے لئے حکومت راجستھان کو بار بار لکھا۔ اور [illegible] اس کی بہت مدد کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس ادارہ کے قدرداں، سرپرست اور کھیویا کو کمار کر دیا جو راجستھان کے چیف منسٹر جناب [illegible] سے زیادہ علمی اور تحقیقی دنیا میں عربی، فارسی علوم کے احیاء کے لئے زندہ رہیں گے

انھوں نے ایک دوسرے قدردان علم و فن، روح رواں جناب [illegible] ...

Marfat.com

سکریٹری راجستھان کی مفید مشوروں سے اس عدیم المثال تاریخی ذخیرہ کو صوبائی سطح پر ایک خود مختار آزاد ڈائریکٹریٹ کی شکل دی۔

یہ تاریخ ساز کارنامہ عربی فارسی دنیا میں ہمیشہ راجستھان کا نام سرفراز اور بلند رکھے گا جناب بھیروں سنگھ شیخاوت اور جناب گوپال کرشن بھالوت کے نام یہاں کے ایک ایک مخطوطہ پر سنہری حروف میں جلی عنوان سے ہمیشہ اجاگر رہیں گے۔

یہ ڈائریکٹریٹ ساڑھے پانچ ہزار سے زائد مخطوطات اور تیس ہزار سے زائد مسودات پر مشتمل پورے راجستھان میں علوم شرقیہ کا واحد ادارہ ہے جس میں تین ہزار[۵۱] سے زیادہ قلمی کتابیں ہیں جو مختلف خصوصیات کی حامل ہیں۔ کچھ فنی لحاظ سے نادر ہیں، کچھ ادبی لحاظ سے، بعض ندرت اور قدامت کے لحاظ سے اہم ہیں، بعض کتابت اور صناعی کے لحاظ سے بے نظیر ہیں۔

اس کتب خانہ میں مختلف ملکوں اور مختلف دور کے خطوط اور خطاطی کے نمونے مثلاً کوفی، ثلث، نسخ، رقاع، خطِ ناخن، خط غبار، خط سنبل، خط گلزار، خط طغریٰ، تعلیق اور نستعلیق وغیرہ موجود ہیں جن سے ان کی تاریخ مرتب کی جاسکتی ہے۔ مطلاّ و مذہّب نسخوں کا بھی ایک بیش قیمت ذخیرہ ہے جو صناعی کا بہترین نمونہ ہیں اب ان نادر نسخوں کا مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) **قرآن کریم** کا ایک مُطلاّ و مُذہّب نسخہ خطاطی کا بہترین نمونہ ہے، کاغذ کی ساخت قلم کی کشش، اس کے بیدار مُذہّب حاشیے اور سیاہی کی جاذبیت اس نسخہ کی ندرت اور قدامت کی ضامن ہے۔ یہ حمائل شریف شیراز میں ۱۰۴۴ھ میں لکھا گیا۔ کاتب کا نام احمد النیریزی[۵۲] ہے۔ کاغذ نہایت نفیس

---

۵۱ اب اس ادارہ میں جے پور، اودے پور، جھالاواڑ اور بھرت پور کے مخطوطات بھی شامل ہو گئے ہیں جن کی تعداد اب تقریباً ساڑھے پانچ ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔ حکومت راجستھان کے سابق اسسٹنٹ ایجوکیشن منسٹر سید فاروق حسن صاحب کی توجہ خاص سے یہ اسکیم منظور کی گئی اور ایک شاندار مرکزی ادارہ کی بنیاد پڑی

۵۲ احمد النیریزی

Marfat.com

نایاب اور باریک ہے پورا نسخہ مع بین السطور اور حاشیہ مطلّا و مذہب ہے۔ نشانات آیات بھی مطلا ہیں جدول انتہائی نفیس، رنگین اور دلکش ہے۔

(۲) **کلام مجید:۔** کا ایک سی ورقی نسخہ فن خطاطی کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ پورا کلام مجید تیس اوراق میں ہے۔ کاغذ بادامی باریک شروع کے دو صفحے کا حاشیہ مطلا اور مینا کار ہے کل اوراق مجدول طلائی اور بین السطور مطلا، حاشیہ حسین، بیل دار اور مطلا ہے خط نہایت باریک........ لیکن حروف ایسے روشن ہیں کہ دور سے بھی واضح اور دلکش نظر آتے ہیں خطاطی کی ندرت کے علاوہ ماہر فن کار نے اس رعایت سے کتابت کی ہے کہ ایک ورق میں ایک پارہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور ہر سطر الف سے شروع ہوتی ہے لہ

(۳) **قرآن مجید:۔** کا ایک نسخہ دور مغلیہ کی یادگار ہے جو تیموری سلاطین کے کتب خانہ میں رہ چکا ہے لیکن بد قسمتی سے کرم خوردہ اور داغدار ہے۔ اس کی خطاطی، کاغذ کا رنگ اس کی قدامت کے شاہد ہیں۔ آخر میں نامکمل ہونے کی وجہ سے خطاط کا اور تاریخ کتابت کا پتہ نہیں چلتا۔ صرف شروع میں ایک صفحہ پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ ٹہ

"از کتب خانہ سرکار مرزا محمد ہمایوں شاہ بہادر ابن مرزا محمد کامبخش عالم بہادر"

(۴) **تقریب النشر:۔** یہ کتاب تجوید و قرأت میں ہے اور کتب خانہ کے بہترین نسخوں میں شمار کی جاتی ہے۔ محمد بن محمد بن محمد الجزری اس کے مصنف ہیں۔ اور ان کی زندگی کا مکتوبہ ہے خود مصنف کے ہاتھ کی قلمی اجازت اس نسخہ پر مرقوم ہے جو انھوں نے اپنے شاگرد شمس الدین نویری کو عطا کی تھی۔

لہ یہ قرآن مجید عبد الباقی یاقوت رقم کا نوشتہ ہے جو شاہجہاں کو پیش کیا تھا۔ اس کے انعام میں شاہجہاں بادشاہ نے عبد الباقی کو رائج الوقت سکے عوض تولوا کر ان کو دے دیا۔

ٹہ یہ تاریخی تحریر اورنگ زیب عالمگیر کے پوتے کی ہے جو ادارہ کی اس روایت کی بھی تصدیق کرتی ہے کہ یہ نسخہ اورنگ زیب کے دست مبارک کا نوشتہ ہے۔ جو اورنگ زیب سے منسوب کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

محمد الجزری مشرقی دنیا کے جید عالم گزرے ہیں۔ سلطان بایزید شہنشاہ روم تک آپ کی قدر کیا کرتے تھے ان کی تحریر نے اس نسخہ کی قدر و قیمت بڑھا دی ہے۔ یہ نایاب نسخہ اورنگ زیب عالمگیر کے کتب خانہ کی بھی زینت رہا ہے۔ کتاب کے دوسرے ورق پر اورنگ زیب کی مہر کندہ ہے۔ تاریخ کتابت ۲۹ صفر ۸۲۳ھ درج ہے چونکہ مصنف کی قلمی عبارت اس پر مرقوم ہے اس لئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مصنف کے عہد کا مکتوبہ ہے۔

(۵) زاد المسیر (تفسیر) عبدالرحمن ابن جوزی

یہ نسخہ خلفاء عباسیہ کے کتب خانوں کی زینت رہ چکا ہے۔ ۶۵۶ھ میں جب ہلاکو خاں نے مستعصم باللہ کو قتل کر کے خلافت کا خاتمہ کر دیا اور بغداد کا کتب خانہ برباد ہوا تو یہ نسخہ کسی شخص کے ہاتھ لگ گیا۔ کتاب کے آخر میں جو عبارت درج ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۰۵۱ھ میں یہ نسخہ کسی صاحب کی ملک میں آیا ان کا نام محمد شورہ ہے۔ البتہ سن کتابت واضح ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ مصنف ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن جوزی کی زندگی یا ان کے کچھ ہی دن بعد کا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ مصنف کا انتقال ۵۹۰ھ میں ہوا تھا۔

نسخہ ہذا کے پہلے صفحہ پر ایک چھوٹی طرز مربع بنا ہوا ہے۔ یہ نسخہ بہت دیدہ زیب محشی، مجدول اور خط نسخ میں ہے ... بہا نمونہ خطاطی کا دور کی عبارتیں جگہ جگہ ہیں۔ جو صاف پڑھنے میں نہیں آتیں۔

(۶) تفسیر جلالین: سن کتابت درج نہیں ہے لیکن مصنف کی زندگی کا نسخہ ہے۔ اس پر خود مولانا جامیؒ کے حاشیے جگہ جگہ ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ مولانا جامیؒ کی زندگی کا ہے جامیؒ کا انتقال جلال الدین سیوطیؒ سے تیرہ سال قبل ہوا تھا۔ اس لحاظ سے یہ نسخہ نہایت قابل قدر ہے[1]

(۷) سواطع الالہام: فیضی کا بیش بہا بے نقط نسخہ نہایت خوشخط

۱۸/۲/۹۵ — ۱۲۹/۲/۱۳۵

[1] علامہ جلال الدین سیوطی کا یہی نسخہ رضا لائبریری رامپور میں ہے جو ۹۱۲ھ کا مکتوبہ ہے مزید دیکھئے برہان ... پیشہ

Marfat.com

مطلاً، مذہب اور طلائی مجدول ہے پوری تفسیر میں کوئی بھی نقطہ والا حرف استعمال نہیں کیا گیا اور مقدمہ بھی بے نقط لکھا گیا ہے۔ اس نسخہ کے کاتب اور سن کتابت کا کچھ پتہ نہیں چل سکا لیکن خط اطی، کاغذ کی اور قلم کی حسین گلکاریوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ دسویں یا گیارھویں صدی کا مکتوب ہے

(۸) تلخیص فی التفسیر:۔ ابو عباس احمد بن یوسف الکواشی م ۶۸۰ھ کا قابل دید نسخہ ہے جو مشہور خطاط عبدالقادر بن صالح بن محمود کے سحر کار اشہب قلم کی گلکاریوں سے مزین ہے۔ یہ نسخہ مصنف کی زندگی کا ہے اور انہیں کے نسخہ سے تصحیح شدہ ہے اس پر خود مصنف کے ہاتھ کی ایک تحریر بھی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ نسخہ مصنف کی نظر سے گزر چکا ہے۔ کتاب کے آخر میں جگہ جگہ "عرض دیدہ شد" مع سنین مرقوم ہے ان میں سے کوئی نویں صدی کے بعد کا نہیں ہے۔ کتاب کے صفحہ نمبر ۱ و ۱۷۰ پر مہریں ثبت ہیں۔ جن میں یہ کندہ ہے

جاوداں بادا نشان خاتم محمود شاہ — تا بلوح آسماں باشد منور مہر و ماہ[1]

(۹) الفوز الکبیر:۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی الفوز الکبیر سے کون واقف نہیں ہے۔ لیکن اس نسخہ کی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ اس میں خود شاہ صاحب کے قلم سے وہ اجازت درج ہے جو انھوں نے اپنے ایک شاگرد عبدالہادی کو دی تھی۔ ۔۔۔ دی تھا جو اس کے مستند ہونے کا ثبوت ہے۔

حدیث:۔ کے نادر نسخوں کا بھی اس کتب خانہ میں معتد بہ ذخیرہ ہے ان میں سے دو اہم مخطوطات کا ذکر کیا جاتا ہے

(۱۰) اختیار اعتماد المسانید:۔ امام شرف الدین اسمٰعیل بن عیسیٰ[2] اس مخطوطہ پر کتاب کا نام نہیں ہے لیکن کشف الظنون نے اختیار اعتماد المسانید لکھا ہے خود مصنف

---

[1] محمود شاہ بیگڑا شاہان گجرات میں مشہور و معروف بادشاہ گزرا ہے۔ ان کی مہر بعض دوسری کتابوں پر اس کی بھی مہر پائی جاتی ہے۔

[2] مصنف کے حالات کے لئے دیکھیے الضوء اللامع ج ۲ ص ۲۰۲ - ۲۰۸

Marfat.com

کے قلم کا مکتوبہ ہے۔ مصنف نے اسے سنہ ۹۰۰ھ میں مدینہ منورہ میں تالیف کیا۔ کتاب کے پہلے صفحے پر ایک مربع دو مدور اور ایک شش پہل مہریں ثبت ہیں جن کی عبارتیں مٹی ہوئی ہیں۔

(۱۱) اشعۃ اللمعات فی شرح مشکوٰۃ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی

اس کے متعدد قلمی نسخے ہیں لیکن ایک نسخہ بہت اہم ہے۔ یہ شیخ کی وفات کے چند ہی سال بعد کا مکتوبہ ہے۔ ان کی وفات سنہ ۱۰۵۲ھ میں ہوئی اور اس نسخہ پر سنہ ۱۰۵۸ھ سے پہلے کی تحریریں درج ہیں۔ یہ مغلیہ سلاطین کے کتب خانہ میں رہ چکا ہے۔ اس کے پہلے صفحہ پر ۱۲ مہریں اور آخر کے صفحہ پر ایک مہر ہے۔ ان مہروں میں ایک مہر شہزادہ اورنگ زیب کی ہے جو بہت واضح اور نمایاں ہے۔ ان میں مختلف امیروں کی مہریں بھی ہیں۔ دو مہریں لطف اللہ خاں کی ہیں۔ وہ شاہجہانی وزیر سعد اللہ خاں کا لڑکا اور خود بڑا صاحب علم تھا، کئی جگہ "عرض دیدہ شد" مرقوم ہے۔

(۱۲) کف الرعاع عن محرمات اللہو والسماع

ابن حجر ہیثمی المتوفی سنہ ۹۷۳ھ کاتب کا نام درج نہیں۔ سن کتابت ۹۵۸ھ ہے۔ اس اعتبار سے یہ نسخہ مصنف کی زندگی ہی کا لکھا ہوا ہے۔ بلکہ بعض تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ خود مصنف کے قلم کا ہے۔ اس حیثیت سے یہ نسخہ نہایت اہم اور تاریخی ہے۔

(۱۳) منظومۃ النسفی (فقہ)

نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد المتوفی ۵۳۷ھ مکتوبہ سنہ ۶۸۳ھ قدامت کے علاوہ اس نسخہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ محمود بن عمر بن شمس الدین مراقی برجلالی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس پر ان کے حواشی ہیں۔

(۱۴) نقایۃ مختصر الوقایۃ

عبداللہ بن مسعود محبوبی حنفی المتوفی سنہ ۷۴۵ھ مکتوبہ سنہ ۹۹۷ھ شیخ ابوبکر گجراتی کے ہاتھ کا

Marfat.com

لکھا ہوا نہایت خوشخط اور مطلّا و مذہب نسخہ ہے۔ شاہی کتب خانہ میں رہ چکا ہے۔ کتاب پر اورنگ زیب کی مہر ثبت ہے۔

تصوف کی کتابوں اور بزرگوں کے تذکروں کے بہت سے نسخے ہیں۔ ان میں حسب ذیل نسخے زیادہ اہم ہیں۔

(۱۵) جوامع الکلم ملفوظات و مواعظ خواجہ گیسو دراز جس کو ان کے مرید خاص خواجہ اکبر حسینی نے مرتب کیا تھا۔ اس کے نسخے نادر و نایاب ہیں یہ نسخہ شاہی کتب خانوں میں رہ چکا ہے اس پر ان کی مہریں ثبت ہیں خواجہ گیسو دراز کی خانقاہ میں جو نسخہ ہے وہ اسی نسخہ کی نقل ہے۔

(۱۶) نقد النصوص فی شرح الفصوص مولانا جامی

مصنف کے عہد کا نسخہ ہے جا بجا ان کے خود کے قلم کے حواشی ہیں اس لحاظ سے یہ نسخہ نہایت اہم ہے۔ دارا شکوہ کے مطالعہ میں رہ چکا ہے۔ اس پر اس کی مہر ثبت ہے۔ مزید برآں ہرات کے سلطان حسین مرزا کا ایک قلمی شعر بھی درج ہے اور دیگر اکابر و مشاہیر کے حواشی چڑھے ہوئے ہیں۔

(۱۷) مروج الذہب مسعودی (تاریخ)

یہ کتاب بار بار طبع ہو چکی ہے اور مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے لیکن یہ قلمی نسخہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ عبدالرحیم خانخاناں کے کتب خانہ میں رہ چکا ہے اور اس پر اس کی تحریر موجود ہے[۵۱]

(۱۸) تلقیح فہوم الاثرہ فی التاریخ والسیرہ (ابن جوزی)

مکتوبہ ۶۰۶ھ اپنی قدامت کے اعتبار سے اہم ہے۔ اس کے ساتھ دو اور کتابیں زاد المسیر اور تلقیح بھی نہایت اہم ہیں۔ تلقیح پر سلاطین اور امرا کی مہریں اور تحریریں ثبت ہیں

(۱۹) فہرست ابن ندیم، وفیات الاعیان۔ ابن خلکان۔ مکتوبہ ۶۰۲ھ

---

۵۱ تفصیل کے لئے آگے ایک تفصیلی مقالہ بعنوان "اکبر کے نورتن" کی ایک تحریر ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

(۲۰) نظم الدرر والمرجان فی سیر سید الانس والجان

مولانا اوحد الدین مرزا جان البرکی، قدیم نسخہ ہے۔ اس کو شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے بھائی شاہ اہل اللہ صاحبؒ نے ایک مستند نسخے سے نقل کیا تھا۔

(۲۱) اخلاق محمدی (سیرت) مولانا سید بابا اللہ جعفری فارسی

خود مصنف کے قلم کا مکتوبہ ہے۔ اس کو اورنگ زیب کے حضور میں پیش کیا گیا تھا۔ اس پر مختلف تحویلداروں کی دس مہریں ثبت ہیں۔ ایک مہر اورنگ زیب کی بھی ہے۔

(۲۲) روضۃ الاحباب فی سیر النبی والاصحاب (فارسی)

جلال الدین عطاء اللہ شیرازی المتوفی ۱۰۰۰ھ

یہ کتاب دو جلدوں میں ہے قدیم نسخہ ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب کے مطالعہ میں رہ چکا ہے اس پر ان کے دستخط اور مہر ثبت ہے اس کا ایک دوسرا نسخہ بھی ہے جس کی ایک جلد ۱۰۰۱ھ اور دوسری ۱۰۷۳ھ کی مکتوبہ ہے اور اس پر بہت سی مہریں ہیں۔

(۲۳) سیرت گازرونی (عربی) مؤلفہ سعید محمد بن مسعود گازرونی

مکتوبہ ۸۲۹ھ اصل کتاب فارسی میں ہے اس کا عربی ترجمہ مصنف کے بیٹے ملا عفیف الدین نے کیا تھا

(۲۴) معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ مولانا معین الدین ہروی

مکتوبہ ۱۰۰۰ھ قدامت کے علاوہ خطاطی کا بھی بہترین نمونہ ہے۔

(۲۵) تکملہ صولت فاروقی

فتوحات فاروقی کو محمد مرزا خان ترکمانی نے صولت فاروقی کے نام سے فارسی میں نظم کیا تھا نادری انقلاب میں اس کا ایک حصہ ضائع ہو گیا تھا باقی ماندہ حصہ نواب محمد علی خاں کو ملا تو انھوں نے متعدد علماء سے اس کی تکمیل کرائی۔ اس نظم کا نام فتوح الاسلام بھی ہے۔

Marfat.com

فارسی تاریخ میں خصوصاً اسلامی ہند کی تاریخ بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اکبرنامہ جہانگیرنامہ تزک جہانگیری، امیرنامہ، تیمورنامہ، تاریخ نادری، اور اسی کے ساتھ ، تاریخ تاج محل، چہار گلشن، خلاصۃ التواریخ، سیر المتاخرین، طبقات اکبرشاہی، شاہجہاں نامہ، بادشاہ نامہ، ظفرنامہ تیموریہ، عالمگیر نامہ، مرآت، آفتاب نامہ، واقعات عالمگیری اور عالم آرائی، عباسی وغیرہ کے قلمی نسخے ہیں۔

ان میں تاریخ احمدی مصنفہ مولوی سید جعفر علی کا بھی ایک نسخہ نایاب ہے، وہ سید احمد صاحب بخاری نقوی کے مرید تھے اور حضرت سید احمد شہید بریلوئی کے سفر جہاد میں میر منشی تھے اس نسخہ کی صرف جلد اول ہے۔ دوسرا نسخہ مولانا سید حیدر علی رامپوری ثم ٹونکی نے لکھا۔ یہ پہلا فارسی زبان میں ہے اور دوسرا اردو میں۔

تاریخ احمدی کا ایک حصہ دوم بھی ہے۔ جو میاں فتح علی کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے۔ اور ۱۲۹۶ھ میں یمین الدولہ نواب **محمد علی** خاں صاحب بہادر والئی ریاست ٹونک کے حکم سے لکھا گیا۔ یہ بھی اردو میں ہے اور تاریخ احمدی کا تتمہ معلوم ہوتا ہے۔ یہ تینوں مخطوطات مولانا آزاد مرحوم نے طلب فرمائے تھے جن سے مولانا غلام رسول مہر نے بھی استفادہ کیا ہے۔[۵۱]

"تاریخ احمدی ایک مرد مومن کی مجاہدانہ سرگزشت ہے اس میں خونچکاں کفن کی لالی بھی ہے اور جہاد فی سبیل اللہ کی سرشاری بھی۔ سیاسی بحران کی کشاکش بھی ہے اور اس کا مداوا بھی لیکن افسوس کہ یہ گراں قدر سرمایہ اب تک طبع نہیں ہوا ہے۔ اگر طبع کرا دیا جائے تو دنیا کے سامنے تحریک آزادی کی ایسی تاریخ آجائے گی جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے عجیب و غریب تھی جس کی یاد آج بھی مسلمانان ہند کے لئے موجب خیر و برکت ہے۔

[۵۲] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے کس طرح نایئد غیبی سے سردار **امیر خاں** بانی ریاست ٹونک کے لشکر میں خدمات انجام دیں، کیسے ان سے الگ ہوئے اور پھر کس طرح انگریزوں

---

[۵۱] تاریخ سید احمد شہید۔ غلام رسول مہر ص ۵ و ۶ [۵۲] ایضاً۔ ص ۸۲

Marfat.com

اور سکھوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔ سید صاحب کے جہاد کی پوری تاریخ نگاہ کے سامنے آجاتی ہے

امیر نامہ ایک روہیلہ پٹھان کی سرگزشت اور انگریزوں کے مقابلہ میں اس کی جنگوں اور دلیرانہ مہمات کی داستان ہے۔ اٹھارھویں صدی عیسوی کے اواخر میں اس پٹھان نے اپنی شجاعت اور دلیری کا سکہ جمالیا تھا۔ یہ سردار بھی تھا اور امیر بھی، سپاہی بھی تھا اور سپہ سالار بھی۔ تاریخ ہند کا کوئی طالب علم ایسا نہ ہوگا۔ جو امیر خاں کے نام سے واقف نہ ہو۔ انگریزی مؤرخین نے تو اس کو ایک جابر اور سفاک پنڈاری لیڈر کی شکل میں دکھایا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ امیر خاں تاریخ ہند کا ایک جانباز سپوت اور مجاہد تھا۔

ڈاکٹر قانون گو نے لکھا ہے کہ امیر خاں کے ساتھ تاریخ نے انصاف نہیں کیا۔ وہ ہندوستان کا سب سے آخری بڑا فوجی مدبر[۵۱] اور آزادیٔ ہند کا سب سے بڑا شہباز تھا[۵۲]۔ امیر نامہ اسی مرد مجاہد کی سچی کہانی، اور اس کی جنگی روداد ہے۔ جب گورنر جنرل بینٹنگ نے ۱۸۳۲ء میں تمام رؤسائے راجستھان کو اجمیر میں بلایا۔ تو انگریز مترجم پرنسپ کے قول کے مطابق نواب **امیر خاں** کی بے باکانہ گفتگو اور دلیرانہ طرز تخاطب سے بہت زیادہ متاثر ہوا اور تمام رئیسوں[۵۳] سے زیادہ وقت نواب **امیر خاں** کے مجاہدانہ قصے سننے میں صرف کیا۔ پرنسپ کا کہنا ہے۔ کہ امیر نامہ امیر خاں کے حالات کی سچی تصویر ہے اس لئے کہ امیر خاں نے کبھی شکست کو فتح نہیں بتایا جہاں فتح ہوئی وہاں فتح لکھی اور جہاں شکست ہوئی بڑی صفائی سے وہاں شکست ہی بتائی ہے[۵۴]۔ ایک انگریز مؤرخ کے قول کے مطابق امیر نامہ ایک مستند تاریخی کتاب ہے[۵۵] جو اب تک غیر مطبوعہ ہے۔ گو اس کا انگریزی ترجمہ لارڈ بینٹنگ کے حکم کے مطابق ۱۸۳۲ء میں شائع

---

۵۱ دیکھئے Historical Essays by professor Qanongo P. 172

۵۲ تاریخ سید احمد شہید ص ۲۸۲ دن لال شاداں نائب میر منشی سے قلمبند کرائے تھے

۵۳ امیر خاں نے خود اپنے حالات زندگی لالہ بساون لال شاداں نائب میر منشی سے قلمبند کرائے تھے

۵۴ Memoirs of Pathan Soldier of fortuno by Henry - prinsep. P. XII

۵۵ ایضاً

Marfat.com

ہو چکا ہے۔ مگر اب نایاب ہے۔

فارسی تواریخ میں دیوان شمس الدین کے "ہفتدہ سالہ امیر و بست سالہ وزیر" کے نایاب نسخہ کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے جو اب تک غیر مطبوعہ ہے۔ اس میں امیر خاں بانی ریاست ٹونک اور ان کے جانشین نواب وزیر الدولہ کے سیاسی اور انتظامی حالات بڑے منصفانہ طریقہ سے قلمبند کئے گئے ہیں۔ امیر خاں پر تحقیق کرنے والے تمام اسکالرس اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا ترجمہ مولوی سعید احمد ایم اے اردو میں کر رہے ہیں[۲]۔

صرف میں شرح صرف میر مصنفہ مولوی نور محمد بن شیخ فیروز اس لحاظ سے قابل توجہ ہے کہ خود مصنف کے ہاتھ کی نوشتہ ہے۔ اس کو مصنف نے اورنگ زیب کی خدمت میں پیش کرنے کیلئے لکھا اس لئے عالمگیر کے نام کا خطبہ بھی اس میں شامل ہے۔ اس نسخہ پر عالمگیری کتب خانہ کے تحویلدار کی مہر ثبت ہے۔

صرف و نحو کا ایک دوسرے سے تعلق ہے۔ اس لئے ان کے مخطوطات بھی ایک دوسرے سے قریب ہیں، نحو میں "**الاعراب عن قواعد الاعراب**" مصنفہ شیخ جمال الدین ابو محمد عبداللہ خط کوفی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے نسخہ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی اصل نسخہ سے نقل کیا گیا ہے خط کوفی پانچویں صدی ہجری میں متروک ہونے لگا۔ اس لئے کہ ہروی کی کتاب "الابنیہ" نوشتہ ۴۴۷ھ بخط ایرانی کوفی میں مرقوم ہے[۳] لیکن اس نسخہ میں خط کوفی کا اثر بہت نمایاں طور پر ہے اور ایسی حسین تحریر کی ہے کہ قلم کی کشش بال سے زیادہ باریک ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے بالکل نہیں ملتی۔ اس کی فنی نزاکت اور خطاطی کے کمال کا اندازہ صرف دیکھ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔

---

[۱] دیوان شمس الدین یوں تو ریاست ٹونک کا اور دیوان تھے لیکن ایک متبحر عالم مورخ اور نقاد بھی تھے۔ اس ذخیرہ میں ان کی کتاب پر ان کے حواشی اور دستخط ملتے ہیں۔ موصوف نے وزیر الدولہ، یمین الدولہ اور امین الدولہ کا زمانہ پایا تھا۔

[۲] اس کا اردو ترجمہ تکمیل میں مولانا سید قاضی الاسلام قاضی شہر کر رہے ہیں جن کو مرکزی سرکار کی طرف سے فیلوشپ ملی ہوئی ہے۔

[۳] قرآن پاک کی ایک قدیم تفسیر از ڈاکٹر محمود شیرانی (۱۹۲۲ء)

Marfat.com

اسی کے ہمراہ اسی رسم الخط میں ایک اور رسالہ شامل ہے جس کے نام اور مصنف کا پتہ نہیں چلتا یہ بھی نحو کی چھوٹی سی کتاب ہے۔ لیکن قدیم اور نادر معلوم ہوتی ہے۔

اسی فن میں حاشیہ سید علی المتوسط سید شریف بھی قابل ذکر ہے۔ جو ہرات میں ۱۰۱۸ھ میں لکھا گیا۔ اور قدیم عربی خط کا بہترین نمونہ ہے۔

الفوائد الضیائیہ شرح کافیہ معروف بہ شرح جامی مکتوبہ ۱۰۵۰ھ

"مُنہل صافی" فی شرح وافی مکتوبہ ۹۵۵ھ شرح الفیہ ابن مالک مصنفہ شمس الدین محمد بن احمد کا نسخہ اس لحاظ سے بہت قابل قدر ہے کہ ۹۰۴ھ کا نوشتہ ہے یعنی مصنف کی وفات کے کل آٹھ سال بعد اس کے ایک ہم عصر کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے

اس سے بھی قدیم نسخہ الموسومہ قواعد المطارحہ ابو محمد جلال الدین حسین بن بدر بن، ایاز النحوی جو نحو کے امام مانے جاتے ہیں ان کا ہی جو ۱۱۱۸ھ کا نوشتہ ہے اس پر محمد علی جرجانی کے حواشی بھی ہیں۔

لغت کی کتابوں کے بھی بہت سے نایاب نسخے ہیں۔ ان میں "الغریبین" مکتوبہ ۵۴۲ھ "الدرالنثیر" جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ کے قبل کا مکتوبہ[۵۱] "شمس العلوم" مصنفہ نشوان، بن سعید ساتویں یا آٹھویں صدی کا مکتوبہ ہے۔ نہایت نفیس اور نادر نسخہ ہے اس کا عکس مصری مصنفین نے لیا تھا۔ شرح نصاب الصبیان مکتوبہ ۹۷۰ھ۔ فرہنگِ جہانگیری، فتح المثانی نوشتہ ۱۰۹۲ھ۔ لطائف اللغات مرتبہ مولوی عبداللطیف نوشتہ ۱۱۷۵ھ اور دستور اللغۃ[۵۲] مکتوبہ ۱۰۱۱ھ بھی قابل دید ہیں

معانی و بلاغت کے مخطوطات میں "حاشیہ مطول" ابوالقاسم بن ابی بکر

۵۱ چونکہ اس میں ۹۱۱ھ تک کی عبارتیں مرقوم ہیں۔ اس لحاظ سے اس کی کتابت یقیناً سن مذکور کے پہلے کی ہو ہی نہیں سکتی۔ حالانکہ کتاب کی ہیئت اور کاغذ کی ساخت سے بھی یہ اندازہ لگانا بعید از قیاس نہ ہوگا کہ دسویں صدی ہجری کا مکتوبہ ہے۔

۵۲ سن کتابت اور مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

Marfat.com

سمرقندی اپنی ندرت اور قدامت کے لحاظ سے اہم ہے۔ گو یہ ناقص ہے بہت سے اوراق مقدم و مؤخر ہیں لیکن مصنف کے عہد کا نوشتہ ہے۔ اس لئے کہ کتاب کا سن تصنیف ۸۰۰ھ اور یہ نسخہ ۸۹۴ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اسی کے ہمراہ **مطول شرح تلخیص المفتاح** علامہ سعدالدین تفتازانی مکتوبہ ۸۹۸ھ ہے۔ یہ بھی اول الذکر کی طرح نادر ہے

شرح دیوان ابو تمام، ابوزکریا بن علی تبریزی۔ خط، کتابت اور قدامت کے اعتبار سے یہ اس قدر اہم ہے کہ مصری وفد نے اس نسخہ کا بھی عکس لیا تھا۔ تاریخ کتابت کا پتہ نہیں چلتا لیکن چھٹی صدی یا ساتویں صدی میں اس کا لکھا جانا قیاس کیا جاتا ہے

فارسی ادبیات کے یوں تو بے شمار مخطوطات ہیں لیکن **بوستان سعدی** اپنی تزئین و تزئین کے اعتبار سے اور **دیوان آصفی** شاہی کتب خانہ میں رہنے کی وجہ سے اہم ہیں۔ دیوان آصفی کے اول صفحہ پر **محمد شاہ** بادشاہ کی مہر ثبت ہے۔ **دیوان شانی** مطلا **دیوان اسیر**، **دیوان زائر** اور دیگر دواوین **قاسم**، **واقف**، **مظہر**، **ناصر علی** سرہندی **صفدر**، **صائب** اور **عطار** وغیرہ کے بھی اچھے قلمی نسخے ہیں۔

دیپ پدم اس لحاظ سے بڑی دلچسپ ہے کہ اس میں بزمی دہلوی نے[1]، پدمنی کے قصہ کو بڑی دلچسپ اور رومان انگیز طرز میں فارسی زبان میں لکھا ہے یہ نسخہ شاہی کتب خانہ میں رہ چکا ہے، شرح **قصائد خاقانی** نوشتہ ۱۰۵۰ھ، **صحیفۂ شاہی** از حسین علی کاشفی نوشتہ دسویں صدی ہجری، **قصائد کمال خجندی** نوشتہ ۱۰۳۰ھ **قصائد عرفی** نوشتہ جلوس ۲۱ شاہ عالم بادشاہ بھی اچھے نسخے ہیں۔ **قصائد حسن غزنوی** کا نسخہ نہایت ، مذہب ، مطلا اور دیدہ زیب اور شاہجہاں کے عہد زریں کی یادگار ہے۔ گو کاغذ آب رسیدہ اور بوسیدہ ہو چکا ہے لیکن پورا

---

[1] عہد جہانگیری کے منصب داروں میں تھے انہوں نے پدماوت کو فارسی میں نظم کیا اور خطبہ لوح [illegible] معنون کیا ہے۔

Marfat.com

نسخہ رنگین اور جگہ جگہ مینا کاری اور پچی کاری کی گل کاریاں ہیں۔ تاریخ کتابت نسخہ کے ناقص ہونے کی وجہ سے معلوم نہ ہو سکی۔ لیکن اول صفحہ پر ایک مہر مختار خاں حسینی سبزواری کی ثبت ہے جو شاہجہانی امراء میں سے تھے۔ اسی لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ نسخہ شاہجہانی دور سے قبل کا ہے۔

معقولات میں حاشیہ ملا غیاث الدین بر قطبی نویں صدی کے اواخر یا دسویں صدی کے اوائل کا مکتوبہ ہے۔ حاشیہ پر کسی صاحب کی تحریر مرقومہ سنہ ۹۹۶ھ لکھی ہوئی ہے۔ حاشیہ ملا جلال الدین دوانی نوشتہ سنہ ۹۹۸ھ بھی نادر ہے۔ **تحریر القواعد المنطقیہ** مشہور بہ **قطبی** مکتوبہ سنہ ۱۰۰۱ھ [?] **شرح ایسا غوجی** مشہور بہ **قال اقول** حسام الدین مکتوبہ سنہ ۸۹۹ھ نایاب، نادر اور قابل مطالعہ نسخہ ہے۔ جس پر شاہان اودھ کی متعدد مہریں ہیں

ھیئت میں **تشریح الافلاک** ملا عصمت اللہ سہارنپوری خود مصنف کے قلم کا لکھا ہوا نسخہ مکتوبہ سنہ ۱۰ھ [?] طوسی کی "تحریر اقلیدس" مکتوبہ سنہ ۱۳۰ھ [?] اس اعتبار سے یہ نسخہ اور بھی اہم ہے کہ اس پر تاج الشریعت منصور بن محمد کے حواشی ہیں۔ اس کے علاوہ دو ایک مہریں بھی ثبت ہیں پہلی میں **اللہ ولی التوفیق** سنہ ۱ھ [?] اور دوسری میں محمد جعفر الشریفی نقش ہے۔

کتاب فی تحویل سنی الموالید ابو معشر جعفر بن محمد المنجم مکتوبہ سنہ ۶۲۰ھ [?] قدیم عربی رسم الخط کے بہترین نمونہ کی حیثیت سے نایاب اور نادر نسخہ ہے۔ **احکام الاعوام** علی شاہ کا نسخہ بھی عمدہ ہے

فن جفر میں **رموز الاسرار**، **رسالہ** درجفر اور دیگر رسائل کے علاوہ ایک رسالہ مرتبہ مولوی عبدالمجید خاں صاحب ٹونکی بہترین اور قابل قدر نسخہ ہے۔ یہ کل ۸۰ صفحات کا رسالہ ہے۔ لیکن جفر میں حروف کے متعلق اس سے اچھی بحث مشکل سے ہی ملے گی۔ اس لئے فنی نقطۂ نظر سے یہ رسالہ قابل قدر ہے۔

---

۱۲ [?] موصوف حاجی اور حافظ ہونے کے علاوہ بہترین خوشنویس بھی تھے۔ ان کی متعدد تصانیف ہیں جن میں ایک اہم تالیف نعل شریف سید السادات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہے۔

Marfat.com

طبی کتابوں کے بھی بہت سے قلمی نسخے ہیں۔ لیکن ان میں اختیارات بدیعی علی ابن حسین انصاری معروف بہ حاجی عطار اپنی خطاطی اور تزئین و آرائش کے اعتبار سے بے نظیر نسخہ ہے۔ پوری کتاب گل کاری و مینا کاری کا بہترین نمونہ ہے۔ جو غالباً کسی شاہی کتب خانہ کی زینت کے لئے بنایا گیا ہوگا۔ ۱۰۶۶ھ مطابق ۱۶۵۵ء کا مکتوبہ ہے۔ بہت حسین، خوشخط، مطلا اور مذہب دو صفحے مطلا بین السطور، لوح کتاب بہت ہی حسین اور مینا کار ہے۔ پورا نسخہ طلائی جدولوں اور دیدہ زیب ہے۔ یہ نسخہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے کتب خانہ میں رہ چکا ہے۔ اس کے اوائل جلوس میں کتب خانۂ شاہی میں یہ کتاب داخل ہوئی۔ اس کے پہلے صفحہ پر اورنگ زیب عالمگیر کی ایک مہر اور چند عبارتیں ہیں۔ ایک عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ نسخہ [illegible] بادشاہ عالمگیر کی تحویل میں رہی ہے۔ آخر صفحہ پر بھی کئی عبارتیں درج ہیں۔ لیکن پیوند زدہ اور مرمت شدہ ہونے کی وجہ سے صاف سمجھ میں نہیں آتیں

اسی فن میں تقویم الادویہ محمد بن علی مکتوبہ [illegible] اور فرح جمالی ابوبکر نوشتہ ۹۵۵ھ بھی دیدنی ہیں

یوں تو اس کتب خانہ میں ۳۱ فنون ہیں اور بھی بیسیوں کتابیں ہیں۔ ان سب کا ذکر طویل ہوتا لیکن چند ایسے نادر و نایاب نسخے ہیں جن کا تعارف اہل علم کے لئے ضروری تھا۔ اور جو اس کتب خانے کی زینت ہیں۔

Marfat.com

شوکت علی خاں ڈائرکٹر عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک

فن تاریخ کے نوادر

قسط اول

ہندوستان میں تاریخی دستاویزات اور مخطوطات کی اہمیت روزافزوں ہے۔ پروفیسر سرجادو ناتھ سرکار نے تو اپنی تمام تحقیقات کا ذریعہ آرکائیوز (Documents) اور مخطوطات (Manuscripts) ہی کو بنایا ہے۔ آجکل ان ہی مآخذ کے ذریعہ تحقیق و تنقید ہو رہی ہے۔

ٹونک میں بھی مخطوطات کا ایک گراں مایہ ذخیرہ موجود ہے جس کا تذکرہ معارف میں پہلے بھی آچکا ہے۔ اس مقالہ میں اسی ذخیرہ کے تاریخی مخطوطات کا تعارف مقصود ہے۔

اس فن میں یوں تو سینکڑوں مخطوطات ہیں مگر چند کتابیں نادرالوجود ہیں اور بعض تو انتہائی نایاب اور انمول ہیں۔ کہ اس ذخیرے کے علاوہ اور کہیں دستیاب نہیں ہو سکتیں۔ اکبر نامہ، تزک جہانگیری، عالم آرائے عباسی، سیر المتاخرین اور طبقات اکبر شاہی وغیرہ اس ذخیرہ کے اہم نسخے ہیں۔ مگر یہ بہت سے کتب خانوں میں موجود ہیں اور ان کے تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کا ذکر کرنا زیادہ مفید نہیں۔ البتہ شاہجہاں نامہ اس لئے اہم ہے کہ اس کا ترجمہ اب تک نہیں ہوا ہے۔ صرف چند اوراق کا ایٹ نے ترجمہ کیا ہے دوسرے ہمارے ہاں کا نسخہ قدیم ہونے کے ساتھ ساتھ خطاطی کا بھی بہترین نمونہ ہے۔

اس کے ساتھ اقبال نامہ جہانگیری کا بہت ہی نفیس نسخہ ہے جس پر اعلیٰ درجہ کا طلائی کام ہے پہلے دو صفحوں کے بین السطور مطلا و مذہب ہیں۔ پورا نسخہ میناکاری اور طلائی کام سے مزین اور خطاطی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ گو اس کی کتابت تو تیسویں جلوس شاہ عالم میں ہوئی۔ لیکن مذکورۂ بالا،

(۱) مطبوعہ معارف جون ۱۹۶۹ء جس کو ترمیم و تغیر کے بعد ضروری حواشی کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیا گیا۔

Marfat.com

خصوصیات کی وجہ سے قابلِ قدر نسخہ ہے۔

ان نسخوں کے ساتھ ایک اور اہم مگر نامعلوم الاسم نسخہ بھی ہے جو دیکھنے سے کسی کتاب کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔ کتابت اور انداز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کے زمانہ کا نوشتہ ہے۔ اس میں مصنف اور کاتب کسی کا نام نہیں ہے لیکن جگہ جگہ اورنگ زیب کا ذکر اور اس کے واقعات ہیں۔ ممکن ہو کہ فتوحات عالمگیری مصنفہ ایسر داس کا حصہ ہو جو انڈیا آفس لائبریری اور برٹش میوزیم کے علاوہ اور کہیں نہیں ہے اس نسخے کی کاپی مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ نے حاصل کی ہے جس کی نقل راجستھان یونیورسٹی لائبریری نے بھی لی ہے ابھی تک اس نسخہ سے اس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکا۔ بہرحال یہ نسخہ قدیم اور نایاب ہے آئندہ اس پر ایک مستقل مضمون لکھا جائے گا۔

(۱) اعراض السیاسۃ

یہ ایک فارسی مخطوطہ ہے جس میں تاریخ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔ مگر طرز کتابت اور کاغذ کی ساخت سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم نسخہ ہے۔ محمد بن علی محمد بن الحسن الظہری الکاتب سمرقندی اس کے مصنف ہیں۔ جو خراسان کے بادشاہ سلطان سنجر بن ملک کے عہد کے مشہور [illegible] تھے

یہ کتاب سیاسیات و مذہبیات سے متعلق جمشید ملک (۸۰۰ سال قبل مسیح) سے لے کر سنجر بن ملک (۱۰۹۲ء تا ۱۱۵۷ء) بادشاہوں اور خلفاء کے اقوال جمع کئے گئے ہیں۔ کیمبرج یونیورسٹی لندن کے محقق مسٹر رابرٹ نے جب وہ ٹونک آئے تھے اس نسخے کو دیکھ کر بہت پسند کیا تھا اور اس کی نقل منگوائی تھی۔ جس کا مائیکرو فلم ان کو بھیجا گیا تھا۔

۲:- البدایہ والنہایۃ

امام حافظ عماد الدین اسمٰعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی ([illegible]) کی مشہور تصنیف

Marfat.com

اور اسلامی تاریخ پر مستند اور ضخیم کتاب ہے جس کی متعدد جلدیں ہیں اور چھپ کر شائع ہو چکی ہیں ہمارے ہاں اس کی صرف ایک جلد ہے۔ اس میں **اخبارہ صلعم عن الغیوب المستقبلہ** سے لے کر حضرت علیؓ کی شہادت تک کے واقعات ہیں۔ کاتب کا نام نمبر بن شہید اور سن کتابت ۸۲۵ھ ہے۔ اس لحاظ سے یہ نسخہ بہت اہم، قدیم، پختہ عربی خط سے مزین اور خطاطی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ شروع کے دو صفحے مجدول اور مطلا ہیں۔ آخر میں دو مہریں ثبت ہیں۔ ایک مہر مختار الدولہ ذونک کے ممتاز جرنیل اور اہم رکن کی ہے اور دوسری نواب محمد علی خاں بانی کتب خانہ ہٰذا کی۔

۳۔ تاریخ ابن حجر

حافظ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن محمد المعروف ابن حجر عسقلانیؒ کی مشہور تصنیف کا حصہ دوم ہے جو آٹھویں یا نویں صدی ہجری کا نوشتہ معلوم ہوتا ہے۔ عمدگی، متانت اور قدیم عربی رسم الخط سے مزین ہونا اس امر کا ثبوت ہے کہ نسخہ قدیمانہ ہے۔

۴۔ مرآت آفتاب نما

نواب عبدالرحمن ملقب بہ شاہنواز خاں ہاشمی دہلوی، شاہ عالم بادشاہ ۱۲۲۱ھ / ۱۸۰۶ء کی چہیتی بیٹی کے استاد تھے جو بعد میں محلاتِ شاہی کے مہتمم اعلیٰ بنائے گئے۔

مرآت آفتاب نما ان کی تصنیف اور شاہ عالم کے سن جلوس ۴۵ تک کی مفصل تاریخ اور ایک طرح کی سوانح بھی ہے۔ اور جغرافیہ بھی۔ یہ کتاب ایک مقدمہ، دو جلوے اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے ہر جلوے کو چند تجلیوں پر اور ہر تجلی کو چند لمعوں پر منقسم کیا گیا ہے

اس کتاب میں انبیاء، صحابہ، اولیاء کرام، علماء، حکماء، شعراء، ادباء، امراء اور سلاطین وغیرہم کے حالات بڑے دلچسپ اور رنگین انداز میں کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ تاریخ بھی ہے اور تذکرہ سخنوروں

ا۔ دیکھیے ہسٹری ص ۱۲۶

Marfat.com

باکمال اکابر اور ممتاز سلاطین و امرار کا تذکرہ بھی۔ اس کے علاوہ اس میں بہت سے عجائب و غرائب اور نوادر کا بھی مختصر ذکر ہے۔

کتاب کا نام شاہ عالم کے تخلص آفتاب کی مناسبت سے ہے اور جیسا کہ مصنف نے مقدمہ میں بتایا ہے "مرآت آفتاب نما" تاریخی مادہ بھی ہے۔ نسخہ شاہ عالم کے دور کی بہترین جامع اور مکمل تاریخ ہے۔ اس کے مختلف نسخے بعض مشہور کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ مگر بہت کم مکمل ہیں۔ برٹش میوزیم کا نسخہ ناقص ہے جو صرف چند حصص پر مشتمل ہے[۵۱]۔ انڈیا آفس لائبریری لندن میں اس کا ایک نسخہ مکتوبہ ۱۲۲۳ھ مطابق ۱۸۰۸ء محفوظ ہے۔ ایلیٹ نے اپنی کتاب میں ۳۳۲-۳۳۳ صفحوں تک اس کا ذکر کیا ہے۔ ہمارے ہاں کا نسخہ ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۴ء کا مکتوبہ ہے بہت عمدہ کاغذ پر دیدہ زیب فارسی نستعلیق خط میں ہے۔ اور اس پر نواب محمد علی خاں بہادر جنت آرام گاہ کے دستخط بھی ثبت ہو گئے۔

۵:- جغرافیہ ۱۱۰۰ھ

یہ کتاب بھی نادر نسخوں میں سے ہے۔ کاغذ سفید مع دل کش جرفی نہایت خوشخط۔ اس مخطوطے میں تقسیم اقالیم کا ذکر، صوبہ جات ہند کی تفصیل اور مغلیہ عہد کی تاریخی عمارتوں کا حال اور ان کے مصارف کا بیان ہے۔ تاج محل اور اس کے مصارف کا کسی قدر تفصیلی حال ہے۔

کتاب کے آخری صفحہ میں اکبر کی وفات اور سکندرہ کی تعمیر کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب مغلیہ دور کے اواخر میں لکھی گئی ہے۔ کاغذ کی ساخت، فارسی خط اور مدور تحریر۔ لیکن ترقیمہ میں تاریخ کتابت وغیرہ کچھ نہیں ہے۔

---

۵۱ Rieu 131 b (896 a)

۵۲ History of India as told by its own historians By Elliot & Dowson Vol VIII P.P. 332-333

نیز ملاحظہ کیجئے اورینٹل کالج میگزین جلد دوم

Marfat.com

۶:- تاریخ قلعۂ رنتھمبور

یہ غیر مطبوعہ اور نہایت ہی اہم تاریخی مخطوطہ ہے۔ جہاں تک پتہ چل سکا ہے اس ادارہ کے علاوہ اور کہیں اس کا وجود نہیں ہے۔ راجستھان کی تاریخ پر اہم ترین کتاب ہے۔ راجستھان کے تمام محققین اور مؤرخین نے اس کو بہت اہم تسلیم کیا ہے کیونکہ یہ ہندی کی تاریخی کتاب سے رائے ہمیر دیو والی رنتھمبور کے حالات کا فارسی ترجمہ ہے۔ مصنف نے اپنا نام اور سن تصنیف نہیں دیا ہے۔ خط فارسی شکستہ ہے۔ شروع میں مصنف نے لکھا ہے۔ کہ میں نے اس کتاب کو پانچ داستانوں پر تقسیم کیا ہے۔ پانچوں حصوں میں راجپوتوں کی نسل ان کی شجاعت، دلیری اور راجہ ہمیر دیو اور علاء الدین خلجی کے مجادلے کے حالات و واقعات ہیں۔

قرون وسطیٰ میں قلعۂ رنتھمبور نہایت ہی اہم اور ناقابل تسخیر جنگی قلعہ مانا جاتا تھا جس کی ایک پوری تاریخ، ایک داستان اور ایک راجپوتی آن بان تھی۔ راجستھان کا دل اور دلیر راجپوتوں کا مسکن، یہی تاریخی قلعہ تھا۔ یہاں علاء الدین خلجی کی فوجوں نے راجپوتی آن بان کے مظاہرے دیکھے تھے۔ ہمیر دیو اور علاء الدین کے جنگجو سپاہیوں نے خون کی ہولیاں کھیلی تھیں۔ اور یہیں پر ستی پر مٹنے والی بہادر رانیوں نے قربانی کا سبق سکھایا تھا۔

یہ کتاب اسی تاریخی قلعہ کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ جو اس کی تاریخ بھی ہے۔ اور راجپوت شجاعت کی داستان بھی۔ اور خوں آشام لڑائیوں کا مرقع بھی۔ گو اس کی تاریخ کتابت کا پتہ نہیں چلتا لیکن سمت ۱۸۰۸ بکرماجیت سے پہلے کی نوشتہ ہے۔ اس لئے کہ آخر کے ۸ صفحات ہرآنند ناگوری کے نوشتہ ہیں۔ جو سمت ۱۸۰۸ میں بطور تتمہ بڑھائے گئے ہیں۔

۱ے بابت ماہ ۱۹۵۸ء ص ۵۹

۲ے مولانا محمد عمران خاں – فہرست ۱۱۱

Marfat.com

ان صفحات میں بتایا گیا ہے کہ قلعہ کس طرح اکبر اعظم کے قبضہ میں آیا۔ اور پھر آخر میں مادھو سنگھ جی والی جے پور کی حکومت میں کس طرح شامل ہوا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصل نسخہ تھا۔ جو کسی وجہ سے صاف نہیں ہو سکا۔ اور اس قلعہ کے قلعدار منشی ہر آنند کے پاس کسی طرح آگیا جس نے یہ چند صفحے اپنے قلم سے بڑھا دیئے ہیں۔ کتاب کے بیشتر صفحات پر ناگری خط کے حواشی بھی ہیں۔

۷۔ تاریخ راجستھان

تاریخ راجستھان الموسوم بہ نسب الانساب، مصنفہ کالی رام کائستھ ساکن اجمیر بزبان فارسی تاریخ راجستھان کا نہایت بیش بہا اور نایاب نسخہ ہے جہاں تک پتہ چل سکا ہے اس کا دوسرا نسخہ اس لائبریری کے علاوہ اور کہیں دستیاب نہیں ہے اور ابھی تک غیر مطبوعہ ہے خط پختہ نستعلیق ہے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب بہت مستند اور سرکاری دستاویزات اور کاغذات پر مبنی ہے مصنف کے قول کے مطابق یہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ والی جے پور کے حکم سے سنہ ۱۲۰۹ھ مطابق سنہ ۱۷۹۴ء میں لکھی گئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے جے پور کے تمام محافظ خانوں ([illegible]) سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔

اس کے علاوہ اس کتاب میں صرف جے پور ہی کے راجگان کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اس میں بوندی، مارواڑ اور ہاڑوتی کے حکمرانوں کے حالات پر بھی تبصرہ ہے۔ اور اس کے ضمن میں گجرات اور سندھ کے واقعات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اور مختصراً گجرات، سندھ اور دکن کے سپہ سالاروں اور فاتحین کے کارناموں کا بھی ذکر آگیا ہے۔

لہ اس کتاب کو اہم جانتے ہوئے ڈاکٹر ستیہ لال جی ایڈیٹر ہسٹاریکل جرنل اور جے پور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ نے انگریزی میں اس کا ترجمہ کرنے کی خدمت مجھے سونپی ہے۔ لہذا راقم الحروف اس کا ترجمہ انگریزی میں کر رہا ہے جو اسی جرنل میں شائع ہوگا لیکن چند در چند حالات کے پیش نظر ترجمہ نہیں ہوا ہے۔

Marfat.com

غرض یہ کتاب راجستھان کی عظمت، اس کی ثقافت اور اس کے شاندار کارناموں کا بیش بہا خزانہ ہے۔ اور راجستھان کے مورخین اور محققین نے اس کو راجستھان ہسٹری کا بہت ہی اہم اور نادر الوجود نسخہ قرار دیا ہے۔ اور ان کا یہ فرض ہے کہ وہ بنظر غائر اس مخطوطے کا مطالعہ کر کے ان شواہد و حقائق کو منظر عام پر لائیں۔ جو اب تک مخفی ہیں

تاریخ راجستھان ابھی تشنہ تحریر ہے۔ جو تاریخیں اس کی لکھی گئی ہیں ان میں اہم ترین نسخہ کا کہیں حوالہ نہیں ملتا۔ اگر اس ماخذ سے پورا کام لیا جائے تو اس سے راجستھان کی تاریخ میں متعلق بہت ہی نئی معلومات حاصل ہوں گی[۵۱]

۸:- امیر نامہ

امیر نامہ غیر مطبوعہ اور اہم ترین تاریخی مخطوطہ ہے جو مشہور مجاہد آزادی اور بانی ریاست ٹونک امیر الدولہ نواب امیر خاں کی سوانح ہے۔ جنگ آزادی کی تحریک اور انگریزوں کے خلاف مرہٹہ اور پٹھان فرقوں کی متحدہ مساعی کی سرگزشت بھی ہے۔ اور راجستھان، روہیل کھنڈ، یوپی بھوپال، پنجاب اور دکن کے حالات کا مختصر جائزہ بھی۔ منشی بساون لال شاداں، نائب میر منشی نواب امیر خاں بہادر فردوس آشیانی کا مصنفہ ہے۔ اس کا ذکر معارف میں پہلے بھی ہو چکا ہے[۵۲]۔

ہمارے ہاں اس کا جو نسخہ ہے وہ نواب امیر خاں کی زندگی کا مکتوبہ ہے اس لئے اہم اور نایاب ہونے کے علاوہ مستند بھی ہے۔ اس پر ریاست کے مدار المہام دیوان شمس الدین کے حواشی بھی ہیں (نوشتہ ۱۲۴۷ھ م ۱۸۳۱ء)۔

---

۵۱ ملاحظہ کیجئے ہسٹاریکل جرنل دسمبر ۱۹۶۶ء۔ از راقم الحروف راجستھان ہسٹوریکل کانگریس جودھپور سیشن ۱۹۶۶ء

۵۲ مزید دیکھئے۔ معارف نمبر ۳ جلد ۹۲ ص ۲۲۳

اسی امیر نامہ کو سرکار راجستھان کی طرف سے میں ہندی میں ایڈیٹ کر رہا ہوں۔

Marfat.com

۹:- ظفر نامۂ امیر

ظفر نامۂ امیر معروف بہ امیر نامہ منظوم از حافظ پا ئندہ محمد خاں نکہت رامپوری ابھی تک غیر مطبوعہ ہے۔ رامپور کے شاعر نکہت نے امیر نامہ سے متاثر ہو کر نواب امیر خاں کے حالات اور کارناموں کو منظوم کیا ہے کہیں کہیں شاعرانہ مبالغہ اور غلو ضرور ہے لیکن تاریخی حالات کو بڑے دلچسپ انداز میں منظوم کیا ہے

۱۰:- تاریخ احمدی

نواب وزیر الدولہ والیٔ ریاست ٹونک مشہور مجاہد حضرت سید احمد شہیدؒ سے بیعت تھے اس لیے سید احمد صاحب کے شہید ہونے کے بعد نواب صاحب نے آپ کے سوانح اور حالات مرتب کرائے تھے کچھ حالات سید صاحب کے مریدوں نے بھی مرتب کئے۔ یہ حالات تاریخ احمدی اور مخزن احمدی اور مکتوبات احمدی کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ سب ہمارے گرانقدر ذخیرے میں محفوظ ہیں

ان میں تاریخ احمدی مصنفہ مولوی سید جعفر علی کا نسخہ بھی ہے جو سید صاحب کے سفر بہار میں ان کے میر منشی تھے اس نسخہ کی صرف جلد اول ہے۔ دوسرا نسخہ مولانا سید حبیب علی رامپوری ثم ٹونکی کا لکھا ہے پہلا فارسی میں ہے اور دوسرا اردو میں

اسی تاریخ احمدی کا ایک حصۂ دوم بھی ہے جو میاں فتح علی کا مرتبہ ہے جو ۱۲۹۶ھ میں نواب یمین الدولہ محمد علی خاں صاحب بہادر جنت آشیانی والی ریاست ٹونک کے حکم سے لکھی گیا۔ یہ بھی اردو میں ہے۔ اور تاریخ احمدی کا تتمہ معلوم ہوتا ہے

۱۱:- مخزن احمدی

مخزن احمدی فارسی مولوی محمد علی[۱] صاحب کی تصنیف ہے۔ اس میں سید صاحب

---

[۱] محمد علی سید صاحب کے بھانجے تھے اور مرید سید صاحب کے تھے۔ انھوں نے سید صاحب کی پیدائش سے راہ حج سے واپسی تک کے حالات جمع کئے تھے۔ نواب محمد علی خان نے اسے طبع کرایا تھا۔ مگر اب وہ بہت کمیاب ہے

Marfat.com

کی ابتدائی چالیس سال کی تاریخ ہے جو ۱۲۶۱ھ کی مصنفہ ہے ہمارے ہاں اس کے تین نسخے ہیں ایک ۱۲۸۲ھ دوسرا اور تیسرا نسخہ ۱۲۷۱ھ کا مکتوبہ ہے۔ مخزن احمدی حضرت سید احمد شہیدؒ کی زندگی اور تحریک پر پہلی کتاب ہے۔ جو ابتدائی چالیس سال کی سوانح پر مشتمل ہے۔ اور سب سے اہم اور مستند ہے

تاریخ احمدی بھی مستند اور اہم ہے۔ مگر مخزن احمدی سے قدیم ہے

۱۲:۔ مکتوبات سید احمد شہید صاحبؒ

ہمارے ہاں سید صاحب کے مکتوبات کے دو نسخے ہیں۔ ان میں سید صاحب کے وہ خطوط ہیں جو انھوں نے اپنے مریدین اور مجاہدین کو لکھے تھے۔ دونوں نسخوں کا مقابلہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں میں کہیں کہیں فرق ہے۔

مولانا اسماعیل شہیدؒ کے مکاتیب کا مجموعہ بھی محفوظ ہے۔ اس میں ان کے چند مکتوب ہیں اس کے بعد سید صاحب کی تحریک آزادی سے متعلق ایک استفسار اور سید صاحب کا ایک مکتوب ہے۔

ایک نسخہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کے فارسی مکتوبات کا بھی ہے۔ جو مولانا آزاد مرحوم کے حکم پر مولانا غلام رسول مہر مصنف تاریخ سید احمد شہیدؒ کے مطالعہ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور اب تک واپس نہیں ہوا اسی طرح سید صاحب کے فارسی مکاتیب کا ایک اور مجموعہ بھی ہے جو مولانا آزاد مرحوم کی خدمت میں بھیجا گیا تھا۔ اور اب تک واپس نہیں ہوا۔

۱۳:۔ متفرق مکتوبات

ان فارسی مکاتیب کا بھی ایک مجموعہ محفوظ ہے جو سید صاحب نے اپنے ساتھیوں اور مریدوں کو لکھے تھے یہ تمام خطوط سید صاحب کے خلیفہ مولوی نصیر الدین صاحب نے جمع کئے تھے۔ یہ نسخہ بھی مولانا آزاد مرحوم نے طلب فرمایا تھا جو ۱۹۵۰ء میں واپس آگیا اور اب تک محفوظ ہے

۱۴:۔ **ملحمات احمدیہ** اس نام کا ایک نسخہ کتب خانہ کی فہرست

Marfat.com

میں درج ہے جو مولانا آزاد کی فرمائش پر دہلی بھیجا گیا تھا۔ مگر واپس نہیں آسکا۔ اس لئے اس کے متعلق کچھ نہیں جا سکتا ہے۔[۱]

غلام رسول مہر نے اپنی تاریخ سید احمد شہید میں اس کے متعلق لکھا ہے

"اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ مصنفہ ابوالمظفر مولوی نجف علی ابن ....

مولوی نجف علی صاحب جھجر کے باشندے تھے ٹونک گئے اور وہاں سید صاحب کے حالات سے رئیس کا شغف دیکھا تو عربی زبان میں سید صاحب، شاہ اسمٰعیل شہید مولانا عبدالحی، اور شاہ محمد اسحاق کے حالات لکھ دیئے[۲]"

۱۵:- ظفر نامہ

منظومہ مولانا باقی بہت نادر قدیم اور اہم نسخہ ہے تاریخی اعتبار سے تیموری شان اور جہانگیر عظمت کی ایک دلچسپ داستان بھی ہے۔ ادبی لحاظ سے بھی ایک شاہکار ہے۔ ایک ایک شعر مولانا باقی کی قادر الکلامی کا آئینہ دار ہے۔ مولانا نے اپنی یہ تخلیق چالیس سال میں مکمل کی تھی۔ اور شعر کو برائے شعر نہیں۔ بلکہ ایک خاص جذبے سے لکھا ہے۔ اس لئے ظفر نامہ تاریخی اور ادبی دونوں حیثیتوں سے ایک شاہکار ہے۔ یہ نسخہ ۹۷۶ھ مطابق ۱۵۶۸ء کا منقولہ شیخ عبدالبری کا نوشتہ ہے

---

[۱] غلام رسول مہر نے اپنی تصنیف میں ملہمات احمدیہ کا ذکر نہیں کیا پتہ نہیں موصوف کو یہ دستیاب ہوئی یا نہیں۔ یہ کتاب فارسی تصنیف ہے۔ خود سید احمد شہید سے منسوب ہے اور جس نام ملہم الالہام رسالہ کا غلام رسول مہر نے اپنی تصنیف کے ماخذ میں ذکر کیا ہے۔ وہ عربی میں ہے دونوں کے مصنفین بھی الگ الگ ہیں۔ تصوف کے ذخیرہ میں بھی ایک مخطوطہ صحبات احمدیہ مصنفہ مولوی الہی بخش محفوظ ہے۔ مولوی صاحب موصوف سید صاحب کے مرید تھے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ملہمات احمدیہ مصنفہ سید صاحب اور مولوی الہی بخش کی تصنیف میں کیا فرق تھا اس لئے کہ تصنیف سید صاحب سے منسوب ہے، ابھی تک ہمارے پاس واپس نہیں آئی

[۲] تاریخ سید احمد شہید

[۳] Catalogue of Persian Manuscripts of Panjab University Library by [illegible] PP. 1397-1401, [illegible] P. 800

Marfat.com

۱۶:- نادر نسخہ تاج محل

کتاب کا اصل نام تاج گنج ہے جہاں تک پتہ چلا ہے یہ نسخہ غیر مطبوعہ ہے نسخۂ ہذا میں مصنف و کاتب کسی کا نام تحریر نہیں ہے۔ شروع میں شاہجہاں، اس کی اولاد اور اس کی محبوب بیگم ممتاز کے کچھ حالات ہیں۔ اس کے بعد تاج محل کی تعمیر کے بلا مصارف کا تفصیلی ذکر ہے۔ اور اس کی تعمیر سے متعلق ہر چیز کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں پتھروں کے اقسام، ان کی قیمت اور معماروں، زرنگاروں، مصوروں اور نقاشوں کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے۔ کاغذ کی ساخت اور کتابت سے مترشح ہوتا ہے کہ زیادہ قدیم نہیں ہے بلکہ کسی نسخہ کی نقل ہے جو اب ناپید ہے اور یہ بھی کمیاب ہے اور اب تک غیر مطبوعہ ہے [1]

---

[1] برٹش میوزیم میں بھی اس کا ایک قلمی نسخہ محفوظ ہے جو اٹھارھویں صدی عیسوی کے آواخر میں نقل کیا گیا تھا جس میں تاج محل کے متعلق مصارف کا ذکر اور ممتاز محل کا حال، اس کی موت پر شاہجہاں کے اشعار اور سکندرہ کے متعلق بھی کچھ نوٹس ملتے ہیں۔ یہ پتہ نہیں کہ دونوں ایک ہی نسخہ کی نقل ہیں یا مختلف نسخوں کی؟ ہمارے ہاں کا نسخہ بھی اٹھارھویں صدی ہی کا نوشتہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نسخے کا ذکر کیٹیلاگ (Catalogue of British Museum (Vol I)) میں صفحہ ۲۳ پر کیا گیا ہے ——— اس کا ایک قدیم نسخہ کتب خانہ دارالمصنفین میں بھی ہے۔

Marfat.com

شوکت علی خاں ڈائریکٹر عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک

ٹونک کے تاریخی مخطوطات

قسط دوم

(۱) طبقاتِ شاہجہانی

مصنفہ محمد صادق - اس میں ۸۷۱ مشاہیر فضلاء و علماء، اکابر شعراء، اُدباء، مصنفین اور صوفیاء کرام کا بیش بہا تذکرہ ہے جس میں سوانحی اور تاریخی حالات کے علاوہ سلوک، تصوف اور تہذیب و ثقافت کی جلوہ نمائیاں بھی ہیں۔ یہ گراں مایہ تذکرہ دس طبقات پر مشتمل ہے جن میں تیمور اور اس کے جانشینوں کے دور کے تمام مشاہیر ارباب علم و فضل کے حالات اور ان کے کارہائے نمایاں اور خدمات کا تذکرہ ملتا ہے - طبقات مندرجۂ ذیل ادوار پر مشتمل ہیں -

(۱)	تیمور	۷۷۰-۸۰۷ھ	مطابق	۱۳۶۹-۱۴۰۵ء
(۲)	میران شاہ و شاہ رخ	۸۰۷-۸۵۰ھ	"	۱۴۰۵-۱۴۴۶ء
(۳)	مرزا سلطان محمد اور الغ بیگ	۸۵۰-۸۵۳ھ	"	۱۴۴۷-۱۴۴۹ء
(۴)	ابوسعید	۸۵۳-۸۷۳ھ	"	۱۴۵۰-۱۴۶۹ء
(۵)	عمر شیخ	۸۷۳-۸۹۹ھ	"	۱۴۶۹-۱۴۹۴ء
(۶)	بابر	۹۰۰-۹۳۷ھ	"	۱۴۹۵-۱۵۳۰ء
(۷)	ہمایوں	۹۳۷-۹۶۳ھ	"	۱۵۳۱-۱۵۵۶ء
(۸)	اکبر	۹۶۳-۱۰۱۴ھ	"	۱۵۵۶-۱۶۰۵ء
(۹)	جہانگیر	۱۰۱۴-۱۰۳۷ھ	"	۱۶۰۵-۱۶۲۷ء
(۱۰)	شاہجہاں	۱۰۳۷-۱۰۴۶ھ	"	۱۶۲۷-۱۶۳۶ء

۵ مطبوعہ معارف جولائی ۱۹۶۷ء شمارہ ۱ جلد ۱۰۲ جو ضروری اضافات و ... اور قدرے تغیر و تبدیل کے ساتھ کتاب ہذا میں شامل کیا جا رہا ہے

Marfat.com

تک سن تصنیف کا پتہ چلتا ہے۔ اغلب یہ ہے کہ سنہ ۱۰۴۶ھ مطابق سنہ ۱۶۳۶ء میں مکمل ہوا۔ کیونکہ اس کے بعد کے حالات نہیں ہیں۔ یا اس کے بعد مصنف کا انتقال ہوگیا یا کچھ ایسے وانع پیش آئے۔ جن کی بنا پر مصنف آگے نہیں لکھ سکا۔ ایتھ کے نزدیک سنہ ۱۰۴۶ھ مطابق سنہ ۱۶۳۶ء کے قریب قریب یہ مخطوطہ ترتیب دیا گیا ہوگا[۱]۔ اس کے ۲۱ برس بعد تک شاہجہاں سریرآرائے سلطنت رہا۔

شاہجہاں کا دور سنہ ۱۶۲۷ء سے سنہ ۱۶۵۸ء تک ہے اور اس مخطوطہ میں صرف ابتدائی دس سال کا حال ملتا ہے۔ اگر سن تصنیف سنہ ۱۰۴۶ھ مطابق سنہ ۱۶۳۶ء مان بھی لیا جائے تو سن کتابت نہیں ملتا لیکن شان خط، کاغذ کی ساخت اور طلائی تزئین دور شاہجہانی کی نشان دہی کرتی ہیں۔ میری حقیر رائے میں یہ جس نسخہ سے نقل کیا گیا ہے وہ نسخہ شاہجہانی دور کا نوشتہ ہونا چاہیئے۔

اسٹوری نے اپنی کتاب تاریخ ادب فارسی

میں لکھا ہے کہ طبقات شاہجہانی کے مصنف محمد صادق نے اپنے بھائی ملا محمد یوسف کشمیری (م سنہ ۱۰۳۳ھ ۱۶۲۳ء) کو عہد جہانگیری کے شعراء میں شامل کیا ہے جو محمد صادق ہمدانی، مصنف کلمات الصادقین کے بعینہٖ مشابہ ہے محمد صادق ہمدانی کو تاریخ محمدی میں مولانا صادق کشمیری کے نام سے موسوم کیا گیا ہے[۲]۔

۱۔ Catalogue of persian N158 in The Library of The India office vol 1 By Herman Eth M.A Phil P.P. 705

۲۔ P-976 a Kalimatus-Sadikin 3:16 of. autherities quated in Tarikh muhammadi fol 46 where it is ascribed To molalana Sadik. kashmiri probably The author of The Tubqta Shahjahani (1309)

Marfat.com

طبقاتِ شاہجہانی سے اخذ کرتے ہوئے ریو نے لکھا ہے کہ محمد صادق تقریباً ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۹۱ء میں پیدا ہوئے۔ اور دہلی میں رہے یہیں وہ ملا کامی متوفی ۱۰۱۶ھ اور شیخ حسین کامگار متوفی ۱۰۱۰ھ سے ملا اور شاہ عبدالحق دہلوی کے شاگرد ہوئے[1]

مصنف طبقات نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان کے نانا حاجی محمد ہمدانی ملتان گئے۔ پھر دہلی میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور یہیں ۱۰۰۶ھ مطابق ۱۵۹۷ء میں انتقال کیا۔ اپنے ایک تذکرہ سلسلۃ الصادقین کا بھی حوالہ دیا ہے اور ماثر جہانگیری لکھنے کا بھی ارادہ ظاہر کیا ہے[2]

یہ نہایت نادر نسخہ ہے جو اب تک معلوم کیا جا سکا ہے اور غیر مطبوعہ ہے۔ اس کے دوسرے نسخے بہت کمیاب ہیں۔ میرے علم میں اس نسخہ کی چار نقلیں مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں ایک آصفیہ کتب خانہ میں ہے[3] دوسری انڈیا آفس کتب خانہ میں[4] تیسری برٹش میوزیم میں[5] اور چوتھی ٹونک میں[6]

نسخہ زیر بحث بہ لحاظ قدامت، خطاطی، اور تاریخی مواد نہایت اہم اور نادر ہے۔ اس لئے کہ یہ ٹونک ہی کے قدیم مطلا نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ نسخہ کتب خانہ وزیری کا ہو یا نواب صاحب کے کسی ذاتی نسخہ کا مکتوبہ ہو۔ ہمارا نسخہ بیسویں صدی کا مکتوبہ ہے۔ اس پر اب تک کام نہیں کیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے اس کو ایڈیٹ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور ان سے اس کے عکسی نسخے منگوائے ہیں اہل علم سے استدعا ہے کہ ان کو اس نسخہ کے بارے میں جو معلومات ہوں ان سے براہِ کرم راقم کو مطلع فرمائیں۔

---

1. برٹش میوزیم کیٹلاگ۔ مرتبہ ریو ص ۱۰۰۹
2. اسٹوری ص ۹۰۵ و ۱۱۰۱
3. کتب خانہ آصفیہ جلد ۲ ص ۲۲۶ نوشتہ ۱۱۵۶ھ سرکار
4. فہرست کتب خانہ انڈیا آفس ص ۳۶۲ و ۴۰۵
5. برٹش میوزیم ریو ص ۱۰۰۹ جلد سوم
6. سعیدیہ کتب خانہ ٹونک فن تاریخ۔ مولوی محمد عمران خاں ٹونکی

Marfat.com

(۲) خلاصۃ التواریخ

اس کے مصنف منشی سبھان رائے بھنڈاری ہیں۔ پٹیالہ میں پیدا ہوئے اس نسخہ کی مختلف ترقیموں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ زیادہ تر سرکاری عہدے داروں کے منشی رہے۔ ریو اور ایتھ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ہندی اور سنسکرت میں بھی ماہر تھے۔ اور خطاطی منشی گری اور انشار پردازی میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے ریو کے مطابق خلاصۃ التواریخ کے علاوہ خلاصۃ الانشاء بھی ان ہی کی تصنیف ہے جو بہت نایاب ہے۔ اس کے کچھ اجزا برٹش میوزم میں محفوظ ہیں[۱]۔

خلاصۃ التواریخ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے چالیسویں جلوس ۱۱۰۷ھ مطابق ۱۶۹۵ء میں بڑی کاوش اور محنت سے لکھی گئی یہ ہندوستان کی مکمل تاریخ ہے۔ ابتدائے آفرینش سے عالمگیر تک کے حکمرانوں کے مختصر حالات اور تاریخی واقعات کے ساتھ اس عہد کی تمدنی اور معاشرتی جھلکیاں اور معاشی تبصرے بھی دلچسپ انداز میں ملتے ہیں۔ ادوار کی ترتیب کے ساتھ پوری ہندوستان کی تاریخ بڑے اچھے انداز میں اور بڑی جامعیت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ اختصار سے ضرور کام لیا گیا ہے مگر اہم اور تاریخی و سیاسی واقعات چھوٹنے نہیں پائے ہیں۔

اس کے مختلف نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ایم ظفر حسن نے ۱۹۱۸ء میں اس کو ایڈٹ کیا ہے۔ لیکن سیر المتاخرین کا مقدمہ بھی خلاصۃ التواریخ کے ایڈیشن سے منسوب کر دیا ہے[۲]۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں سرجادوناتھ سرکار نے اس مخطوطہ کے کچھ حصوں کا ترجمہ جو ۱۲۲ صفحات پر مشتمل ہے شائع کیا ہے جو ظفر حسن کے ایڈیشن سے صفحہ ۲۸ سے صفحہ ۸۳ تک کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے اسی طرح ایلیٹ نے جلد ہشتم میں صفحہ ۵ سے صفحہ ۱۲ تک اس کتاب کی ببلوگرافی (تاریخی تبصرہ) لکھی ہے۔ بیوریج نے بھی چند اوراق میں اس مخطوطہ پر تبصرہ کیا ہے[۳]۔

---

[۱] اسٹوری ۴۵۷ و ریو جلد اول ۲۲۹ و جلد سوم ۱۰۱۷

[۲] Journal of Royal Asiatic Society 1894 PP 732-56 [۳] ایضاً

Marfat.com

جہاں تک میرے علم میں ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے ابھی تک نہ اس پر کام کیا ہے اور نہ انگریزی ترجمہ کیا ہے البتہ میر شیر علی افسوس نے "آرائش محفل" کے نام سے اردو میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔ جو طبع بھی ہو چکا ہے۔

یہ اہم کتاب اپنی نوعیت کی ایک بیش بہا تاریخ ہے جو گوناگوں دلچسپ معلومات پر مشتمل ہے۔ ہمارے ذخیرہ کا نسخہ بارھویں صدی ہجری کا نوشتہ معلوم ہوتا ہے کاغذ قدیم بادامی کرم خوردہ اور خط شکستہ ہے جس کا رواج اکبر کے دور میں زیادہ تھا لیکن جہانگیر سے عالمگیر تک کم ہو گیا تھا اور اس کی جگہ خط نستعلیق نے لے لی تھی عالمگیر کے آخری عہد میں پھر خط شکستہ کا رواج زور پکڑ گیا تھا۔ اس لیے یہ نسخہ مغلیہ دور کے آخری زمانہ کا نمونہ معلوم ہوتا ہے۔ کاتب نے ترقیمہ میں سن کتابت اور اپنا نام نہیں لکھا ہے۔

(۲) تاریخ گزیدہ

تاریخ گزیدہ مصنفہ حمد اللہ مستوفی بن ابی بکر بن احمد بن نصر مستوفی قزوینی المتوفی ۷۵۰ھ تاریخ اسلام پر ایک جامع اور بصیرت افروز کتاب ہے جس میں ابتدائے آفرینش سے ۷۳۰ھ سال تالیف تک کے حالات اور واقعات درج ہیں۔ کتاب چھ ابواب ایک ابتدائیہ اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ ابتدائیہ میں ابتدائے آفرینش پر بحث کی گئی ہے۔ باب اول میں انبیاء کرام کا تذکرہ ہے۔ باب دوم میں سلاطین ماقبل اسلام کے احوال ہیں۔ باب سوم میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام اور تابعین کا تذکرہ اور بنو امیہ اور بنی عباس کے حالات ہیں۔ باب چہارم میں اسلامی دور کے سلاطین کو بارہ طبقات میں منقسم کر کے ان کے حالات ہیں۔ باب پنجم میں ائمہ، علماء اور مشائخ کا ذکر ہے۔ باب ششم میں قزوین کے حالات ہیں جو سب سے مختصر ہے۔ اس کا ترجمہ مسٹر باربیر ڈی مینارڈ نے ایشیاٹک سوسائٹی جرنل میں کیا ہے[1]۔ اس کتاب کے خاتمہ پر بطور تتمہ ایک باب ہے جس میں اولیاء کرام اور سلاطین کے انساب کا بیان ہے۔

۱؎ برٹش میوزیم [illegible] ریو حصہ اول ص [illegible]

Marfat.com

"تاریخ گزیدہ کا جو نسخہ ہمارے ادارے میں محفوظ ہے وہ باب پنجم کی فصل پنجم تک ہے گویا اس میں ایک فصل کم ہے۔ اور باب ششم جو قزوین سے متعلق ہے اور خاتمہ اس میں نہیں ہے۔ تاریخ کتابت اور کاتب کا نام اس نسخہ میں مرقوم نہیں ہے لیکن رسم الخط اور قلم کی روش سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سولھویں صدی عیسوی کا نوشتہ ہے اس لئے کہ اس کے زیادہ تر نسخے سولھویں صدی کے اواخر اور سترھویں صدی کے اوائل کے لکھے ہوئے ملتے ہیں چنانچہ برٹش میوزیم میں ایک نسخہ ۱۵۱۸ء کا نوشتہ اور بقیہ تین نسخے سولھویں صدی عیسوی کے مکتوبہ ہیں[۱]۔

(۴) حبیب السیر

حبیب السیر مصنفہ غیاث الدین بن ہمام الدین المدعو خواند میر تاریخ کی ایک جامع کتاب ہے جو تین حصوں پر منقسم اور ہر حصہ چار اجزاء پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں شیاطین واجنہ کا دوسرے میں انبیاء کرام اور مفکرین کا حال ہے تیسرے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مقدسہ اور غزوات وغیرہ اور چوتھے جزو میں خلفاء راشدین کے حالات ہیں۔

حبیب السیر تہران اور بمبئی سے شائع ہو چکی ہے اس کے متعلق مورلے اور ایلیٹ نے بہت کچھ بحث کی ہے[۲]۔ ہمارے ادارہ میں اس کا جو نسخہ محفوظ ہے وہ ۱۰۶۴ھ کا نوشتہ ہے۔

(۵) خلاصۃ الاخبار۔

مصنفہ غیاث الدین بن ہمام الدین خواند میر المتوفی ۹۴۲ھ مصنف نے یہ کتاب ۹۰۵ھ میں میر علی شیر وزیر سلطان حسین مرزا کے لئے تصنیف کی تھی۔ جو ایک مقدمہ، دس مقالات

---

[۱] برٹش میوزیم کیٹیلاگ مرتبہ ریو ج ۱ ص ۸۲ ۔ معارف و تاریخ گزیدہ کے ایک قدیم نسخے مملوکہ محمد الدولہ حاجی زیاد مرزا کا عکس اڈورڈ براؤن نے ۱۹۱۰ء میں گب میموریل سیریز کے سلسلہ میں لندن سے شائع کیا تھا اور انگریزی میں اس کا مبسوط مقدمہ اور کتاب کے مندرجہ اسماء رجال وقبائل اور کتابوں کا انڈکس ایک مستقل جلد میں شائع کیا۔

[۲] انڈیا آفس لائبریری کیٹیلاگ۔ مرتبہ ایتھے ج ۱ ص ۸۲

Marfat.com

اور ایک تتمہ پر مشتمل ہے پیش نظر نسخہ اس کا مکمل نسخہ ہے اس کا ترجمہ میجر ڈیوڈ پرائس نے انگریزی میں کیا ہے اور اس نسخہ پر مشہور فہرست نگاروں نے بحث کی ہے۔[1]

اس کے مقدمہ میں تخلیق و تکوین کائنات پر بحث ہے۔ پہلے مقالہ میں انبیاء کرام کا ذکر ہے دوسرے میں یونانی حکماء کا حال ہے۔ تیسرا مقالہ شاہان عرب و عجم پر ہے چوتھے مقالہ میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہے۔ پانچویں مقالہ میں خلفاء راشدین اور ائمہ کرام، چھٹے میں خلفاء بنو امیہ، ساتویں میں خلفاء عباسی اور آٹھویں میں ان کے مختلف خاندانوں کے حالات ہیں نویں میں چنگیز خاں اور ان کی نسل دسویں میں تیمور اور اس کے اسلاف کا حال ہے۔ اس کا تتمہ ہرات اور اس کے مشاہیر کے حالات پر مشتمل ہے۔[2]

اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ برٹش میوزیم میں ۱۰۲۷ھ کا مخطوطہ ہے ہمارے یہاں کا نسخہ ۱۰۸۰ھ مطابق ۱۶۶۹ء کا مکتوبہ ہے باقی کئی نسخے بارھویں صدی ہجری کے مکتوبہ ملتے ہیں۔

(۶) نگارستان

مصنفہ محمد احمد المعروف بہ قاضی احمد غفاری تاریخ ایران پر ایک نایاب کتاب ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعود سے دسویں صدی ہجری کے اوائل تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس میں ایران کے مختلف حکمرانوں، خاندانوں اور ان کے عہد کے واقعات اور مشہور داستانوں کو نظم میں لکھا گیا ہے اور شاہ طہماسپ شاہ ایران کے نام معنون کیا گیا ہے اس کا سن تصنیف ۹۵۹ھ ۱۵۵۲ء ہے تاریخی مادہ "نگارستان وافم" سے نکلتا ہے۔[3]

دنیا کے جن جن کتب خانوں میں اس کے نسخے محفوظ ہیں، اسٹوری نے ان کا حوالہ دیا ہے۔[4] اور کرافٹ کے کیٹلاگ میں اس کا تفصیلی ذکر ہے۔[5]

Elliot P.106, Bodleian col No. 83 to 86, History of India vol. IV P.14, Rieu - i. P. 96, Morley. P. 38

[1] فہرست انڈیا آفس لائبریری۔ ایتھے۔ ۲۴ [2] ریو ج ۱ ص ۱۰۶
[3] پرشین لٹریچر از سی۔ اے۔ ایس۔ اسٹوری ص ۱۱۲ [4] ... [5] کرافٹ کیٹلاگ ص ... واورینٹل کالج میگزین شمارہ ... ۱۹۳۶

Marfat.com

مصنف نے اس کتاب کے علاوہ ایک اور کتاب الموسوم بہ جہمان ادا لکی بی حرمین شریفین کی زیارت سے مراجعت سے دیبل سندھ میں ۹۷۵ھ میں انتقال کیا ۔نگارستان کے متعلق ریو کی کیٹیلاگ کے علاوہ مورلے کے کیٹیلاگ الیٹ کی ہسٹری جلد دوم ص ۵۰۴ اور پیرس برگ کے کیٹلاگ میں خاصی تفصیل ملتی ہے ۔اس کا ترجمہ ترکی میں ہوا تھا ۔جس کا مسودہ محفوظ ہے ۔اور اب تک طبع نہیں ہو سکا ہے[۵]

(۷) بہجۃ العالم (فارسی)

مصنفہ حکیم مہارت خاں اصفہانی ہندوستان کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے زمانے تقریباً ۱۲۱۱ھ م ۱۷۹۶ء کی تصنیف ہے اس میں تمام شہروں کے مختصر جغرافیائی حالات ہیں ۔کرماں شوشتر سیستان ، قندھار ، غزنی ، لاہور ، دہلی ، آگرہ اور روم ، یروشلم وغیرہ کے حالات کسی قدر تفصیلی ہیں ، صوبجات ہند کا حال مرآۃ العالم سے ماخوذ ہے ۔یہ ایک قسم کی جغرافیا میز تاریخ ہے ۔اسی میں ایک کتاب روضات الاعوام مجلد ہے جو جغرافیہ کی عربی کتابوں تحفۃ الاحباب اور خریدۃ العجائب سے ماخوذ اور اس کا ترجمہ ہے۔

یہ کتاب کئی حصوں میں منقسم ہے ۔پہلے حصہ ذکر از بلاد متفرقہ میں روی ممالک کا حال ہے ۔جو "ہشت بہشت" سے ماخوذ ہے ۔اسی کے ساتھ ہندوستان کا ذکر ہے جو آئین اکبری سے ماخوذ ہے اسی طرح مختلف صوبجات اور شہروں کے حالات "انیس العارفین" سے لئے گئے ہیں ۔

دوسرا حصہ ذکر از بعض عجائب جزائر" میں عجائب الغرائب کا ذکر عجائب المخلوقات سے ماخوذ ہے ہمارے ذخیرہ کے "بہجۃ العالم" اور "روضۃ الافراح" کے نسخے ایک ہی جلد میں مجلد ہیں ۔بہجۃ العالم کا نسخہ ۱۲۷۵ھ کا مکتوبہ ہے کاتب کا نام غلام علی القریشی ہے ابھی تک اس کے تراجم ، طباعت و اشاعت کا پتہ نہیں چل سکا قارئین کرام سے استدعا ہے کہ اس کے بارہ میں فراہم شدہ معلومات سے راقم کو آگاہ فرمائیں[۵]

[۵] برٹش میوزیم کٹیلاگ مرتبہ ریو ج ۱ ص ۱۰۶ — [۶] انڈیا آفس کٹیلاگ مرتبہ ایتھے ج ۱ ص ۵۰۰

Marfat.com

(٨) تحفۃ العالم (فارسی)

عبداللطیف بن ابی طالب بن نورالدین بن نعمت اللہ الحسنی الموسوی الشوشتری مصنفہ ۱۲۱۵-۱۶ھ

اس کتاب میں مصنف نے اپنے وطن شوشتر اور اس کے پرگنوں کے حالات کے علاوہ اپنے سوانح بھی بیان کئے ہیں اور ہندوستان میں انگریزی سلطنت کی ابتدا، قیام اور توسیع کی بھی کچھ جھلکیاں ملتی ہیں اور انگریزی آداب مجالس، طور وطریق، اور امریکہ و یورپ کے مشہور شہروں کا بھی ذکر ہے۔ ہندوستان کی تاریخ یہاں کی معاشرت اور دوسرے دلچسپ حالات نسبتاً زیادہ ہیں۔ اس طرح یہ کتاب تاریخ، جغرافیہ اور معاشرت مختلف قسم کی معلومات پر مشتمل ہے۔

مصنف نے یہ کتاب اپنے ذی شان دوست میر عالم بہادر وزیر اعظم دولت نظامیہ دکن کے نام معنون کی۔ آخر میں وہ حیدرآباد سے ایران واپس چلے گئے۔ تحفۃ العالم ۱۸۴۷ء میں بمبئی میں چھپ چکی ہے ہمارے کتب خانہ کا نسخہ ۱۲۲۳ھ م ۱۸۰۸ء کا نوشتہ، نہایت دیدہ زیب، مزین، مطلا اور مذہب ہے۔ کاغذ سفید، لوح کتاب مطلا، مینا کاری آسمانی رنگ، کاتب کا نام شیخ عبداللہ عرف امیرالدین خلف عنایت اللہ ہے۔ ترقیمہ میں کاتب کا نام، سن کتابت، مقام کتابت (سورت) لکھا ہوا ہے آخر میں ایک مہر بھی ہے جو پوشیدہ ہے۔

(٩) تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس (جلد دوم عربی)

قاضی حسین بن محمد الدیار البکری المالکی متوفی ۹۶۶ھ کی مشہور تصنیف ہے جو مکہ مکرمہ کے جید عالم تھے یہ ایک مقدمہ تین ارکان اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے مقدمہ اور ارکان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت، ہجرت اور دوسرے تاریخی حالات بیان کئے گئے۔ خاتمہ میں خلفاء راشدین اور اموی اور عباسی خلفاء کے حالات ہیں۔[۵۱]

ہمارے یہاں دونوں جلدیں مخطوط ہیں جو الگ الگ سنین کی مرقومہ ہیں جلد اول ۱۰۹۶ھ کی نوشتہ ہے اس کے کاتب کا نام علی بن سلمان بن ابراہیم ہے اس جلد میں ۸۰۰ ھ کا ہے حالات ملتی ہیں

۵۱ انڈیا آفس کیٹلاگ - مرتبہ ایتھے ...

Marfat.com

جلد دوم ۱۳۰۱ھ کی نوشتہ ہے۔ اس میں ۵ھ سے سلطان مراد ثالث تک کے حالات ہیں اس جلد کے ترقیمہ میں کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہے۔ لیکن طرز کتابت، روش قلم اور شان خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسری جلد بھی علی بن سلمان ہی کے قلم کی ہے۔ یہ کتاب متعدد بار مصر وغیرہ سے چھپ چکی ہے

(۱۰) تاریخ چین (اردو)

کارکن مصنف جوہرِ اخلاق و مترجم عدالت دیوانی صدر کلکتہ کی مصنفہ ہے۔ مولانا محمد عمران خاں اس کتاب کے بارے میں رقمطراز ہیں۔ کہ

"یہ ممالک چین کی مکمل تاریخ ہے جس میں طوفان نوح سے لے کر ۱۸۴۲ء تک کے حالات و واقعات قلمبند کئے گئے ہیں"

یہ نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں حدود مملکت چین، اس کے صوبجات اور ان کے معاشرتی، تاریخی اور سیاسی حالات و واقعات ہیں۔ دوسری جلد میں حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر تمام شاہان خطا کا ذکر ہے۔ اور ان ممالک و جزائر کا حال بھی ہے جو سلطنت خطا میں شامل یا اس کی خراج گزار تھے۔

نسخہ ہٰذا کے ترقیمہ میں سن کتابت ۱۲۷۱ھ دیا ہوا ہے لیکن کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہے کاغذ سفید۔ کرم خوردہ، شکستہ ہے۔ یہ کتاب ۱۸۵۲ء میں کلکتہ سے اور ۱۸۶۵ء میں دار العلوم میرٹھ سے طبع ہو چکی ہے

(۱۱) تاریخ ہندوستان (فارسی)

یہ تاریخ حقی کے نام سے زیادہ مشہور ہے سلطان معز الدین محمد بن سام سے لے کر اکبر اعظم تک کے حالات پر مشتمل ہے مصنف مولوی عبد الحق نے مقدمہ میں اپنا تخلص حقی بتایا ہے۔ اس نسبت سے اس کتاب کا نام تاریخ حقی ہے۔ عبد القادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں اور بختاور خاں نے مرآۃ العالم میں حقی کے حالات لکھے ہیں۔

Marfat.com

فاضل مورخ نے اس کتاب کی تصنیف میں اپنے ذاتی مشاہدات اور زبانی روایات دونوں ہی سے کام لیا ہے۔ آخر میں لکھا ہے۔ کہ خاطر خواہ ماخذ اور ذرائع نہ ملنے کی وجہ سے دکن کی تاریخ ۱۹۳۷ء سے آگے نہیں لکھ سکے۔ لیکن سندھ اور کشمیر کے رؤسا کے حالات تحریر کئے ہیں۔ اس شعر سے اس کا سن تالیف نکلتا ہے:۔

نا قص چو افتاد سال تاریخش را ۔۔۔ از ذکر ملوک یازدہ ناقص کن

ذکر ملوک کے کل اعداد ۱۰۱۶ ہوتے ہیں اس میں سے گیارہ نکالنے کے بعد ۱۰۰۵ باقی رہتے ہیں اور یہی سن تالیف[1] ہے۔ ہمارے یہاں کا نسخہ اخوند قائم الدین بن اخوند غلام حیدر کا نوشتہ ہے جو مشہور خطاط تھے۔ کاتب نے ترقیمہ میں تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے۔

تاریخ مدینہ (فارسی)

مصنف نامعلوم الاسم اول و آخر سے ناقص ہے۔ اور آخر کے کئی باب کم ہیں اس میں سترہ باب ہیں اور ہمارے یہاں کے نسخہ میں کل پانچ باب[2] ہیں۔

(۱۲) تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابو حنیفہ

جلال الدین سیوطیؒ، کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی۔

(۱۳) تاریخ صوبجات ہند (فارسی)

اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف اصل کتاب کا مسودہ صاف نہیں کر سکے۔ خط شکستہ ہے میں نے اس کو جستہ جستہ دیکھا ہے مکمل مطالعہ نہیں کر سکا ہوں۔ کتاب کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے اقالیم عالم کی تقسیم پھر صوبہ جات ہند کی تفصیل ہے۔ اور شاہان مغلیہ کی مشہور عمارتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان کے مصارف کی تفصیل دی گئی ہے۔ تاج محل سے متعلق حصہ تاریخ تاج گنج (جس کا ذکر مضمون کی پہلی قسط میں آچکا ہے) کے متن سے ملتا جلتا ہے دونوں میں تاج محل کی تاریخ

[1] بحوالہ ... ۱۰۰۵ [illegible]

[2] فہرست ... ادارہ تحقیقات علوم ... [illegible]

Marfat.com

اس کے مصارف اور نوادر کا ذکر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ تاریخ تاج گنج سے یا تاج گنج اس سے ماخوذ ہے کتاب کے اول آخر صفحہ پر ایک مہر ثبت ہے جس میں ظہور علی ۱۲۲۴ھ کندہ ہے۔ آخر میں اکبر کی وفات اور سکندرہ کی تعمیر کا بیان ہے[۵۱]

(۱۴) چہار گلشن (فارسی)

رائے چتر من کائستھ کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔ یہ ایک ضخیم تاریخ ہے جو ابتدا سے لے کر ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۷۵۹ء تک ہندوستان کے تاریخی حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کا سن تالیف موصوف کے مرتبہ مادہ "چتر من نیک گلشن" سے نکلتا ہے۔

موصوف نے وزیر غیاث الدین خان کی فرمائش پر احمد شاہ ابدالی کے دوسرے حملے کے دوران یہ کتاب لکھی تھی۔ اس کی تدوین کے بعد ہی مورخ کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے ان کے پوتی رائے زادہ چندر بھان منشی کائستھ نے ۱۲۰۴ھ مطابق ۱۷۸۹ء میں اس کو مرتب کر کے، ایک مقدمہ کا اضافہ کیا۔

چہار گلشن کے نام کی مناسبت سے یہ چار گلشنوں میں منقسم ہے[۵۲] گلشن اول میں صوبہ جات ہند اور گلشن دوم میں دکن کے صوبوں کا بیان ہے۔ گلشن سوم میں دہلی سے ہندوستان کے دوسرے مقامات تک جو سڑکیں، راہیں اور شاہراہیں جاتی ہیں ان کا ذکر ہے۔ اور گلشن چہارم میں مسلم اور ہندو فقرا کا تذکرہ ہے۔ چہار گلشن کے کچھ حصوں کا ترجمہ سر جادو ناتھ سرکار نے اپنی انگریزی کتاب "اورنگ زیب کا ہندوستان" میں کیا ہے[۵۳]۔ ایلیٹ نے بھی اپنی کتاب میں اس کے بارے میں مختصراً لکھا ہے[۵۴]

[۵۱] اس مخطوطہ کے بارے میں پہلی قسط میں لکھا جا چکا ہے کہ اس وقت تاریخ تاج گنج سے اس کا مقابلہ نہیں کیا گیا تھا۔ دونوں نسخوں میں یہ نسخہ اقدم معلوم ہوتا ہے۔ پہلی قسط میں سہواً دور اکبری کا نوشتہ لکھ دیا گیا ہے اصل میں یہ دور شاہجہانی کے اواخر یا عہد عالمگیری کے اوائل کے نوشتہ نسخہ کی نقل معلوم ہوتا ہے براہ کرم اس کی صحت کر لی جائے۔

[۵۲] ریو نے اپنی کیٹلاگ میں گلشن کے بجائے چمن لکھا ہے۔ ریو ج ۳ ص ۹۰۹

[۵۳] (The India of Aurangzeb) از سر جادو ناتھ سرکار ص ۸۰ - ۱۲۳

[۵۴] ہسٹری آف انڈیا (انگریزی) ایلیٹ ج ۸ ص ۲ ۲۵۵

Marfat.com

چہار گلشن کے خطی نسخے مختلف کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ برٹش میوزیم میں انیسویں صدی عیسوی کا نوشتہ نسخہ ہے۔ اور انڈیا آفس لائبریری میں اٹھارھویں صدی عیسوی کا مکتوبہ بالڈون میں ۱۲۰۳ھ مطابق ۱۷۸۹ء کا لکھا ہوا۔ بانکی پور میں انیسویں صدی عیسوی کا، اور کتب خانہ آصفیہ میں تیرھویں صدی ہجری کا مکتوبہ ہے

ہمارے ادارہ میں نسخۂ ہٰذا کی تاریخ کتابت درج نہیں ہے لیکن یہ تیرھویں صدی ہجری کا مرقومہ معلوم پڑتا ہے۔ اس لئے کہ اس نسخہ پر نواب وزیر الدولہ بہادر خلد مکانی فرماں روائے دوم ٹونک (۱۲۵۰ھ - ۱۲۸۱ھ) کی مہر ثبت ہے[51]

(۱۵) حدیقۃ الاقالیم (فارسی)

یہ ایک جغرافیائی کتاب ہے۔ لیکن اس میں کہیں کہیں تاریخی حالات و واقعات دیئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ جغرافیہ اور تاریخ دونوں پر محیط ہے۔ مرتضیٰ حسین مخاطب بہ اللہ یار عثمانی بلگرامی نے شاہ عالم ثانی کے عہد حکومت میں اس کو تصنیف کیا۔ اس میں ساتوں اقالیم کا مفصل ذکر ملتا ہے اور ہر اقلیم کے مشاہیر علماء اور حکماء کے حالات بھی قلمبند کئے گئے ہیں[52]

ہمارے یہاں کا نسخہ ۱۲۲۵ھ کا نوشتہ ہے۔ اول صفحہ پر نواب وزیر الدولہ بہادر خلد مکانی اور نواب یمین الدولہ محمد علی خاں بہادر خلد آشیانی کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں۔ یہ ۱۸۷۹ء میں لکھنؤ سے چھپ چکی ہے

(۱۶) ترجمہ تاریخ فتوح لاحمد بن اعثم کوفی (فارسی)

یہ مخطوطہ فتوح لاحمد کا فارسی میں ترجمہ ہے۔ مترجم نگارستان میں ان کا نام احمد بن محمد مستوفی مرقوم ہے۔ جو امیر قوام الدین کے حکم سے ترجمہ کرنے پر مامور کئے گئے

---

[51] مزید دیکھئے۔ ریو (Rieu) ج ۳ ص ۱۰۰۹ اور استوری ص ۴۰۲
[52] مزید دیکھئے۔ ریو (Rieu) ج ۳ ص ۹۹۲

Marfat.com

اس کتاب میں خلفاء راشدین اوران کے دور کے جو مسلم غزوات ہوئے ان کا ذکر کیا گیا ہے امیر قوام الدین کا انتقال ساتویں صدی ہجری کے عشرہ اول میں ہوا۔ گویا ساتویں صدی ہجری میں اس کا ترجمہ کیا گیا۔ عربی مورخین کی نظر سے شاید یہ نسخہ نہیں گزرا۔

اس کے اصلی عربی نسخہ کا بھی پتہ نہیں چل سکا۔ البتہ نگارستان اور روضۃ الاحباب میں حوالہ ملتا ہے۔ مصنف کا نام ابو محمد احمد بن اعثم کوفی دیا ہوا ہے۔ اس کے برخلاف میر خواند، بمبئی ایڈیشن کے مطابق ان کا نام محمد بن علی بن اعثم بتایا گیا ہے۔ **فتوح ابن اعثم** کا مورے کٹیلاگ میں بھی ذکر کیا گیا ہے

مترجم نے مقدمہ میں اپنے حالاتِ زندگی دیئے ہیں۔ اور خوارزم اور خراسان کے اکابر کا طرۂ امتیاز اور شان امارت بتائی گئی ہے[۱]۔ ہمارے یہاں کا مخطوطہ ۱۰۷۰ھ کا نوشتہ ہے۔ حاجی سہراب اس کے کاتب ہیں۔ قدرے کرم خوردہ اور مرمت شدہ ہے۔

۱؎ (Hitti) ج ۱ ص ۱۵۱

Marfat.com

شوکت علی خاں، عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک

ٹونک کے تاریخی مخطوطات[1]

قسط سوم

(۱۷) اقبال نامۂ جہانگیری

جہانگیر نامہ بھی کہلاتا ہے جو تین دفاتر پر مشتمل ہے۔ دفتر اول میں بابر اور ہمایوں کے ادوار کے تاریخی اور سیاسی حالات ہیں۔ دوسرے دفتر میں صرف اکبر اعظم کے طویل عہد حکومت کے واقعات کا احاطہ ہے جس کی بنیاد زیادہ تر اکبر نامہ ہی ہے۔ تیسرے دفتر میں بادشاہ جہانگیر کے سوانحی، سیاسی اور ملکی حالات ہیں جو سنہ ۱۵ جلوس تک کے واقعات پر مشتمل ہیں۔ تیسرا دفتر بہت عام ہے اس کے نسخے قریب قریب سب کتب خانوں میں ملتے ہیں لیکن دفتر اول و دوم نایاب ہیں[2]۔ جو دنیا کے چند کتب خانوں کے علاوہ مشکل ہی سے اور جگہ مل سکتے ہیں حالانکہ تینوں دفتر ۱۸۷۰ء میں لکھنؤ سے طبع ہو چکے ہیں لیکن اب کمیاب ہیں۔

اس کے مصنف معتمد خاں عہد جہانگیری و شاہجہانی کے معتمد رکن اور شائستہ سربراہ سلطنت و فرماں روائے زیبندہ افسر تھے۔ ان کا اصلی نام محمد شریف ہے۔ ایران کے رہنے والے تھے ہندوستان آکر تیسرے جلوس جہانگیری میں اعلیٰ منصب اور معتمد خاں کے موقر خطاب سے سرفراز ہوئے۔ جہانگیر نے اپنی تزک میں کئی جگہ ان کا ذکر کیا ہے۔ شاہجہاں کے دور شہزادگی میں بخشی بنا کر شاہجہاں کے ہمراہ دکن کی مہم پر بھیجے گئے تھے۔ سنہ ۱۷ جلوس میں دکن سے واپسی پر تزک جہانگیری کی ترتیب کی خدمت سپرد ہوئی۔ معتمد خاں نے شاہجہاں کے زمانے میں زیادہ ترقی کی سنہ ۱ جلوس شاہجہانی میں میر بخشی کے منصب

---

[1] مطبوعہ معارف بابت ماہ نومبر ۱۹۶۹ء
[2] اسٹوری ص ۵۶۱

Marfat.com

پر مامور ہوئے۔ ۱۰۴۹ھ م ۱۶۳۹ء میں انتقال ہوا۔[1]

ایلیٹ نے اپنی کتاب میں اس کے ۴۸ صفحات کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے[2] اس ترجمے کے متعلق جی، آر، کے، ای کی رائے ہے۔ کہ "ایلیٹ نے جو حصص دیئے ہیں وہ کسی اور کتاب کے معلوم ہوتے ہیں اور ہمارے جہانگیر نامہ سے مطابقت نہیں کرتے"[3]

جہانگیر نامہ کے تینوں دفتروں کا ترجمہ سے جے میکرڈ نے انگریزی میں کیا ہے جو مسودہ کی شکل میں انڈیا آفس لائبریری میں محفوظ ہے جہاں اس نسخہ کے تینوں دفتروں کے قلمی نسخے بھی موجود ہیں دفتر سوم میں نہ صرف جہانگیر کے انیسویں جلوس کے واقعات ہیں۔ بلکہ معتمد خاں نے اس کی وفات کے بعد کے واقعات بھی بڑھا دیئے تھے۔[4]

انڈیا آفس کا دفتر اول جیسا کہ ایتھے نے بتایا ہے۔ غالباً انیسویں سن جلوس عالمگیری ۱۰۸۷ھ م ۱۶۷۶ء کا نوشتہ ہے۔ خدا بخش خاں لائبریری میں بھی پہلا اور دوسرا دفتر ۱۲۵۰ھ م ۱۸۳۵ء کا نوشتہ ملتا ہے۔ برلن کے کتب خانہ اور ادنبرا میں[5] تینوں دفتر موجود ہیں[6]۔ کتب خانہ سعیدیہ میں بھی تینوں دفاتر موجود ہیں جو ایک ہی جلد میں مجلد اور ۱۲۴۲ھ م ۱۸۲۶ء کے نوشتہ ہیں۔ اول و آخر صفحہ پر ظہور علی اور لوح کتابت محمد امین کی مہریں ثبت ہیں۔

ان کے علاوہ دو جلدیں اور ہیں۔ ایک جلد اول کا حصہ ہے جو ابتدائے سنہ ۶ جلوس اکبر شاہی کے حالات پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ دفتر دوم کا نامکمل حصہ ہے جو سنہ ۲۲ جلوس شاہ عالم بادشاہ کے عہد حکومت کا مکتوبہ ہے۔ کاغذ سفید اور خط شکستہ ہے اس کے کاتب سدھا رائے ہیں جنھوں نے مشق کے طور پر یہ نسخہ

---

[1] مآثر الامراء و تذکرۃ الامراء اور تزک جہانگیری میں مزید حالات دیکھیے!
[2] History of India as told by its own historians, Vol. VI, PP 401 TO 438
[3] اسٹوری ص ۵۶۲
[4] مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری مرتبہ ایتھے ج ۱ ص ۲۱ نسخہ نمبر ۳۱۲-۳۱۴ ملاحظہ ہو
[5] [illegible]
[6] برلن کیٹیلاگ ص ۴۸۷ اور ادنبرا ص ۲۵۷ دیکھیے!

Marfat.com

لکھا تھا۔ اس لئے مکمل بھی نہیں کر سکے۔ بہت ممکن ہے کہ انھوں نے کسی ایسے نسخے سے نقل کیا ہو۔ جو عہد جہانگیری یا شاہجہانی کا مکتوبہ ہو۔ شاہ عالم کے دور میں ایسے نسخوں کا پایا جانا بعید از قیاس نہیں ہے

اس نسخہ کے علاوہ دفتر سوم کا ایک اور قلمی نسخہ بھی ہے جو نہایت دیدہ زیب مطلا، مذہب اور اعلیٰ خطاطی کا نمونہ ہے اس اعتبار سے یہ نسخہ اور بھی اہم ہے۔ کہ یہ نواب کلب علی خاں بہادر متوفی سنہ ۱۳۰۴ھ م ۱۸۸۶ء والی ریاست رامپور کے حکم سے لکھا گیا۔ جواب ٹونک کے کتب خانہ میں ہے اور اس پر نواب صاحب مرحوم کی مہر، نواب کلب علی خاں بہادر ثبت ہے۔ اس کے ساتھ ایک عبارت بھی مرقوم ہے۔

یہ نسخہ سنہ ۱۲۷۲ھ م ۱۸۵۵ء میں محمد مرتضیٰ خطاط نے ۲۵ رمضان المبارک کو مکمل کیا نسخہ نہایت عمدہ اور گوناگوں صنعتوں کی وجہ سے بہت اہم اور کاغذ سفید، خوشخط، مجدول، طلائی شنگرفی آسمانی لوح کتاب مطلا، مینا کار، آسمانی و فیروزی ہے۔ شروع کے دو صفحات کے بین السطور مطلا ہیں۔ پوری کتاب کا حاشیہ بھی گل کار اور مطلا ہے۔ جلد بھی بہت ہی خوبصورت اور نفیس بنی ہوئی ہے۔

(۱۸) جہانگیر نامہ یا تزک جہانگیری

یہ کتاب سلیم شاہی، تزک جہانگیری، تاریخ سلیمی اور واقعات جہانگیری مختلف ناموں سے موسوم ہے لیکن اس کا اصلی نام جہانگیر نامہ ہے جس سے وہ ابتدا میں موسوم تھی۔ چنانچہ اصل تزک جہانگیری میں مرقوم ہے کہ جب بارہ سالہ سوانح کو جہانگیر نے مجلد کرا کے اراکین سلطنت میں تقسیم کیا اس وقت اس کا نام جہانگیر نامہ ہی تھا۔[۱۵]

[۱۴] سنہ ۱۳ جلوس میں جہانگیر نامہ سے تزک جہانگیری نام بدلا گیا۔ استوری ص ۵۵۲
[۱۵] ریو جلد اول ص ۲۵۴

Marfat.com

جہانگیر نامہ کے ابتدائی نو سالوں کا ترجمہ ارسکن نے انگریزی میں کیا تھا۔ جو برٹش میوزیم میں نمبر ۲۶۱۵۵ پر محفوظ ہے[1]۔ تزک جہانگیری کے تین مختلف نسخے ملتے ہیں جن میں پہلے دو مستند ہیں اور ایک غیر مستند۔ جو مبالغہ آمیز بیانات پر مشتمل ہے۔ پہلا نسخہ ۳ سنہ جلوس کا نوشتہ ہے جس کی ابتدائی عبارت یہ ہے "حمد بے غایت و شکر بے نہایت معبود حقیقی را" تیسرے مبالغہ آمیز نسخہ کی عبارت بھی یہی ہے۔ اول الذکر نسخہ خدا بخش لائبریری میں سنہ ۱۰۲۰ھ م سنہ ۱۶۱۱ء کا نوشتہ ہے۔ انڈیا آفس لائبریری میں سنہ ۱۱۹۴ھ م سنہ ۱۷۸۰ء کا اور برلن لائبریری میں سنہ ۱۰۹۹ھ م سنہ ۱۶۸۷-۸۸ء کا نوشتہ ہے۔[2]

اس کا دوسرا نسخہ بھی مستند مانا جاتا ہے جو "از عنایات بے غایت الٰہی" سے شروع ہوتا ہے۔ یہ سال جلوس اول سے شروع ہو کر سترھویں جلوس تک کے احوال پر مشتمل ہے۔ یہ وہی نسخہ ہے جسے جہانگیر نامہ کے نام سے موسوم کر کے جہانگیر نے اپنے امراء میں تقسیم کیا تھا

اس کے بعد سترھویں سال تک کے حالات خود اس نے قلمبند کئے۔ جو انیسویں سال جلوس کے ابتداء تک معتمد خاں کے ذریعہ شاہی نگرانی میں بڑھائے گئے اسی نسخہ کو محمد شاہ کے زمانہ میں محمد ہادی کامور نے ترتیب دے کر ایک مقدمہ کا اضافہ کیا۔ اس میں جہانگیر کے جلوس سے پہلے کے حالات سے لے کر اخیر تک کے واقعات ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی لاہور میں وہ نسخہ جو جہانگیر نے مجلد کرا کے تقسیم کرایا تھا اب تک محفوظ ہے اس نسخہ پر جہانگیر اور شاہ جہاں کے دستخط ثبت ہیں۔ اس لئے بہت اہم مستند اور نایاب مانا جاتا ہے[3]۔ برٹش میوزیم میں بھی ایسا ہی ایک نسخہ محفوظ ہے۔ مگر اس میں کسی کے دستخط نہیں ہیں صرف بارہ سال کے واقعات جہانگیر نامہ کے نام سے ہیں[4]۔ انڈیا آفس لندن کے نسخہ میں انیسویں سال جلوس تک کے حالات ملتے ہیں[5]۔

[1] ریوج ۱ ص ۲۵۴ [2] اسٹوری ص ۵۵۰ [3] اورینٹل کالج میگزین لاہور ماہ اگست سنہ ۱۹۲۶ء
[4] اسٹوری ص ۸۵۹ + ۹۶۰ [5] اتیھے ج ۱ ص ۱۱۹ مخطوطہ نمبر ۳۰۵

Marfat.com

تیسرا نسخہ جو مبالغہ آمیز ہے اور جس میں واقعات سن وار نہیں ہیں تزک جہانگیری کے نام سے موسوم ہے۔ اس نسخہ کی ابتدا "حمد بے غایت و شکر بے نہایت" سے ہوتی ہے۔ اس عبارت سے پہلے کچھ اشعار بڑھائے گئے ہیں۔ مثلاً "اے نام تو سر دفتر اسرار وجود"۔ یہ پہلے نسخہ پر اضافہ معلوم ہوتا ہے۔

ریو کا بیان ہے کہ یہ نسخہ شاہجہاں کے دور اول میں اس لئے لکھوایا گیا۔ کہ اس کے ذریعہ ان واقعات کی پردہ پوشی ہو جائے جو اصل تزک میں جہانگیر نے شاہجہاں کے خلاف لکھے ہیں۔

ان دونوں نسخوں کی اصلیت کا انکشاف سب سے پہلے ایس ڈی بے سنی[۵۴] اور موریے نے کیا۔ اور آخر میں پروفیسر ڈاؤسن نے دونوں کتابوں کے اقتباسات نقل کرکے پوری وضاحت اور تحقیق سے بتایا کہ اصلی تزک کونسی ہے اور نقلی کونسی[۵۵]۔ اکثر نسخوں کے آخر میں ایک ہندنامہ جہانگیر کے نام سے ملتا ہے جس کو پرائس نے لندن اور کلکتہ سے سنہ ۱۹۰۲ء شائع کیا تھا۔

یہ نسخے مختلف طریقوں سے شائع ہوئے ہیں۔ محمد ہادی والے نسخہ کے کچھ حصے جے اینڈرسن نے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں سنہ ۱۸۶۶ء میں شائع کئے۔ گولڈ وِن نے تاریخ ہندوستان میں ان کو شامل کرکے سنہ ۱۸۰۶ء میں شائع کیا۔ لیکن مکمل نسخہ سر سید احمد خاں نے سنہ ۱۸۶۳-۶۴ء میں دوبارہ مرتب کرکے طبع کرایا۔ جو سنہ ۱۹۱۴ء میں لکھنؤ میں طبع ہوا۔ انگریزی میں اس کا مکمل ترجمہ ڈی۔ اچ لووے (صفحہ H.D.) نے سنہ ۱۸۲۹ء میں شائع کیا۔ اور الے روجرس نے مقدمہ چھوڑ کر اصل کتاب کا دوسرا ترجمہ کیا جس کو اچ بیوریج (H. Beveridge) نے سنہ ۱۹۰۹ء میں لندن سے دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اور ایلیٹ نے ان سب ترجموں پر تنقید و تبصرہ کیا ہے[۵۶]۔

---

۵۴ Journal Dossier [illegible] 1920 pp. [illegible] 659

۵۵ ایبٹ اور ڈاؤسن ج ۶ ص [illegible] ۲۹۱ [illegible] ۵۶ ایلیٹ اور ڈاؤسن جلد ۶ ص ۲۶۸ [illegible] ۱۹۱ [illegible] اور [illegible]

ہمارے یہاں کا نسخہ ہادی کے مرتبہ نسخہ سے قدرے مختلف ہے ابتدا میں وہی اشعار ہیں جو مبالغہ آمیز نسخہ کے ہیں ان کے علاوہ اور بہت سے اشعار بھی ہیں یہ نسخہ مطلاً، بین السطور اور لوح کتاب مطلا اور مینا کار، اور حاشیہ طلائی اور گل کار ہے۔ اس میں جلوس اول ۱۰۱۴ھ م ۱۶۰۵ء کے حالات ہیں ابتدا میں اکبر کے ذکر میں اس کے تخت شاہی کے حال میں جس پر بعد میں جہانگیر جلوہ افروز ہوا لکھا ہے کہ اس کی تیاری میں تین سو من سونا، دو کروڑ کے جواہرات اور پچاس من عنبر صرف ہوا تھا۔

اکبر کے تاج کی قیمت چار کروڑ تیس لاکھ (فی اشرفی تیس روپے کے حساب سے) بتائی گئی ہے اس کے بارہ گوشوں میں بارہ ہیرے تھے۔ فی ہیرا ایک لاکھ اشرفی کی قیمت کا، موتی اور زمرد چار مثقال ہر ایک کی قیمت ایک ایک لاکھ۔ دو سو یاقوت جن کی قیمت اس زمانے میں بارہ لاکھ تھی۔ اکبر کے تاج میں جڑے ہوئے تھے۔

اسی طریقہ سے زنجیر عدل کے بارہ میں لکھا ہے کہ ایک سو چالیس گز لمبی تھی۔ اور اس کی تیاری میں ساٹھ من سونا صرف ہوا تھا۔ آگے چل کر اپنے بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں شہزادہ خرم کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔ پھر نور جہاں کی شادی، اس کے مہر اور تسبیح کا ان الفاظ میں ذکر ہے:۔

"او را نور جہاں بہ عقد خود آوردم دہشتاد لکھ اشرفی، ہیچ مثقالی مہر او قرار دادم و تسبیح مرواریدی از چہل دانہ۔ کہ ہر دانہ او را بہ چہل ہزار روپیہ خریدہ بود مابخشیدیم۔"

اسی قسم کا ایک اور واقعہ یہ ہے کہ اکبر نے حکم دیا کہ "آگرہ" کے دونوں خزانے تولے جائیں اور تخمیناً کل رقم کی تعداد بتائی جائے۔ تزک کے بیان کے مطابق ایک ہزار آدمی چار سو ترازوؤں سے پانچ ماہ تک شب و روز تولتے رہے تب بھی صرف ایک خزانہ تولا جا سکا۔

شہزادہ خسرو کے جواہرات کے صندوق کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں دس کروڑ کے جواہرات تھے

Marfat.com

جو لڑائی میں کہیں ضائع ہو گئے۔

اسی قسم کے بہت سے مبالغہ آمیز واقعات ملتے ہیں جو نسخہ بانکی پور اور دوسرے نسخوں سے بیان کے تسلسل میں مطابقت نہیں کرتے۔ البتہ کہیں کہیں واقعات میں مطابقت ہے۔ اس نسخہ میں بھی وہ انانیت ہے جو جہانگیر کے اصلی نسخوں میں ہے۔ البتہ یہ فرق ہے کہ اس کے واقعات سن وار نہیں ہیں۔ اور مذکورہ بالا دونوں نسخوں کے واقعات سن وار ہیں

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ تزک شاہجہاں کے دور میں مرتب ہوئی ہوگی۔ جو ہوسکتا ہے کہ خود شاہجہاں کے ایما سے یا اس کے کسی معتمد امیر نے بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے لکھی ہو۔ اس نسخے میں بھی کچھ پند و نصائح ہیں۔ جو اکبر کی جانب منسوب اور جہانگیر کے زبان و قلم سے ادا کئے گئے ہیں۔

ان سب باتوں کے پیش نظر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ تزک دور شاہجہانی کی اختراع ہے اس کا ان دونوں نسخوں سے کوئی واسطہ نہیں لیکن اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس سے دور شاہجہانی سے ان حالات اور واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ جو گو مبالغہ آمیز ہیں۔ لیکن کسی اور کتاب میں اس تفصیل سے نہیں ملتے۔

(۱۹) تاریخ نادری

معنف محمد مہدی استر آبادی:- نادر شاہ کے عروج کے زمانہ سے لے کر اس کی وفات ۱۱۶۰ھ م ۱۷۴۷ء تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں ۱۷۷۰ء میں Histoire de Nadir Shah. کے نام سے ہو چکا ہے۔ انگریزی ترجمہ بھی فاضل مترجم نے ۱۷۷۳ء میں لندن سے شائع کیا۔ اصل فارسی ایڈیشن تبریز، طہران اور بمبئی وغیرہ سے شائع ہو چکے ہیں

معنف کے بیان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ نادر شاہ سے وابستہ تھا یا کسی اور بادشاہ سے

لے ریو ۱ ص ۲۶۲ - تزک جہانگیری - ص ۱۳۹ [illegible]

Marfat.com

اس نے مقدمہ میں کسی بادشاہ کا نام نہیں لکھا ہے۔ مگر ریو کے مطابق خود مہدی کے بعض بیانات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ نادر شاہ سے متعلق تھا۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے۔ کہ جب نادر شاہ ۱۱۴۶ھ م ۱۷۳۳ء میں اصفہان جا رہا تھا تو میں ان کے ہمراہ تھا اور وہیں نادر شاہ کو پوتے شاہ رخ کے پیدا ہونے کی خبر جانفزا ملی تھی

دوسری جگہ جو انگریزی ترجمہ پوری طرح واضح نہیں ہے لکھتا ہے کہ نادر شاہ کی زندگی کے آخری سال ۱۱۶۰ھ میں وہ شاہی حکم سے مصطفیٰ خاں شاملو کے ساتھ سلطان ترکی کے پاس بھیجا گیا تھا۔

سر ہرفورڈ برجس نے اپنی کتاب "ہسٹری آف کاجرس میں لکھا ہے۔ کہ نادر شاہ سے اس کی ملاقات اور گفتگو کے وقت محمد مہدی نادر شاہ کے واقعہ نویس کی حیثیت سے موجود تھا[1] مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کتاب کا صحیح نام کیا ہے۔ دوسرے نسخوں میں "تاریخ جہاں کشائی نادری" اور "تاریخ نادری" دونوں ہی نام ملتے ہیں۔ زیر نظر نسخہ میں کوئی نام تحریر نہیں ہے۔

یہ بھی واضح نہیں ہوتا کہ مصنف کے ان الفاظ "کہ از چاکران حضور مرحمت ظہور وقائع مامورا" سے کون سا بادشاہ مراد ہے۔ نادر شاہ قطعی طور پر مراد نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ چند ہی سطروں کے بعد نادر شاہ کو مرحوم لکھا گیا ہے[2]

ریو کی یہ بحث کچھ بے سود ہے کیونکہ مصنف نے ان واقعات کو نادر شاہ کے انتقال کے بعد ہی ترتیب دیا ہوگا۔ اس لئے مقدمہ میں "از چاکران حضور" سے حکمران وقت مراد ہوگا — جو شاہ رخ ہوگا۔ یا حسن بیگ سردار کاجراں کو حضور تحریر کیا گیا ہے جس کی تعریف و توصیف میں کتاب میں ایک تتمہ بڑھایا گیا ہے۔ یہ تتمہ فرانسیسی ترجمہ میں بھی موجود ہے نسخہ ہذا، مطلا، مینا کار اور مجدول شنگرفی اور ۱۲۳۱ھ م ۱۸۱۵ء کا نوشتہ ہے۔

---

[1] ریو ج ۱ ص ۱۹۲ [2] ایضاً

(۲۰) سیر المتاخرین (فارسی)

اس کے مصنف غلام حسین بن ہدایت علی خاں ابن سید علیم اللہ خاں بن فیض اللہ خاں بن شیخ علیم اللہ خاں بنگال کے مشاہیر میں تھے مصنف کے والد ہدایت علی خاں بہار کے نائب صوبے دار تھے جو شاہ عالم کے زمانہ میں فوجدار اور میر بخشی ہو گئے تھے۔ ۱۱۸۹ھ م ۱۷۷۵ء میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد مصنف غلام حسین کچھ عرصہ ان کی جگہ میر بخشی اور پھر انگریزی عہد میں مختلف عہدوں پر مامور رہے۔

سیر المتاخرین ماہ صفر ۱۱۹۴ھ میں شروع اور رمضان المبارک ۱۱۹۵ھ میں ختم ہوئی۔ بعد میں فاضل مورخ نے ایک بصیرت افروز مقدمہ بھی شامل کیا تھا جس کو گورنر جنرل وارن ہسٹنگس کے نام سے منسوب کیا ہے غلام حسین خاں نے مقدمہ میں یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ انھوں نے یہ مقدمہ ایک منشی کی تاریخ سے لیا ہے جو کورو، پانڈو سے شروع ہو کر اورنگ زیب کی تخت نشینی تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ منشی نے فارسی اور سنسکرت ماخذوں سے اس کو مرتب کیا تھا میں نے اس کے اغلاط اور غیر ضروری ٹکڑوں کو درست کر کے سیر المتاخرین کے مقدمہ کی حیثیت دے دی ہے

ریو کا بیان ہے کہ اس مقدمہ کا اشارہ خلاصۃ التواریخ مصنفہ سجان رائے کی طرف ہے۔ اگر مقدمہ کو بھی سیر المتاخرین ہی کا حصہ مان لیا جائے تو یہ ہندوستان کی ایک مکمل تاریخ ہے مگر اس کتاب اورنگ زیب کے انتقال سے لے کر ۱۱۹۵ھ م ۱۷۸۱ء تک کے حالات اور واقعات پر مشتمل ہے جس کے تین حصے ہیں

ان تینوں حصوں کا انگریزی ترجمہ ایک فرانسیسی نو مسلم حاجی مصطفیٰ نے ۱۷۸۹ء میں شائع کیا تھا اس میں مقدمہ شامل نہیں ہے ۱۸۳۲ء میں برگز نے اس کے بعض حصے دوبارہ لندن سے شائع کیے۔ اور بنگال سے متعلق حصہ کا ترجمہ جسے اسکاٹ نے اپنی کتاب تاریخ دکن میں شامل کیا۔[۱] اور مکمل تینوں جلدیں نول کشور پریس نے ۱۲۸۳ھ م ۱۸۶۶ء میں شائع کیں۔ اس کے دو ترجمے اردو میں بھی ہو گئے ہیں

۱۔ تاریخ دکن، جلد ۱، کالم ۲، ص ۲۱۳، ۱۹۱

Marfat.com

ایک بخشی علی نے اقبال نامہ کے نام سے کیا ہے۔ دوسرا شخص نے مرأۃ السلاطین کے نام سے کیا ہے۔ زیر بحث نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ دوسری اور تیسری جلد یں ایک ہی ہیں یہ ادر سنہ ۱۲۳۲ھ م سنہ ۱۸۱۶ء کی مکتوبہ ہیں۔ اول سے ایک ورق ناقص ہے صفحہ ۲۴۱ پر کتاب ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد کاتب نے جلد اول کا حصہ شروع کر دیا ہے۔

(۲۱) طبقات اکبر شاہی (فارسی)

طبقات اکبر شاہی یا طبقات اکبری یا تاریخ نظامی ہندوستان کی مکمل اور پہلی اہم بنیادی تاریخ ہے۔ بعد کے تمام مورخین نے اسی سے استفادہ کیا ہے۔ اس کے مصنف نظام الدین احمد بن محمد مقیم ہروی ہرات کے مشہور خواجہ عبداللہ انصاری کی اولاد میں ہیں۔ خواجہ مقیم ہروی بابر کے دیوان اور مرزا عسکری کے معتمد تھے۔ عہد اکبری میں پہلے گجرات کے بخشی اور بعد میں مغلیہ سلطنت کے بخشی مقرر ہوئے تھے۔

نظام الدین کے قول کے مطابق ان کو مطالعہ کا شوق ورثہ میں ملا تھا۔ اس لئے انہوں نے ابتدا ہی سے ایک ایسی مکمل تاریخ لکھنے کا ارادہ کر لیا تھا جو غزنوی، غوری، پٹھان، مغل تمام ہی خاندانوں کے حالات پر محیط ہو۔ یہ تاریخ امیر سبکتگین سنہ ۳۶۷ھ م سنہ ۹۷۷ء سے لے کر سنہ ۱۰۰۱ھ م سنہ ۱۵۹۲ء یعنی اکبر کے سنہ ۳۸ جلوس تک کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے۔

اس کتاب کے ماخذوں کی فاضل مورخ نے باقاعدہ فہرست دے دی ہے مثلاً تاریخ یمینی زین الاخبار، روضۃ الصفا، تاج المآثر، طبقات ناصری، خزائن الفتوح تغلق نامہ، تاریخ فیروز شاہی، فتوحات فیروز شاہی، تاریخ مبارک شاہی فتوح السلاطین، تاریخ محمود شاہی، خرد مندوی، طبقات محمود شاہی (گجراتی)، مآثر محمود شاہی گجراتی، تاریخ محمدی، تاریخ بہادر شاہی، تاریخ بہمنی، تاریخ ناصری مظفر شاہی، تاریخ مرزا حیدر، تاریخ کاشمیری

Marfat.com

تاریخ سندھ، تاریخ بابری، تاریخ ابراہیم شاہی، واقعات مشتاقی اور واقعات ہمایوں شاہی وغیرہ

ان میں سے بعض کتابیں اب نایاب ہیں۔ ہر دور کے حالات اسی دور کی تاریخوں، تذکروں، اور سوانح عمریوں سے تحریر کئے گئے ہیں۔ پوری تاریخ ایک مقدمہ، نو طبقات اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں غزنویوں کی تاریخ ہے۔ طبقہ اول میں ہندوستان کے سلاطین میں معز الدین محمد غوری سے لے کر [illegible] تک کے واقعات ہیں۔ اس باب میں دور اکبری کے امراء، مشائخ، ادباء، علماء، فضلاء، شعراء اور دوسرے مشاہیر اور اصحاب کمال کے حالات ہیں۔

طبقات شاہجہانی کے مصنف محمد صادق نے عہد اکبری و جہانگیری کے حالات غالباً اسی سے لئے ہیں۔ اس لئے عہد اکبری کے بیشتر مشاہیر عہد جہانگیری میں بھی موجود تھے۔

طبقہ دوم دکن [illegible] تا [illegible] کی تاریخ میں قطب شاہی و عادل شاہی بہمنی حکمرانوں کا ذکر ہے۔ طبقہ سوم میں تاریخ گجرات [illegible] تا [illegible] تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ طبقہ چہارم میں تاریخ مالوہ [illegible] سے [illegible] تک کی تاریخ ہے۔ طبقہ پنجم میں تاریخ بنگال، [illegible] سے [illegible] تک، طبقہ ششم میں شرقی شاہان جونپور [illegible] سے [illegible] تک، طبقہ ہفتم میں ملوک کشمیر [illegible] ۹۹۵ھ تک، طبقہ ہشتم میں تاریخ سندھ فتح عرب [illegible] سے [illegible] تک، اور طبقہ نہم میں ملتان کی [illegible] سے [illegible] تک کی تاریخ ہے۔ اور خاتمہ میں اکبری دور کے شہروں اور مواضعات کی تعداد ہے۔

طبقات اکبر شاہی کا ذکر مورے نے اپنے کیٹلاگ میں بالتفصیل کیا ہے۔ ایلیٹ نے اپنی کتاب میں اس کے بڑے حصہ کا ترجمہ کیا ہے۔ اصل کتاب اور اس کا اردو ترجمہ دونوں شائع ہو چکے ہیں لیکن ہمارے ادارہ کا نسخہ قدامت کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔

۱؎ مورے کیٹلاگ ص ۱۵۰، اسٹوری کیٹلاگ ص ۴۱۱، کوپن ہیگن ص ۲۱، ایلیٹ اینڈ ڈاؤسن ج ۵ ص ۱۷۷

Marfat.com

یہ نسخہ دورِ شاہجہانی کے اوائل کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا ہے لیکن ترقیمہ میں سنِ کتابت ۱۰۴۹ھ م ۱۶۳۹ء درج ہے۔ ہمارے علم میں ہندوستان میں اس سے قدیم دوسرا نسخہ نہیں آیا۔ برٹش میوزیم کا بھی ایک نسخہ ۱۰۴۹ھ ہی کا نوشتہ ہے جو ہمارے نسخہ سے تقریباً ۸ ماہ بعد کا ہے دوسرا نسخہ دورِ عالمگیری کا مکتوبہ معلوم ہوتا ہے۔ اس پر سعید الدین خاں اور دوسرے تحویلداروں کی مہریں ثبت ہیں صحیح تاریخ کتابت اس نسخہ پر درج نہیں ہے[1]

(۲۲) ظفر نامہ یزدی (فارسی)

تیموری عہد کی تاریخیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں ظفرنامہ شاہی اور ظفرنامہ یزدی زیادہ اہم ہیں ظفرنامہ شاہی دو حیثیتوں سے اہم ہے ایک تو یہ کہ تیمور کی زندگی میں اس کے حکم سے لکھا گیا ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ مستند ہے دوسرے اس کی زبان بڑی سلیس ہے۔ اس کے بعد ظفرنامہ یزدی کا درجہ ہے یہ ظفرنامہ تیمور کے پوتے سلطان ابراہیم نے لکھوایا تھا۔ اس کی تحریر ادیبانہ ہے

اس کی تصنیف میں مولانا یزدی نے اس دور کے تمام ماخذوں سے استفادہ کیا ہے اس لئے ظفرنامہ معتبر اور مستند ہے۔ اس میں تیمور کے سوانح اور اس کے محاربات اور مہمات کا ذکر ہے جس سے اس دور کے سیاسی حالات اور مسلمانوں کے فنِ جنگ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

حبیب السیر کے بیان کے مطابق ظفرنامہ شیراز میں ۸۲۸ھ م ۱۴۲۴ء میں مرتب ہوا۔ اس کا تاریخی مادہ "صنف فی شیراز" ہے جس سے سنِ تالیف ۸۲۸ھ م ۱۴۲۴ء برآمد ہوتا ہے۔ سلطان ابراہیم کی مدح میں ایک مثنوی بھی شامل ہے۔

پیٹس (Petis) نے اس کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا ہے جو ۱۷۲۲ء میں پیرس سے طبع ہوا۔ اسی سے ۱۷۲۳ء میں جے ڈربی نے انگریزی میں ترجمہ کیا[2] پیش نظر نسخہ کی ہمارے ادارہ میں دو نقلیں ہیں۔ ایک دورِ اکبری یعنی ۱۰۰۱ھ م ۱۵۹۲ء کی ہے۔ اس کی کتابت احمد بن شیخ مبارک فاروقی نے

[1] ریو ج ۱ ص ۲۲۱

[2] ریو ج ۱ ص ۱۷۳

Marfat.com

کی ہے۔ یہ نسخہ شاہی کتب خانوں کی زینت رہ چکا ہے۔ چنانچہ اس پر بہت سی مہریں اور عبارتیں تحریر ہیں۔ جو چوہا زدہ اور کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے محو ہو چکی ہیں۔ اول کے دو صفحے مجدول طلائی اور لوح کتاب مطلا اور مزین ہے لیکن اس نسخہ میں مقدمہ نہیں ہے۔

دوسرے نسخہ کی کتابت سنہ ۱۲۱۲ھ م سنہ ۱۸۲۲ء میں ہوئی ہے مگر کاتب کا نام اس میں تحریر نہیں ہے۔ نیز ابوالمظفر بہادر کے کتب خانہ کے نسخہ سے مقابلہ شدہ ایک اور خطی نسخہ بھی ہے جس میں نہ مقدمہ ہے۔ نہ ہی سن کتابت درج ہے۔ البتہ اس پر ایک مہر علی احمد از قلب احمد علی ثبت ہے[1]۔ لیکن طرز کتابت سے متذکرہ نسخہ قدیم معلوم ہوتا ہے۔

(۲۳) عالم آرائے عباسی (فارسی)

مصنفہ اسکندر بیگ ہے۔ اس کے مقدمہ میں شجرۂ خاندان عباسیہ شیخ صفی الدین اور اس کے جانشین کے حالات ہیں۔ شاہ اسمٰعیل اور شاہ طہماسپ کی مختصر تاریخ ہے۔ صحیفۂ اول میں شاہ عباس کی پیدائش، شاہ طہماسپ کی موت، اور اسمٰعیل مرزا و سلطان محمد شاہ عباس کے سربرآرائے سلطنت ہونے تک کے حالات ہیں۔

صحیفۂ دوم میں شاہ عباس کی تخت نشینی اور اس کے ابتدائی تیس سالہ دور حکومت سنہ ۱۰۲۵ھ م سنہ ۱۶۱۶ء کے حالات و واقعات ہیں۔ مقصد ثانی میں سنہ ۱۰۲۶ھ م سنہ ۱۶۱۷ء سے شاہ عباس کی موت سنہ ۱۰۳۸ھ م سنہ ۱۶۲۸ء تک کے حالات ہیں۔

نسخہ ہذا مطلا، مذہب اور دیدہ زیب ہے۔ لوح کتاب بھی مزین، مینا کار اور مطلا ہے۔ سنہ ۱۲۸ جلوس کا مکتوبہ ہے۔ اس نسخہ میں صرف صحیفۂ دوم ہے صحیفۂ اول اور مقصد ثانی نہیں ہے

[1] علی احمد از قلب احمد علی سنہ ۱۲۹۶ھ۔ صاحبزادہ علی احمد خاں مرحوم بن احمد علی خاں رونق بن نواب امیر الدولہ بہادر جنت مکانی بانی ریاست ٹونک کا سجع ہے۔ علی احمد خاں مرحوم ٹونک کے شاہی خاندان کے چشم و چراغ اور ذی علم ذی فہم احباب نواز اور حلیم دوست تھے۔

Marfat.com

کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے۔ اول صفحہ پر نواب وزیر الدولہ بہادر خلد مکانی اور نواب امین الدولہ محمد علی خاں بہادر جنت مکانی والیان ریاست ٹونک کی مہریں ثبت ہیں۔

برٹش میوزیم کا نسخہ اس نسخے سے زیادہ مکمل اور قدیم ہے۔ اس کا آخری حصہ ۱۰۶۶ھ م ۱۶۵۶ء کا نوشتہ ہے[۵۴]

(۲۴) عالمگیر نامہ (فارسی)

مصنفہ منشی محمد کاظم بن محمد امین۔ اس میں اورنگ زیب عالمگیر کے دس سالہ عہد حکومت کے سرکاری واقعات ہیں۔ عالمگیر کو محمد کاظم کا طرز تحریر بہت پسند تھا۔ اس لئے محمد کاظم سے یہ تاریخ مرتب کرائی تھی۔ یہ حالات اورنگ زیب کی اورنگ آباد سے روانگی ۱۰۶۸ھ سے کر ... کے واقعات پر مشتمل ہے۔

عالمگیر نامہ چھپ چکا ہے۔ ہمارے ادارہ کا نسخہ ... عالمگیری کا نوشتہ ہے۔ کاتب کا نام تحریر نہیں ہے۔

(۲۵) نزہتہ الناظرین معروف بہ سیر الاخیار (فارسی)

مولفہ محمد اسلم بن محمد حافظ عصمت اللہ قادری ۱۱۸۵ھ م ۱۷۷۱ء شاہ عالم کے عہد میں لکھی گئی جس کا ذکر مقدمہ میں ہے۔ مصنف کا اصلی وطن لکھنؤ ہے ۱۱۸۲ھ میں تصنیف کی ابتدا کی اور ۱۱۸۴ھ میں مکمل کر کے حکمران وقت شجاع الدولہ کے نام سے معنون کیا۔

یہ مختلف تاریخوں کی مستند اور اہم تلخیص ہے۔ جو عمومی تاریخ اسلام اور تاریخ ہند پر مشتمل ہے مقدمہ میں ابتدائے آفرینش کا حال ہے۔ مقالہ اول میں انبیاء کرام، حیات نبوی، آپ کے

۵۴ ریو ج ۱ ص ۲۶۵، ۱۸۹، ایوے ص ۱۳۳، دی آئی ج ۲ ص ۱۲۴ ــــ (۱) ایسا اسٹوریٹ کیٹیلاگ ص ۱۰۱

Marfat.com

غزوات، خلفاء راشدین، ائمۂ عظام، اور فقہاء اربعہ کا حال ہے۔ دوسرے مقالہ میں ہندوستان

کے مہاراجگان اور شاہان دہلی میں ابراہیم لودھی کا حال ہے۔ تیسرا مقالہ امیر تیموریہ سے لے کر

شاہ عالم تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔

خاتمہ میں ہندوستان کے جغرافیائی حالات، مصنف کے ہم عصر علماء و مشائخ،

اور ہندوستان کے مشہور شہروں اور عجائبات کا تذکرہ ہے۔ پیش نظر نسخہ مصنف کے قریبی عہد

یعنی ۱۱۹۹ھ کا نوشتہ ہے اس کے اول صفحہ پر ایک مہر ثبت ہے۔ اور ایک جگہ چٹ لگی ہوئی ہے

جس پر تاریخ کتابت درج ہے۔ ممکن ہے کہ تاریخ کتابت غلط ہو۔ پھر بھی یہ نسخہ نہایت

اہم ہے۔

اس کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں بھی ہے۔ جو نامکمل ہے۔ اس میں اورنگ زیب

کے تخت نشیں ہونے کے بعد کے واقعات غائب ہیں۔ نسخہ ہٰذا کی جلد اول میں متن کے ساتھ

ساتھ اس کا انگریزی ترجمہ بھی ہے[1]

---

[1] ریو جلد اول ص ۱۲۱

Marfat.com

جرمنی کے تاریخی مخطوطات

قسط چہارم

شاہجہاں نامہ

شاہجہاں کے درباری شاعر ابوطالب کلیم ہمدانی کا منظوم نایاب مخطوطہ جو اس کے حسلیہ اوصاف، انساب جہانگیری عہد میں شاہجہاں کے کارناموں، محاربوں اور فتوحات سے شروع ہوتا ہے، کابل، قندھار، اور موبجات دکن و گجرات کی مہمات اور بنگش اور کانگڑہ کی فتوحات بھی بدرجہ احسن بیان کی گئی ہیں۔

یہ نسخہ دو حصوں پر مشتمل ہے جو ایک ہی جلد میں یکجا ہیں۔ پہلا حصہ ۵۷ اوراق میں ہے جو جہانگیر کے عہد کے ان واقعات و حالات پر بحث کرتا ہے جن سے شہزادہ خرم بالواسطہ یا بلاواسطہ وابستہ ہے۔ دوسرا حصہ ورق ۵۸ سے شروع ہو کر اکیسویں ورق ۱۶۱ پر ختم ہو جاتا ہے۔ آخر میں شاہجہاں کے دوسرے لڑکے شہزادہ شجاع کی جنگی کارناموں سے بحث کی گئی ہے جو دوسرے حصہ کا نا تمام حصہ ہے۔

ترقیمہ کے مطابق یہ مخطوطہ ۲۳ شعبان ۱۰۴۲ھ ۱۶۳۲ء یا ۲۴ رمضان ۱۱۴۲ھ ۱۷۲۹ء میں کتابت کیا گیا تھا اس لئے کہ سنہ یا صدی مرقوم نہیں ہے صرف ۴۲ سنہ لکھا گیا ہے۔ یہ سنہ اورنگزیب یا عالمگیر کا سنہ جلوس بھی ہو سکتا ہے۔ اگر آخر الذکر سنہ مانا جائے تو غالب ہے کہ یہ ترقیمہ

ہمدانی کی زندگی کا مکتوبہ نسخہ ہو۔ کاغذ کی ساخت، قلم کی روش، خطاطی کے آثار اور اسلوب تحریر سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ گیارھویں صدی کے ابتدائی نصف میں لکھا گیا ہو۔

اس کے نسخے بہت کمیاب ہیں ابھی تک اس پر کام نہیں ہوا ہے یہ اب تک شائع بھی نہیں ہوا ہے۔ برٹش میوزیم انڈیا آفس لائبریری میں اس کے نسخے ملتے ہیں۔

منطوقہ شاہجہانی

اس کو شاہجہاں کے سنہ جلوس اول یعنی ۱۰۳۷ھ م ۱۶۲۸ء میں بھگوان داس نے ترتیب دیا تھا۔ عبدالرحیم لاہوری نے ۱۶ فروری ۱۸۵۶ء میں اس کی کتابت کی ہے۔

مغلیہ دور کی یہ ایک تاریخ ہے جو شاہجہاں کے اجداد سے انساب ان کے حالات اور [illegible] کے واقعات پر مشتمل ہے جو شاہجہاں کے انساب اور حالات پر مکمل طور سے بحث کرتا ہے اس میں ۵۴ منطوقات ہیں پہلا منطوقہ شاہجہاں سے شروع ہوتا ہے جو شاہجہاں کی تعریف و توصیف سے مملو ہے۔ اس مخطوطے میں چنگیز خاں سے امیر تیمور گورگان تک کے انساب ہیں۔

ان منطوقات سے پہلے ایک تمہید شامل ہے جو بڑے ہی رنگین اسلوب میں شاہجہاں کی تعریف و توصیف پر مبنی ہے۔ نسخے کی کتابت بھی جلی نستعلیق میں بہت ہی دلکش انداز میں کی گئی ہے۔ اس کا ایک نسخہ سالار جنگ میوزیم میں بھی محفوظ ہے۔ اس کے علاوہ اور نسخہ کا سراغ نہیں ملا۔[1]

اولاد نامہ چنگیز خاں

یہ نسخہ میں ادب پور ملکشن سے دستیاب ہوا ہے جو ایشیاٹک سوسائٹی [illegible] سے منقول شدہ ہے۔ جیسا کہ آخر کے نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔

یہ نسخہ اس باب پر مشتمل تذکرہ ہے جو چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کے متعلق حوالوں اور ان کے انساب [illegible]

[1] محمد اشرف کرنٹیلاگ، سالار جنگ میوزیم حیدرآباد [illegible] ص ۱۱۸

Marfat.com

خاندانی حالات اور اولاد پر مشتمل ہے۔ اس نسخہ کے بارے میں ابھی مزید معلومات نہیں ہو سکی۔ آیا یہ شائع ہوا ہے یا نہیں اور اس کے مزید مخطوطات کہاں کہاں موجود ہیں

برٹش میوزیم لندن میں "**طبقہ اولادِ چنگیز خاں**" کا ایک مخطوطہ نامکمل حالت میں دیکھا گیا ہے جس کے بارے میں ریو نے لکھا ہے کہ یہ **ہلاکو خان** اور اس کے اخلاف سے بحث کرتا ہے۔ اور خاص طور سے ایلخانی خاندان کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے سلطان احمد بن اویس کے انتقال دسمبر ۸۱۳ھ م سنہ ۱۴۱۰ء پر ختم ہو جاتا ہے[۱] بہت ممکن ہے کہ یہ اولادِ چنگیز خاں ہی کا حصہ ہو۔ ہمارے نسخہ میں ایک طبقہ ضرور اس طبقہ کے مواد سے ملتا ہے۔ نسخہ بہر حال اہم اور نادر ہے اس کے کل ۲۹۸ اوراق ہیں۔ اور آخر سے قدرے نامکمل ہے

ہمایوں نامہ

غیاث الدین بن ہمام الدین مشہور بہ خواند امیر متوفی بعد از سنہ ۹۴۱ھ م ۱۵۳۴ء کا مصنف ہے۔ اس کے کاتب محمد حسین ہیں۔ سنہ ۱۳۰۲ھ م ۱۸۸۴ء کا مکتوبہ ہے۔ یہ ہمایوں کے عہد کے روزانہ کی حالات اس کے قوانین و ضوابط، خاص خاص ایجادات، ثقافتی اقدار و آثار پر مشتمل ہے۔ عہد ہمایونی کی عمارات کا بھی خاص طور پہ ذکر کیا گیا ہے

مورخ مذا کی یہ سب سے آخری تصنیف ہے جو اس نے اپنے انتقال سے ذرا قبل ترتیب دی ہے[۲]۔ یہ نسخہ بھی ہمیں اودے پور کلکشن سے دستیاب ہوا ہے۔

تذکرۃ الواقعات

یہ تذکرہ بھی ہمایوں کے عہد سے متعلق ہے جس میں اس دور کے چشم دید واقعات و حالات سے بحث کی گئی ہے۔ اس کے مصنف جوہر آفتابچی ہمایوں بادشاہ کے خاص خدمتگاروں میں سے تھے۔

---

[۱] ریو۔ جلد دوم ص ۸۰۴   [۲] اسٹوری ص ۵۳۲

Marfat.com

اور اپنے آقا کے ہمیشہ ساتھ رہے۔ الہٰ داد فیضی سرہندی نے بعد میں جوہر کے ایبا اوپر اس کو اچھے اسلوب میں ازسر نو ترتیب دیا تاکہ اکبر اعظم کو پیش کیا جا سکے۔[1]

تاریخ مظفری

سلاطین چغتائیہ پر ایک مبسوط اور مربوط تاریخ ہے جس کو محمد علی خاں انصاری نے ۱۳۰۲ھ م ۱۸۸۵ء میں مولوی مسیح الدین بہادر کے نسخہ سے نقل کیا۔

یہ تاریخ ابتداءً ۱۲۰۲ھ م ۱۷۸۷ء میں ترتیب دی گئی لیکن محمد شاہ بادشاہ کے عہد کے اور اس کے ما قبل ۱۲۲۵ھ م ۱۸۱۰ء تک کے حالات و واقعات کا بعد میں اضافہ کر لیا گیا۔ جو بنگال اور بہار کے نائب ناظم سید محمد رضا خاں مظفر (متوفی ۱۲۰۶ھ م ۱۷۹۱ء) کے نام معنون کی گئی۔

ریو نے برٹش میوزیم کے کیٹلاگ میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محمد شاہ کے پہلے کے سلاطین پر تو یہ تاریخ مختصر حالات پر مبنی ہے لیکن محمد شاہ اور اس کے بعد کے ادوار پر بہت ہی قیمتی اور اہم ہے۔ اس لئے کہ واقعات سال بہ سال اور عہد بہ عہد بیان کئے ہیں۔

ایچ۔ جی۔ کین نے اپنی تاریخ (Fall of mughal Empire) میں اسی سے مواد لیا ہے۔ اس کے ۲۰۶ سے ۲۳۲ اوراق کا ترجمہ دین محمد نے کیا تھا جو برٹش میوزیم میں اصل مسودے کی شکل میں محفوظ ہے۔[2]

ذکر ملوک

(تاریخ حقی)

معارج النبوۃ کے مشہور و معروف مصنف اور ہندوستان کے شہرہ آفاق محدث و عالم شاہ عبدالحق دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ م ۱۶۴۲ء نے ۱۰۰۵ھ م ۱۵۹۶ء میں ترتیب دی۔

---

[1] اسٹوری ص ۵۳۶-۵۳۷۔ [2] ریو ج ۱۔ ص ۲۸۲۔ و۔ اسٹوری ص ۵۲۲ ۵۲۳

Marfat.com

معزالدین بن سام کے عہد سے شروع ہو کر اکبر اعظم پر ختم ہوتی ہے۔ اور مشہور تواریخ طبقات ناصری اور تاریخ فیروز شاہی کے طرز پر ہے اور واقعات و حالات انھیں سے ماخوذ ہیں بہلول لودھی سے عہد اکبر تک کے حالات خود کے مشاہدات و واردات اور روایات پر مبنی ہیں

اس تاریخ میں صوبوں کے حالات بھی مختصراً بیان کئے گئے ہیں اب تک مکمل طور پر اس کو ترتیب نہیں دیا گیا۔ ایلیٹ اور ڈاؤسن نے جلد ششم میں اس کے کچھ حصص کا افذ کر کے انگریزی میں ۱۷۵ سے ۱۸۱ صفحہ تک ایک طرح سا خاکہ دیا ہے۔

اس ادارہ میں جو خطی نسخہ محفوظ ہے اس کے ۲۲۶ صفحات ہیں۔ ۱۶×۲۱ سینٹی میٹر میں ۱۳ سطریں ہیں ہے۔ قدرے کرم خوردہ ہے۔

مرآت واردات

خاندان تیموریہ کی تاریخ ہے جو شہنشاہ بابر سے شروع ہو کر محمد شاہی سنہ ۱۶ جلوس مطابق ۱۱۴۷ھ/۱۷۳۴ء تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ محمد شفیع وارد بن سید شریف نے ۱۱۴۶ھ مطابق ۱۷۳۳ء میں اس کی تکمیل کی۔ محمد شفیع۔ شاہ عالم، محمد اعظم شہزادوں کی خدمت کر چکے ہیں۔ انھوں نے ایک دیوان اور چار کتابیں ساقی نامہ، گلستان نیرنگ، مرآت فرحی اور چمن دیدار بھی تصنیف کی ہیں۔[۱]

یہ تاریخ بابر، ہمایوں، اکبر، جہانگیر، شاہجہاں، اورنگزیب، شاہ عالم، بہادر شاہ، جہاندار شاہ، فرخ سیر، اور روشن اختر محمد شاہ کے عہدوں کو محیط ہے۔ اس کے علاوہ مبارز الملک سربلند خان اور مہاراجہ ابھے سنگھ بن اجیت سنگھ کی جنگ کے واردات پر بھی الگ سے بحث کرتی ہے۔[۲]

یہ تین طبقات پر مشتمل ہے

پہلا طبقہ: جغرافیائی اور تاریخی حالات پر محتوی ہے

---

[۱] اسٹوری۔ ص۔ ۴۴۹ — [۲] اسٹوری۔ ص۔ ۶۱۰

Marfat.com

دوسرا طبقہ:- تاریخ ہند کے احوال بیان کرتا ہے۔

تیسرا طبقہ:- شعراء، ادباء اور دیگر ہندوستانی مصنفین کے تذکرے پر مشتمل ہے۔[1]

اس کے نسخے انڈیا آفس لائبریری لندن، برٹش میوزیم لندن، بانکی پور پٹنہ اور علی گڑھ میں پائے جاتے ہیں ان نسخوں کے علاوہ ہمارے ادارہ میں بھی اس کا اچھا نسخہ ہے جس کی کتابت غالباً تیرھویں صدی ہجری مطابق انیسویں صدی عیسوی میں ہوئی ہے

خلاصۃ التواریخ

یہ ایک اہم اور نادر نسخہ ہے جس کا سراغ اب تک نہیں مل سکا ہے مخطوطہ کا نام نہیں دیا گیا ہے اس کے مواد اور متن کے اعتبار سے کسی نے **خلاصۃ التواریخ** لکھ دیا ہے۔ محمد فضل امام بن ارشد خیرآبادی، اس کے مصنف ہیں جو ہندوستان کے مشہور و معروف خیرآبادی خانوادے کے چشم و چراغ علامہ فضل حق خیرآبادی کے والد ہیں مخطوطہ کے مطالعہ سے یہ نسخہ مصنف کا اصل نسخہ معلوم ہوتا ہے۔

مقدمہ میں مصنف نے لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کو چند معتبر تواریخ تاریخ فرشتہ، شمشیر خانی منتخب التواریخ سے اخذ کر کے ۱۲۲۴ھ م ۱۸۰۹ء میں ترتیب دیا ہے جس میں سات گفتار اور ایک خاتمہ بطور ابواب قائم کئے ہیں۔

گفتار اول:- در ذکر آدم و دیگر انبیاء مرسلین و اصحاب رسول اللہ و آل پاک ازواج مطہرات

گفتار دوم:- در ذکر صوفیاء کرام و اولیاء عظام

گفتار سوم:- در ذکر ملوک ایران، سلاطین کیانی، خلفاء عباسیہ، سلاطین چنگیزی و ذکر سلاطین تیموریہ تا محمد اکبر بادشاہ غازی

گفتار چہارم:- در ذکر راجگان ہندوستان بالخصوص دہلی و اجمیر وغیرہ

[1] اسٹوری - س ۱۱۱۶ - ۲ - ج ۱ - ۱ - ص - ۲۷۵

Marfat.com

گفتار پنجم :۔ در ذکر حکام غزنویہ لاہور
گفتار ششم :۔ در ذکر سلاطین سلجوقیہ و صفویہ و گجراتیہ و مصریہ وغیرہ
گفتار ہفتم :۔ در ذکر مشاہیر حکماء و اطباء و خوشنویسان
خاتمہ :۔ در بیان ہفت اقلیم و عجائب و غرائب بلدان وغیرہ

اس تاریخ کا ذکر کسی دوسرے کیٹیلاگ میں نہیں ملتا ہے۔ اسٹوری اور نزہۃ الخواطر میں بھی اس کا ذکر نہیں دیا گیا۔ مفتی امام صاحب کا قیام الور میں رہا ہے اور شاید وہیں اس کو تصنیف کیا ہے خود مصنف کا نسخہ ہونے کے سبب یہ دوسروں تک نہیں پہنچ سکا۔ حالانکہ مصنف نے مقدمہ میں اس کا اظہار کیا ہے۔ کہ اس کی تصنیف کے فوراً بعد ہی اس کتاب کی نقلیں شروع ہو گئی تھیں لیکن نسخہ ہذا (جو الور کے کلکشن سے ہمارے ادارہ میں آیا ہے) کے مطالعہ، حواشی تصحیحات اور عنوانات سے مترشح ہوتا ہے گویا یہ نسخہ اصل مسودہ ہو اس لئے کہ بعض مقامات عنوانات اور بعض صفحے متن کے لئے چھوڑ رکھے ہیں کہیں عنوانات، دائرے اور مواد و متن کے لئے جگہیں چھوڑ رکھی ہیں۔ بہر حال نسخہ نادر و نایاب ہے اور غیر مطبوعہ ہے جس کی بعد از تلاش و تفحص ترتیب و تدوین کی ضرورت ہے۔

خلاصۃ التواریخ از :۔ نامعلوم الاسم

یہ مخطوطہ نادر الوجود اور عزیز الدہر ہے اب تک تلاش بسیار کے باوجود اس کا سراغ بھی نہیں مل سکا ہے اس کے عنوانات اور ابتدائیہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی کسی مصنف کا اصل نسخہ ہے۔ اور پوری دنیا کی تاریخ بالخصوص ہندوستان کی تاریخ سے بحث کرتا ہے اس کے مواد سے کسی شخص نے اس کا نام خلاصۃ التواریخ لکھ دیا ہے مصنف نے کہیں کسی جگہ اس کا نام ظاہر نہیں کیا صرف ابتداء میں مصنف نے لکھا ہے کہ میں نے مندرجہ ذیل تواریخ سے اس کو ترتیب دیا ہے۔
حسن بن محمد علی شیرازی کی منتخب التواریخ یحییٰ عبداللطیف الحسینی الشافعی القزوینی

Marfat.com

کی لب التواریخ، روضۃ الصفا، تاریخ جہاں کشائے جوینی، تاریخ رشیدی، احمد غفاری کی تاریخ جہاں آرا طبقات ناصری اور اکبر نامہ — ان مذکرہ تواریخ میں شاید اکبر نامہ سب سے بعد کی تصنیف ہے۔ جو سنہ ۱۰۰۴ھ م ۱۵۹۵ء میں لکھا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ خلاصۃ التواریخ کا عہد تصنیف یقیناً سنہ ۱۰۰۴ھ م ۱۵۹۵ء کے بعد کا ہے

یہ تاریخ آخر سے ایک دم شاہ عباس صفوی اول 1587/996 تا ۱۰۳۸/۱۶۲۸ ۔ ان واقعات پر ختم ہو جاتی ہے ۔ جو سنہ ۹۹۸ھ م ۱۵۸۹ء میں گزرے اس سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ یہ سن مذکورہ سے پہلے نہیں لکھی گئی ہو گی ۔ بلکہ اس کے بعد کی تصنیف ضرور ہو سکتی ہے کیونکہ خاندان صفوی کو باب ہفتم میں لیا گیا ہے جو سب سے آخر باب ہے ۔ اس سے پہلے کا باب ششم جو خاندان مغلیہ سے متعلق ہے ۔ یہ باب جہانگیر (۱۶۰۵ تا ۱۶۲۷) کے سنہ ۱۰۲۰ھ م ۱۶۱۱ء تک کے حالات پر ختم ہوتا ہے ۔ جو دکن سے متعلق شاہ عباس صفوی اول شہنشاہ ایران کے پاس بھیجے گئے سفیر شاہ قلی ایلچی کی مراجعت پر ختم ہوتا ہے ۔

یہ کتاب کا آخری حصہ ہے لیکن آخر باب کے پہلے باب کا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب سن مذکورہ میں ترتیب دی گئی ہے ۔ اور آخری باب کے سنہ ۹۹۸ھ م ۱۵۸۹ء سے سنہ ۱۰۲۰ھ م ۱۶۱۱ء تک کے حالات یا تو غائب ہیں ۔ یا مصنف ان کو پورا نہیں کر سکا ۔

نسخہ ہذا کے سات ابواب ہیں جو فصول پر منقسم ہیں اور فصول طبقات پر اور طبقات کہیں کہیں طائفوں پر مشتمل ہیں ۔ پہلا باب انبیاء کرام کے بیان میں ہے ۔ دوسرا بعثت کے پہلے کے سلاطین سے متعلق ہے ۔ اس کی دو فصول ہیں پہلی فصل میں چار طبقات ہیں ۔ جو ایران کے امراء اور ملوک کے احوال پر محتوی ہے ۔ فصل دوم مغل طائفہ سے بحث کرتی ہے ۔ تیسرے باب میں تین فصلیں ہیں جو حضور سرور کائنات فخر موجودات سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ائمہ عظام کے حالات و واقعات پر مشتمل ہیں ۔

Marfat.com

چوتھے باب میں دو فصول ہیں جو بنو امیہ اور بنو عباسیہ سے بحث کرتی ہیں باب پنجم میں دس فصلیں ہیں، پہلی فصل صفاریہ دوسری فصل سامانیہ تیسری فصل غزنویہ، چوتھی فصل غوریہ پانچویں فصل گیلانیہ اور مازندران چھٹی فصل سلجوقیہ، ساتویں فصل خوارزم شاہی آٹھویں فصل اتابکان آذربائیجان اور نویں فصل سادات اسماعیلیہ وغیرہ خاندانوں کے حالات پر مشتمل ہے (دسویں فصل مقدمہ میں دے رکھی ہے لیکن کتاب میں دسویں فصل کا ذکر نہیں ملتا)

باب ششم تیموریہ خاندان سے بحث کرتا ہے اس میں چار فصول ہیں جو متعدد فرقوں میں منقسم ہیں، جن میں چنگیز خاں اور امیر تیمور سے سلاطین مغلیہ ہند تک بحث کی گئی ہے۔ ساتواں باب تاریخ ایران کو محیط ہے، اس باب میں بارہ طائفے اور ایک خاتمہ ہے جس میں شیخ صفوی اور شاہ عباس اول کی جانشینی تک کے حالات، واقعات اور فتوحات کا ذکر ملتا ہے یہ باب ایک دم ۹۹۸ھ م ۱۵۸۹ء سے متعلق حالات بیان کرتے کرتے ختم ہو جاتا ہے۔

مذکورہ باب سے پہلے چھٹا باب ۷۷۰ اوراق پر مشتمل ہے جو سلاطین چغتائیہ کے بارے میں ہے۔ اس میں بابر سے جہانگیر کے سن جلوس ۶ سنہ مطابق ۱۰۲۰ھ م ۱۶۱۱ء تک کے حالات ملتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آخر کا حصہ نا مکمل ہے اس لئے اس ساتویں باب میں ۹۹۸ھ م ۱۵۸۹ء تک کے حالات ملتے ہیں جب کہ اس سے پہلے والے باب ششم (جس میں عہد مغلیہ کا ذکر ہے) میں ۱۰۲۰ھ م ۱۶۱۱ء تک کے واقعات کا تسلسل ملتا ہے یعنی تیرہ سال کے واقعات آخر حصہ میں یا تو غائب ہیں یا مصنف اس حصہ کو پورا نہیں کر سکا۔

خلاصہ التواریخ کا یہ نادر الوجود نسخہ یا تو مصنف کا اصل مسودہ ہے اور اگر بفرض محال یہ اصل نسخہ نہیں بھی ہے۔ تو بھی یہ ایک ایسا وحید العصر اور عزیز الدہر مخطوطہ ہے جس کا اب تک کوئی سراغ نہیں مل سکا ہے۔ جہاں تک مشہور و معروف فہارس اور ببلیوگرافیز کا مطالعہ کیا گیا ہے

Marfat.com

قارئینِ کرام اور محققین سے گزارش ہے کہ اگر اس کا دوسرا نسخہ ان کی نظر گزرے اور شاذ نکتہ سے ناآشنا اس سے گزرے تو وہ مرتب کو ضرور مطلع کریں تاکہ اس کی روشنی میں اس تنقیدی جائزے کو بدل سکوں اور خود بھی اس سے بہرہ ور ہو سکوں۔

احوال سلاطین متاخرین

اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا۔ بہرحال مصنف کوئی درباری یا دربار سے وابستہ کوئی رکن رکین ہے جس کو شاہ عالم کے دور کا ہونا چاہیئے اس لئے کہ یہ تاریخ اورنگ زیب عالمگیر کی موت کے ذکر سے شروع ہو کر شاہ عالم کے ۲۵ سنہ جلوس پر ختم ہوتی ہے اس کی دوسری نقل کا کسی بھی ذخیرے میں ذکر نہیں ملتا۔ اسٹوری نے بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔

ابتدائی حصہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں کہیں کہیں غلط واقعات بھی مندرج ہیں جیسے اورنگ زیب کے انتقال کے بارہ میں مصنف نے زیب النساء کو روتا پیٹتا بتایا ہے جب کہ شہزادی زیب النساء اپنے باپ سے پانچ سال قبل مر چکی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ مصنف نے سہواً زیب النساء کا نام غلط لکھ دیا ہو اور نگ زیب کی ادیبیوں میں سے وہ زبدۃ النساء یا بدر النساء کے بجائے زیب النساء کا نام لکھ گیا ہو۔

اس مخطوطہ میں ۱۹۔ ابواب ہیں پہلے باب میں محمد اعظم کو تخت شاہی پر جلوس کے ... اسد خاں کے ذریعہ ہلاک جانے کا حال ہے پھر بھائیوں کی خانہ جنگی کا حال دیا ہے اسی طرح ... بیان کئے ہیں پھر سید برادران کا تسلط، عزالدین اور زمان بیگ کے خاندان کی لڑکی لعل کنور ... فرخ سیر، رفیع الدرجات، رفیع الدولہ، محمد شاہ، نظام الملک ... عروج ... نادر شاہ، احمد شاہ اور شاہ عالم کے بارے میں بہت کچھ تذکرہ ملتا ہے۔

اوراق ۱۵۰، سائز ۲۲ × ۱۳ سینٹی میٹر، سطر ۱۵، خط نستعلیق، مکمل، قدرے دیمک خوردہ، ۱۲۲۳ھ م ۱۸۰۵ء کا مکتوبہ ہے۔

Marfat.com

ظفر نامہ کابل

کسی نامعلوم الاسم مصنف کا منظوم کیا ہوا ایک اہم اور نادر نسخہ ہے جو انگریزوں اور افغانوں کے محاربات پر مشتمل ہے۔ افغانوں اور انگریزوں کے سیاسی تعلقات اور غزنی، قندھار اور کابل کی تاریخی حملوں اور محاصروں کا بھی تفصیلی ذکر ہے اسی کے ساتھ ساتھ کابل کے دشوار کن گھاٹیوں افغانی جنگی گھاتوں اور گوریلا طرز جنگ پر بھی تبصرہ ملتا ہے۔

یہ دو دفاتر پر مشتمل ہے اور یہ سنگھ والی ریاست الور کو پیش کی گئی ہے جیسا کہ مخطوطہ کے مقدمہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔ مصنف نے سال تصنیف ۱۲۶۰ھ م ۱۸۴۴ء دیا ہے لیکن اپنا نام نہیں دیا۔ اس کی تاریخ کتابت ۱۲۶۵ھ م ۱۸۴۹ء درج کی ہے۔ سال تصنیف اور سال کتابت میں پانچ سال کا فرق ہے یہ نسخہ مہاراجہ کے مشہور و معروف گورنمنٹ میوزیم کلکشن کے ساتھ اس ادارے میں منتقل ہوا ہے۔

اوراق ۲۲۱۔ سائز ۲۹×۱۶ سینٹی میٹر۔ سطر ۱۹ خط نستعلیق، مکمل نسخہ ہے اور اچھی حالت میں ہے ابھی تک اس کے دوسرے نسخے کا سراغ کسی اور کلکشن میں نہیں ملا ہے۔

مجمع الانساب

مصنف محمد بن علی بن محمد، مکتوبہ بیسویں صدی عیسوی۔ ایران کی مکمل تاریخ ہے جو ۷۳۳ھ م ۱۳۳۳ء میں ترتیب دی گئی اور سلطان ابو سعید کے وزیر غیاث الدین محمد کے نام معنون کی گئی تھی، لیکن ابتدائے زمانہ میں وزیر کا گھر برباد ہو گیا اور یہ تاریخ کھو گئی مصنف نے اس کو دوبارہ ۷۴۳ھ م ۱۳۴۲ء میں لکھا۔

مجمع الانساب کئی قسموں، طبقوں، گروہوں اور طائفوں میں منقسم ہے جس کی تقسیم بہت گنجلک اور پیچیدہ ہو گئی ہے۔ اس کے چند اور نسخے انڈیا آفس لندن، برٹش میوزیم

Marfat.com

لندن، لبنن گریڈ کلکتہ میں محفوظ ہیں۔ یہ اب تک شائع نہیں ہوئی ہے۔[۱]

تاریخ الحکماء

یہ مخطوطہ گیارھویں صدی ہجری مطابق سترھویں صدی عیسوی کی تصنیف ہے۔ اس کی کتابت اور کاغذ کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ گیارھویں صدی ہجری کے اواخر میں تصنیف ہوئی ہوگی۔ مصنف کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ کتاب یونان اور دنیائے اسلام کے مشہور اور نامی گرامی حکماء اور دانشوروں کے حالات اور ان کے کارناموں کے بیان پر مشتمل ہے۔

اس کی تیاری میر محمد حبلۃ الملک کے ذریعہ ہوئی جس کا اختتام شیخ بزرگ ار کے بیان پر ہوتا ہے۔ برٹش میوزیم کے کیٹلاگ میں بیان کردہ **نوادر بخ الحکماء** سے یہ بالکل مختلف ہے۔ جو علاءالدین منصور کے بیان پر ختم ہوتی ہے جو نویں صدی ہجری مطابق پندرھویں صدی عیسوی میں گزرے ہیں۔

صفحات :-	۱۵۴	خط :-	نستعلیق
سائز :-	۲۲×۱۳ سینٹی میٹر	مکمل/نامکمل :-	مکمل
سطور :-	۱۴	کیفیت مخطوطہ :-	بسیار کرم خوردہ و مرمت شدہ

نوادر بخ الحکماء

یونان کے حکیموں، فلاسفروں اور عہد اسلام سے پہلے کے حکماء کی مختصر تاریخ ہے۔ اکبر کے دور حکومت ۱۰۱۱ھ م ۱۶۰۲ء میں شہزادہ سلیم شاہ (جہانگیر) کی خواہش پر لکھی گئی۔ محمد شہرزوری کی تصنیف **ترجمہ نوادر بخ حکماء** جو قدیم حکیموں اور دانشوروں کے حالات پر مشتمل ہے سے فارسی زبان میں مقصود علی تبریزی نے اس کو ترجمہ کیا۔ بعد ازاں سید صدرالدین بن میر محمد صادق بن میر محمد امین نے اس کو ملخص کیا اور دلورام بن دیارام نے اس کی کتابت کی۔

---

[۱] سی۔ اے اسٹوری ص ۸۵ حصہ دوم ص ۸۲

Marfat.com

صفحات :- ۷۵ ؛ خط :- نستعلیق

سائز :- ۱۷ × ۲۴ سینٹی میٹر ؛ مکمل نامکمل :- مکمل

سطور :- ۱۲ ؛ کیفیت مخطوطہ :- بہتر - کرم خوردہ

تاریخ جہاں کشائے جوینی

خواجہ علاء الدین عطا ملک نے ۶۵۸ھ م ۱۲۵۹ء میں اسے تصنیف کیا - یہ گیارھویں صدی ہجری مطابق سترھویں صدی عیسوی کی نقل کردہ ہے - منگولوں کے عہد حکومت کی تاریخ ہے - جو چنگیز خاں کے دور سے لے کر ہلاکو خاں کے اسمٰعیلیہ فرقے کے خلفاء کے تاراج تک کے واقعات پر مشتمل ہے - آخر میں غیاث الدین الغ خاں، کیقباد اور شہزادہ غازان کے حالات کا بیان ہے

زیب التواریخ

لالہ گوکل چند کی تصنیف کردہ زیب النساء بیگم کی منظوم سرگزشت حیات ہے زیب النساء بیگم جسے بیگم سمرو بھی کہا جاتا ہے ایک خوش قسمت جرمن سپاہی والٹر رین ہارڈ کی بیوہ تھی - جو ہندوستان میں سومبر یا سمرو کے نام سے مشہور ہے جس کا انتقال ۱۷۷۸ء میں ہوا -

زیب النساء بیگم نے جو اپنے خاوند کی وفات کے بعد اس کی ریاست کی وارث اور اس کی رجمنٹ کی کمانڈر بنی - شاہ عالم کے عہد حکومت کے واقعات میں ایسا اہم رول ادا کیا کہ جس کی وجہ سے اس کو "فرزند عزیزہ" کا خطاب ملا - ۱۸۲۵ء میں اس کی وفات ہوگئی -

مصنف نے جو کہ زیب النساء بیگم کا منشی تھا اور جس نے اس کے نام پر اس کتاب کا عنوان ترتیب دیا - پہلے اپنی اس ہیروئن (زیب النساء) پھر کرنل جارج الیگزینڈر ڈائس، (ظفر یاب خاں کا لڑکا جو رین ہارڈ کی پہلی بیوی کے بطن سے تھا) اور اس کے بعد کرنل کے دونوں لڑکوں ڈیوڈ اوچر لونی ڈائس اور جان تھامس ڈائس پر قصیدے لکھے ہیں - اور پھر کہتا ہے کہ زیب النساء کو حالات

Marfat.com

زندگی جو نثر میں منشی جے سنگھ رائے نے لکھے تھے ان کے گم ہو جانے کی شکل میں ان حالات کو نظم میں لکھنے کے لئے جے سنگھ رائے نے اس سے درخواست کی۔

اس کی تاریخ تصنیف ذیل کی لائنوں سے نکلتی ہے۔

بہ سال ہجدہ صد عشرین و اثنان　　مرتب شد کتاب از فضل یزداں

گورنمنٹ آف انڈیا کی اجازت سے اس کی ترتیب و تدوین کا کام مولانا منظور الحسن برکاتی صاحب نے ختم کر لیا۔ اب یہ عنقریب شائع ہونے والی ہے

تاریخ جہاں نما

حکیم الٰہی جو حکیم الہند کے نام سے مشہور ہیں، کی تصنیف کردہ جغرافیائی خصوصیات کی حامل دنیا کی تاریخ ہے جس کی ماٰخذ انگریزی کی جغرافیہ اور فارسی کی تاریخی کتابیں ہیں۔ یہ مصنف کے خود کے قلم سے نقل کردہ نسخہ ہے جو ایک مقدمہ دو مقالوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں بارہ فصلیں ہیں جن میں صرف جغرافیائی حالات ہیں۔ پہلے مقالہ میں چار باب ہیں جن میں مشرقی براعظموں کے حالات ہیں۔ پھر ہر باب مزید فصلوں میں منقسم ہیں۔ دوسرے مقالہ میں دو باب ہیں جن میں مغربی براعظموں کا ذکر ہے جو پھر مزید فصلوں میں منقسم ہیں۔ آخر میں مصنف کی دوسری تصانیف کا ذکر ہے۔ یہ نسخہ خود مصنف کا تصحیح شدہ ہے جو سرورق پر تحریر شدہ ایک عبارت سے ظاہر ہے۔

"تاریخ جہاں نما تصنیف حکیم الہند ریاضی بنظر ثانی مصنف کہ بخطِ مصنف شدہ"

احوالِ فرنگ

یہ نسخہ حدیقۃ الاقالیم جو کہ مرتضیٰ حسین عرف اللہ یار عثمانی بلگرامی کی تصنیف ہے کا ملخص ہے۔ حدیقۃ الاقالیم میں نئی دنیا امریکہ کے حالات کا ذکر نہیں تھا۔ اس لئے کپتان جان تھن اسکاٹ کی حکم پر اس کو ملخص کیا گیا۔ مقصد امریکہ کو دنیا سے روشناس کرانا تھا۔

Marfat.com

یہ مختصر نسخہ چار حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصہ میں یوروپ دوسرے میں ایران، توران، اور ہندوستان، تیسرے میں امریکہ اور چوتھے میں جنوبی امریکہ کے حالات ہیں۔ انگریزی تاریخی کتابیں اس کا ماخذ ہیں۔ یہ نسخہ سمت ۱۸۸۱ کا نقل شدہ ہے۔

تاریخ عجائب الغرائب

دنیا کی تاریخ ہے جس میں اصطلاحات کی تعریفات، تاریخی حکایات، اہم واقعات، مشہور جگہوں کے حالات اور دنیا کے عجائبات و نوادرات کے ساتھ مغلیہ عہد حکومت کے پیمانے، اوزان، ناپ اور مغلیہ بادشاہوں، سلجوقیوں اور عباسی خلفاء کی مختصر تاریخ ہے اس کے مصنف کا پتہ نہیں چل سکا یہ کتاب غالباً ۱۱۴۹ھ مطابق ۱۷۳۶ء کی تصنیف ہے۔

مفتاح الاسرار

اوراق :-	۲۹۹	سائز :-	۱۶ × ۲۷ سینٹی میٹر
سطور :-	۲۰	مکمل نامکمل :-	مکمل

کیفیت مخطوطہ :- درست حالت ۔ کرم خوردہ و آب رسیدہ

تاریخ کا بڑا نادر اور بہتر مجموعہ ہے مضامین کی تفصیل ذیل کے اندراجات سے واضح ہے اس کے مصنف اور اس کتاب کے دوسرے نسخے کے سلسلہ میں اب تک مزید تفصیل معلوم نہیں ہو سکی ہے۔

یہ کتاب دس خزانوں پر ترتیب دی گئی ہے، اور ہر خزانے میں متعدد گنجینے ہیں

خزانۂ اول ۔ نو گنجینوں پر مرتب ہے

خزانۂ دوم ۔ در تعداد انبیاء ۔ چار گنجینوں پر مرتب ہے

خزانۂ سوم ۔ ملوک عجم چار گنجینوں پر مشتمل ہے۔

خزانۂ چہارم ۔ از آدم تا نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم چار گنجینوں پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

خزانۂ پنجم۔	دربیان خلفاء	دو گنجینوں پر مشتمل ہے
خزانۂ ششم۔	بعض طبقات سلاطینِ دیگر	چودہ گنجینوں پر مشتمل ہے
خزانۂ ہفتم۔	دربیان خانان ترکستان	مشتمل بر چہار گنجینہ
خزانۂ ہشتم۔	ان والیوں کے بیان میں جو چنگیز خانیوں کے معاصر تھے۔ تا زمان تیمور	
خزانۂ نہم۔	امیر تیمور اور ان کے سلاطین کے بیان میں۔ تا شہاب الدین شاہجہان خرم	
خزانۂ دہم۔	ترکمانان دیگر	
خزانۂ یازدہم۔	سلاطین صفویہ و خواقین	
خزانۂ دوازدہم۔	در سلاطین دکن	

اولہٗ:۔ مفتاح دربیان علم تاریخ و سیر و تحقیق الفاظ ۔

آخرہٗ موجب فیروزی سلطان محمد قطب شاہ رحمت رب الخ ۔

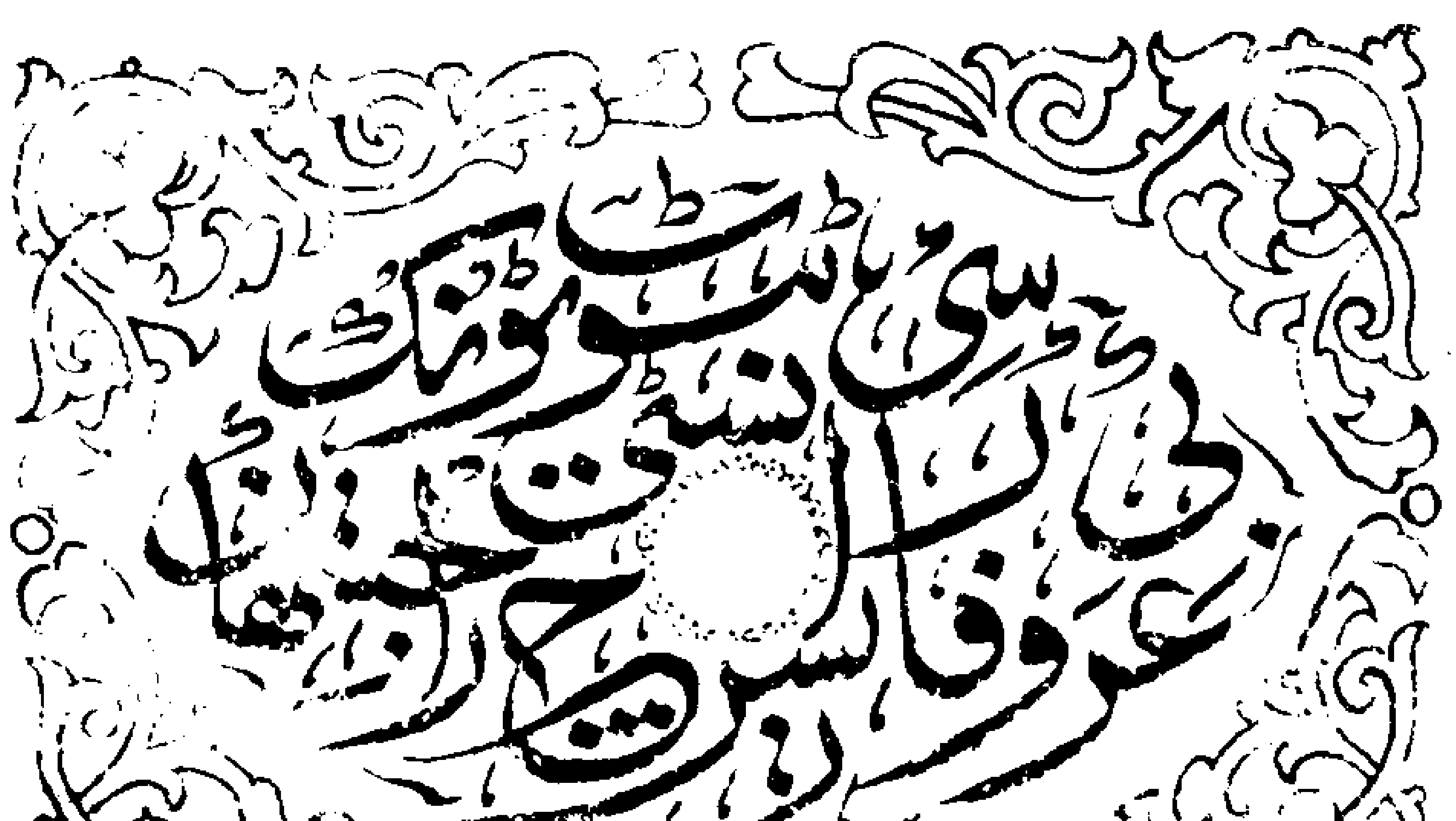

[illegible]

ادبی و تاریخی تحقیقات

اکبر کے نورتن کی ایک نادر تحریر

مغلیہ شان و شوکت کا سورج ڈھل گیا - آج نہ بابر ہے نہ ہمایوں اور نہ اس کے بھائی کامراں کی کشمکش ، نہ اکبر اعظم کا جاہ و جلال - نہ جہاں گیر کا عدل و انصاف ہے نہ شاہجہاں کی شان و شکوہ نہ اورنگ زیب کی سیاست و حکمت عملی ہے اور نہ دارا شکوہ بلند اقبال ہیں - نہ رفیع اختر مراد ، نہ بیرم خاں نہ علی مردان خاں ، نہ شائستہ خاں ، نہ میر جملہ اور مرزا ، راجہ جے سنگھ ، جسونت سنگھ اور نہ عبدالرحیم خانخاناں یہ سب تاریخی شخصیتیں ختم ہو گئیں - نہ اہل سیف رہے نہ نبرد آزما حکمراں - اور نہ ہی اہل قلم - سب کے کارنامے تاریخ کے اوراق پارینہ میں محفوظ ہیں -

تاریخ اٹھا کر دیکھئے ! کہیں اکبر کی مہمات کا نقشہ ملے گا - تو کہیں شاہجہاں کے فنون لطیفہ ، اور شان و شوکت کی دل پسند داستانیں ، کہیں اورنگ زیب زاہد خشک کی مصفّٰی اور مقدس زندگی کے اصول ، لیکن کسی کو ہم آنکھ سے نہیں دیکھتے - صرف اہل قلم ہی کو دیکھتے ہیں - ان کی تصویر ہم ان کی زبانی انھیں سے سنتے ہیں - ان کی پوری زندگی ہماری آنکھوں کے سامنے نمایاں اور واضح ہو جاتی ہے

بابر کو ہم اس کی تنزک سے جھانکتے ہیں ، ہمایوں کو گلبدن بیگم کی زبانی سنتے ہیں - اکبر کو ابوالفضل کے سحر انگیز قلم سے قشقہ کھینچے دیکھتے ہیں - جہانگیر کو بھی اسی کے قلم سے دیکھتے اور اس کی تنزک کے جھروکے سے درشن کرتے ہیں - ادھر دارا شکوہ

لہ مشمولہ برہان بابت ماہ جولائی [illegible]

Marfat.com

کو سفینۃ الاولیاء سے مطالعہ کرتے ہیں۔ اور عبد الرحیم خانخاناں کو واقعاتِ بابری اور فارسی ہندی شاعری سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح ہم مغلیہ دور کے اہل فن اور اہل قلم حضرات کا مطالعہ ان کی زبان سے کر سکتے ہیں۔ ان کی شخصیتیں آج تک ان کی تحریروں اور ان کی نگارشات میں چھپی ہوئی ہیں۔

ذرا غور کیجئے۔ اکبر کے جامع حیثیات جنرل اور شاعر و مؤرخ عبدالرحیم خان خاناں کو کہاں سے اور کیسے دیکھ سکتے ہیں؟ اس کی انگلیوں کی نشانی، اس کے قلم کی کشش، کشیدگی اور مدور تحریر سے دیکھ سکتے ہیں جس کا ذکر ہم اس مقالہ میں کریں گے وہ نادر تحریر اکبر کے اسی نورتن عبدالرحیم خان خاناں ابن بیرم خاں کی ہے۔ یہ وہی بیرم خاں ہے جو ہمایوں بادشاہ کا سپہ سالار اور بعد میں اکبر اعظم کا مطلق العنان نگراں اور وزیر اعظم تھا۔ یہ خاندان مغلیہ کا گویا بسمارک[1] اور کوٹلیہ[2] تھا۔ اس کا زوال دیکھ کر گویا بسمارک کا سا زوال نظر آتا ہے۔

اسی بدنصیب اور نامراد باپ کا بیٹا عبدالرحیم خانِ خاناں تھا۔ جو بیرم خاں کے شہید ہو جانے کے بعد اکبر اعظم کے سایۂ عاطفت میں تعلیم و تربیت پا کر اکبر کے نورتن میں جگہ پاتا ہے۔ اسی عبدالرحیم خان خاناں کی ایک نایاب قلمی تحریر کا اب ذکر کرنا ہے جو ہمارے ایک قلمی نادر نسخہ پر مرقوم ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ خان خاناں جیسا رزم کا دھنی اور جیسا بساطِ سیاست کا شاطر تھا ویسا ہی اپنے علمی وارفع ادبی ذوق اور صلاحیت کے لئے مشہور و معروف تھا۔ جہاں دکن کی مہمات اسے تلوار کا دھنی قرار دیتی ہیں وہاں اس کی ہندی شاعری، اس کی تصنیفات اور ذوق کتب بینی آج بھی اس کو سخنداں، سخن ور، اور شاعر و مؤرخ مانتی ہیں۔ اس نے رزم کے میدان سے ہٹ کر

---

[1] بسمارک (Bismarck) جرمنی کا چانسلر اور یورپ کا مشہور مدبر اور سیاست داں گزرا ہے جس نے ۱۸۷۱ء میں جرمنی کو متحد کیا۔ اور بعد میں پورے یورپ کو اپنے اشاروں پر چلایا۔

[2] کوٹلیہ جس کو چانکیہ بھی کہتے ہیں چندر گپت موریہ کے زمانے میں ہوا ہے جو سیاسیات اور معاشیات کا ماہر تسلیم کیا جاتا ہے

Marfat.com

ایک علمی اور ادبی میدان پیدا کر لیا تھا۔ جب بھی تلواروں کی جھنکار اور نیزوں کی بوچھار سے اسے فرصت ملتی تھی وہ ایک ایسی دنیا میں پہنچ جاتا تھا۔ جہاں ادبا، علماء، فضلا اور محققین کی مجالس ہوں جہاں شعراء کی موشگافیاں ہوں تو کہیں ان کی زمزمہ ریزیاں اور نغمہ سنجیاں۔ ایسا فخرِ روزگار اور انمول رتن بڑی کس مپرسی اور عبرت خیز و ویران بستی میں اجڑے اجڑے سے مقبرے میں آرمیدہ اپنے کارناموں کا صلہ مانگ رہا ہے۔

اس کا مقبرہ ہمایوں کے مقبرے کے پاس دہلی میں اب بھی کھڑا ہے لیکن ویران برباد، اور اجڑا اجڑا جس کا سنگِ مرمر خان خاناں کا کفن بن کر اسی کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ اس کی عظمتیں بھلا دی گئیں۔ اس کی صفات۔ جگہ جگہ کسی کونے کھدرے میں پڑی ہیں یا کسی کتاب اور مخطوطے میں خون کے آنسو رو رہی ہیں۔ مگر وہ آج بھی زندہ ہے۔

بظاہر اس کا جسم ضرور فنا ہو گیا۔ اس کی سیاسی عظمتیں گو بھلا دی گئیں لیکن علمی اور ادبی دنیا میں خان خاناں زندہ جاوید ہے۔ اس کی تصانیف زندہ ہیں اس کی قلمی تحریریں آج بھی ہماری آنکھوں کے لئے اجالا ہیں۔ ہم اس کی خوبصورت، دلکش اور مدور تحریریں اس کو دیکھ سکتے ہیں اس کے ہاتھوں کی خوبصورتی کا احساس کر سکتے ہیں۔ اور اس کی سڈول بھاری بھاری اور خوبصورت انگلیوں کو دیکھ سکتے ہیں۔

- خان خاناں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک تحریر ہمارے ایک مخطوطے **مروج الذہب و معدن الجواہر** کے ایک ورق پر مرقوم ہے بڑی واضح، دلکش، صاف اور نمایاں، اس کے جلی حروف، اور روشنائی سے ایسا جان پڑتا ہے۔ گویا آج ہی لکھی گئی ہو۔

یہ تحریر عبدالرحیم خان خاناں کے خود کے قلم سے لکھی ہوئی ہے جس کے ثبوت میں اسی کے دستخط ثبت ہیں۔ یہ مخطوطہ اکبر کے آخری دور میں لکھا گیا۔ اور دکن سے **مومن** تاجر نے خانِ خاناں

Marfat.com

کی خدمت میں بھیجا- اس مخطوطے کی اہمیت اس لئے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ اکبر کے دور کا مکتوبہ ہے اور مغلیہ کتب خانوں کی زینت بنا رہا- اس کے ساتھ ساتھ اس پر عبدالرحیم خان خاناں جیسے لائق درباری اور جنرل کے ہاتھ کی تحریر اور دستخط ثبت ہیں- عبارت یہ ہے-

"اللہ اکبر"

ایں کتاب کہ مشہور بہ "تاریخ مسعودی" است- موسوم بہ مروج الذہب

محمد مومن تاجر از پیش دکن فرستاد- بتاریخ رسید ۲۱ ربیع الثانی ۱۰۳۰ھ

راقم ایں حروف عبدالرحیم ابن بیرم خاں عفی عنہما

یہ تحریر اس وقت کی لکھی ہوئی ہے جب کہ شاہجہاں کی شان و شوکت عین شباب پر تھی اور اس کا خواب مرمریں پایۂ تکمیل کو پہنچنے جا رہا تھا- کبھی وہ اس کی خوبصورتی اور رعنائی میں کھو جاتا ہے تو کبھی بلخ و بدخشاں کی لاحاصل مہمات اس کو بے چین کئے دیتی ہیں- کبھی کابل و قندھار لشکر بھیجتا ہے تو کبھی دکن کے حالات باعث تردد بنتے ہیں- کبھی ممتاز محل کی یاد اس کے دل میں چٹکیاں لینے لگتی ہے- ٹھیک اسی وقت خان خاناں سیاست سے بے نیاز ہو کر ادبی دنیا میں کتب بینی میں منہمک نظر آتا ہے- کبھی ہندی دوہوں کی تخلیق کرتا ہے تو کبھی تزک بابری کا ترکی سے فارسی میں ترجمہ کرتا ہے- کبھی دکن سے کتابوں کے تحفوں کی رسید دیتا ہے اور پھر اپنے علمی مشاغل میں ڈوب جاتا ہے

۱۰۳۰ھ م ۱۶۲۱ء میں دکن کے ایک تاجر محمد مومن نے تاریخی شاہکار مروج الذہب بھیجی جس کو خان خاناں نے اپنے کتب خانہ کی زینت بنائی یہی وہ کتاب ہے جو زمانہ کے حادثات و سانحات سے بچتی بچاتی نہ جانے کن کن دشوار کن منازل سے گزرتی ہوئی آج ہمارے اس ادارے کو مزین کئے ہوئے ہے

یہ کتب خانہ نواب محمد علی خاں بہادر والیٔ ریاست ٹونک کا جمع کردہ ہے

Marfat.com

جس نے فروغ علم وادب کے لئے دنیا کے گوشے گوشے سے نادر کتب و مخطوطات خریدنے میں بے دریغ رقم صرف کی اور اپنی پوری زندگی اسی مشغلہ میں گزار دی۔ نواب ممدوح ایک متبحر عالم، مجتہد، مصنف اور عالم ہونے کے ساتھ ساتھ سفینۂ علم و ادب کے کھویا تھے، یہ نایاب نوادر کا ذخیرہ انہیں کی یادگار ہے اور علمی و ادبی دنیا کے لئے خراج تحسین اور صلہ[1]۔

یہی وہ ذخیرہ ہے جو کتب خانہ سعیدیہ کے نام سے مشہور تھا جو نہ صرف راجستھان بلکہ پورے ہندوستان میں ان گنے چنے کتب خانوں میں سے ایک تھا جو انگلیوں پر شمار کئے جا سکتے ہیں اسی کتب خانہ میں وہ شہ پارے اور جواہر ریزے ہیں جو مصر و کابل و قندھار اور سمرقند و بخارا تک کے محققین کو کشاں کشاں لاتے تھے۔

یہی وہ کتب خانہ ہے جس سے مولانا آزاد کو دلچسپی تھی۔ جس سے مولانا مرحوم خود بھی استفادہ کرتے تھے اور بہت سے علماء کو اس کتب خانہ کی سیر کرنے کا مشورہ دیتے تھے کبھی مصر کے محقق آتے تھے تو کبھی آکسفورڈ سے اسکالرز آتے تھے۔ اسی کتب خانہ کا ایک نایاب قلمی ذخیرہ **عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ** کو منتقل ہو گیا ہے اور اب بھی ٹونک کے ویران کھنڈرات اور قدیم آثار میں علمی و ادبی سرمایہ لئے ہوئے دنیائے علم و فن کو دعوت دے رہا ہے

یہی ٹونک وہ خوش نصیب مقام ہے جہاں سے اورنگ زیب کے رایات ظفر آیات گزرے تھے۔ یہی وہ پر فضا ٹونک ہے جہاں موہنا منصور کی رومان افروز اور روحانی داستانیں لکھی گئی ہیں اور یہیں دونوں کے مزارات اب بھی اہل دل اور اہل نظر کے لئے سوز و گداز کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ یہی وہ پر بہار اور تاریخی جولاں گاہ ہے جہاں مرہٹہ لشکر گزرے۔ جہاں ہولکر اور سندھیا کی فوجیں

---

[1] ریاست ٹونک ۱۸۱۷ء میں امیر الدولہ نواب محمد امیر خاں نے انگریزوں سے جنگ کرکے بہ صلح کی تھی۔ نواب محمد علی خاں اسی آزادی کے سپاہی اور نبرد آزما سالار کے پوتے تھے جنھوں نے تلوار کے میدان سے الگ علمی بنیادات خود ایک ایسی علمی دنیا بسائی جو کبھی بھلائی نہیں جا سکے گی۔

Marfat.com

کوچ کرتی ہوئی گزریں یہیں امیر خاں نے جنگ آزادی کا سبقِ اوّل پڑھایا، یہی وہ روحانی زمین ہے۔ جہاں سید احمد شہیدؒ کا کاروان ٹھہرا، اور یہی وہ دلکشا مقام ہے جہاں سے بریلوی تحریک کے منصوبے بنے اور اسی مقام سے انگریزوں کے خلاف جہاد کی قراردادیں پاس ہوئیں۔ یہیں سے مولوی اسمٰعیل شہیدؒ کے متبرک و مسعود قدم گزرے ہیں۔

اسی مقام کے ایک گوشے میں **عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ** کا بیش بہا ذخیرہ اسلاف کی دیدہ ریزیوں اور کاوشوں کو سموئے ہوئے سببِ فخر و مباہات بنا ہوا ہے۔ اسی بیش بہا ذخیرے میں کہیں خطاطی کے نایاب نمونے ہیں تو کہیں شاہانِ مغلیہ کی مہروں کے نمونے، کہیں علماء و فضلاء کی قلمی اسناد ہیں۔ تو کہیں جنرلس اور امراء کی نگارشات۔ اور کہیں اولیاء اور شیوخ کی تصنیفات و تالیفات ہیں۔

ان ہی میں کا ایک نمونہ یہ زیرِ بحث نسخہ **مروج الذہب ومعدن الجواہر** بھی ہے جو نہایت خوشخط اور دیدہ زیب ہے۔ قدیم خطاطی کا بہترین نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس نسخہ کی تیار کردہ روشنائی اور قلم کا اعلیٰ و احسن معیار بھی ہے۔ کاغذ بادامی، غیر مجدول، کرم خوردہ، اور مقطوع ہے۔ لیکن خط کی تحریر بہت صاف، واضح اور نمایاں ہے۔ ایسا معلوم پڑتا ہے۔ گویا آج ہی لکھا گیا ہو۔ آخر کے چند اوراق مرمت شدہ ہیں

یہ نسخہ تقطیع کلاں پر مشرق دنیا کے بہترین خطاط محمد بن علی بن شمسی دری نے ۹۹۳ھ م ۱۵۸۵ء میں تیار کیا۔ اس وقت لکھا۔ جب کہ اکبری جلال کا سورج ڈوب رہا تھا۔ اور اکبر کا چہیتا دوست ابوالفضل، جہانگیر کے اشارہ پر قتل کیا جا چکا تھا۔ اور اکبر اپنے چہیتے اولاد بیٹے سلیم شیخو بابا کو کبھی نظر بند کرتا ہے اور کبھی باغی قرار دے کر اپنی نظروں سے دور کرتا ہے تو کبھی بڑے چاؤ اور دلار سے

Marfat.com

اس کی خطائیں معاف کر کے اشارے سے ھمایوں کی تلوار بندھوا کر اور اس کے سر پر شاہی پگڑی رکھ کر اس کو اپنا جانشین بناتا ہے۔

یہ وہی سال ہے جب اکبر موت کے بستر پر اپنے لاڈلے شیخو بابا کے سر پر ہاتھ رکھے ۱۶۰۵ء کے اکتوبر کا انتظار کر رہا ہے۔ ادھر محمد بن علی اس نایاب کتاب کی تکمیل میں اپنا قلم تیز سے تیز تر کرتا ہے ادھر اکبر کی زندگی کے دن کم سے کم ہوتے جاتے ہیں۔ اکبر کے مرنے سے کچھ ماہ قبل اس مخطوطے کی کتابت ختم ہو جاتی ہے جو بعد میں بیرم خاں کے بیٹے خان خاناں، شاہجہاں اور اورنگ زیب کے کتبخانوں کی زینت بنی رہی۔

یہ مخطوطہ بہت ضخیم ہے کل ۷۸۸۔ اوراق ہیں، ہر ورق میں ۲۵ سطور ہیں۔ پہلے ورق پر چھ مہریں ثبت ہیں جو سعیٔ بہیم کے باوجود اب تک نہیں پڑھی جا سکیں۔ ہو سکتا ہے کسی نے اس کتاب کو اپنی ملک بناتے وقت ان مہروں کو مٹانے کی کوشش کی ہو ممکن ہے کہ یہ مہریں جہانگیر اور شاہجہاں کی ہوں یا کسی بڑے منصب دار اور تحویل دار کی۔ بہر حال صاف سمجھ میں نہیں آتیں

آخر ورق کی تین مہروں میں سے صرف دو ہی سمجھ میں آتی ہیں۔ یہ دونوں مہریں اورنگ زیب کی ہیں جن کے نقوش بھی مٹتے جا رہے ہیں۔ ان مہروں میں بھی صرف یہ حروف صاف سمجھ میں آتے ہیں۔ "عالمگیر بادشاہ" اس کے علاوہ اور حروف محو شدہ ہیں۔

یہ بات بحث طلب ہے۔ کہ آیا یہ مہریں اورنگ زیب عالمگیر کی ہی ہیں یا عالمگیر ثانی کی لیکن "عالمگیر بادشاہ" بہت صاف اور نمایاں ہے اور مہر کی پہلی سطر میں کندہ ہے دوسری سطر کے حروف محو شدہ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان حروف میں اورنگ زیب کے کسی تحویل دار کا نام کندہ ہو جو مٹ گیا ہے۔ اگر عالمگیر ثانی ہوتا۔ تو لفظ ثانی ٹھیک عالمگیر کے بعد میں کندہ ہوتا۔ جس طرح عالمگیر ثانی کی اور مہروں میں کندہ ہے۔ اغلب یہی ہے کہ یہ دونوں مہریں اورنگ زیب عالمگیر ہی کی ہیں جس کے کتب خانے

Marfat.com

میں یہ تاریخ مسعودی رہی ہوگی

اس کے بعد کا حال کچھ معلوم نہیں کہ یہ نسخہ اورنگ زیب کے کتب خانہ سے نواب محمد علی خاں بہادر کے پاس کس طرح آیا اس دور کی نہ تو کوئی مہر ہے اور نہ ہی کوئی تحریر ہے جس سے یہ اندازہ ہو سکے کہ اورنگ زیب کے بعد پھر یہ نسخہ کہاں کہاں رہا ہے۔ صرف ایک مہر دیوان شمس الدین[1] کی مع ان کے دستخط ثبت ہے۔

شاہی مہریں اور خان خاناں کی تحریر اس نسخہ کی اہمیت کو اور بڑھا دیتی ہیں گو یہ نسخہ چھپ چکا ہے لیکن اس کی قلمی اور تاریخی اہمیت کی بنا پر اور بھی زیادہ قدر ہے۔ چغتائی تہذیب اور ان کی علم پروری کی زندہ نشانی، عبدالرحیم خان خاناں کے رشحات قلم اور اورنگ زیب عالمگیر کی مہر والے تبرکات ہمیشہ اس مخطوطے کی اہمیت اور قدر کو دوبالا کرتے رہیں گے

مروج الذهب ومعدن الجواهر کے مصنف کا نام قطب الدین[2] ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی ہے نویں صدی عیسوی کے اواخر میں بغداد میں پیدا ہوئے ۹۱۲ء کے بعد سے جوانی ہی میں سفر شروع کیا۔ طبیعت بہ اعتبار تنوع پسند اور جدت طراز تھی مشاہدات اور تجربات سے دل لگاؤ تھا اسی وجہ سے فارس، ہندوستان، سیلون، سسلی، اور نیز جزیرۂ عرب و شام و روم کا سفر کیا۔ ہندوستان آنا تو یہاں کی کتب سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ آخر عمر میں یہیں قیام پذیر ہو گئے۔

موصوف نے خلیفہ مطیع اللہ بن مقتدر عباسی کے زمانہ سے تاریخ و جغرافیہ میں تصنیف و

---

[1] دیوان شمس الدین قابل اور فاضل دیوان تھے جنھوں نے وزیران ... نواب محمد زیر خاں ... امین الدولہ نواب ... خاں اور ... الدولہ نواب محمد ابراہیم علی خاں والیان ریاست ٹونک کا زمانہ پایا۔ موصوف مؤرخ و مصنف ... تھیں جن کی مہریں اور دستخط اس ذخیرے کی بیشتر کتابوں پر پائے جاتے ہیں۔

[2] کشف الظنون ج ۲ ص ۱۵۶ مطبوعہ ...

Marfat.com

تالیف کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۶ء میں فسطاط (مصر قدیم) میں انتقال کیا[1]

فن تاریخ کے ماہر اور دیگر علوم کے متبحر فاضل تھے

آپ نے شروع میں ایک کتاب **اخبار الزمان** لکھی تھی جو بیس جلدوں پر مشتمل تھی اس میں عمرانیات، تاریخ اور جغرافیہ سے بحث کی ہے۔ اور تمام دنیا کے مشہور ممالک کے احوال بڑی دلچسپی سے بیان کئے ہیں۔ لیکن ضخیم ہونے کی وجہ سے اسے مختصر کیا۔ اور **اوسط** نام رکھا جو **اخبار الزمان** کا تتمہ کہا جاتا ہے۔ مگر اوسط کو مختصر کر کے یہ کتاب تیار کی۔ اور کثیر الفوائد ہونے کی وجہ سے اس کا نام **مروج الذہب ومعدن الجوہر** رکھا

اس کتاب میں صحابہ کے زمانے سے لے کر ۳۳۲ھ تک کے اہل قلم اور ارباب فکر و نظر کے طبقات اور اخبار و آثار بیان کئے ہیں اور مصریوں کے ابتدائی حالات وانکشافات اہرام مصر کی مدد سے لکھے ہیں۔ **قاموس المشاہیر** میں مسعودی کا ذکر کرتے ہوئے مرتب بتاتا ہے کہ **مروج الذہب** کا ترجمہ سپرنگر نے انگریزی میں کیا ہے[2]۔ فرانسیسی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہو چکا ہے چنانچہ ۱۸۶۱ء سے ۱۸۷۷ء تک ۹ جلدیں پیرس میں شائع ہو چکی ہیں[3]۔ اس کے علاوہ مصر میں اور دوسرے ممالک میں بھی برابر شائع ہوتی رہی ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کی ایک عجیب کتاب ہے جو اس زمانہ کی تصنیف و تالیف اور رواج و حالات پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس کی افادیت اور اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ ڈاکٹر اسپرنگر اتنے متاثر ہوئے کہ مسلم تہذیب اور مسلم علمی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے ان الفاظ میں رقمطراز ہیں کہ

"دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی ہے جس نے مسلمانوں کی طرح بارہ سو سال کی طویل مدت میں اپنے ہر اہل قلم کی زندگی کا حال محفوظ رکھا ہو۔ اگر مسلمانوں کی سوانح

---

[1] فوات الوفیات مصنفہ محمد شاکر کتبی ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ مصر ۱۲۸۳ھ [2] قاموس المشاہیر مطبوعہ بدایوں ۱۹۲۶ء ص ۲۱۴

[3] اکتفاء القنوع بما ہو مطبوع مصنفہ ایڈورڈ فنڈیک

Marfat.com

عریاں اکٹھی کی جائیں تو ہمارے کم از کم دس لاکھ ممتاز آدمیوں کے حالات زندگی جمع ہو جائیں۔ اور ہم پر یہ بھی روشن ہو جائے کہ تاریخ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں یا اور کوئی اہمیت رکھنے والی چیز ایسی نہیں۔ جو اس ذخیرے میں اپنی نمائندگی نہ کر رہی ہو،،

ڈاکٹر اسپرنگر نے جو اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے وہ تو میں نے نہیں دیکھا لیکن اس کے یہ الفاظ ضرور دیکھے ہیں۔ جن کو ڈی، سی اسکاٹ اوکنز نے مسلمانوں کی ثقافت اور تہذیب کا ذکر کرتے ہوئے کوٹ کیے ہیں[1]

حقیقت بھی یہ ہے کہ دنیا نے تو آج ترقی کی ہے، فن تاریخ اور علم جغرافیا آج ابھرا ہے لیکن مذہب اسلام نے علمی و ثقافتی اور تاریخی میدان میں دنیا کو بے دریغ دیا یہی وجہ ہے کہ آج بھی عربی اور فارسی کی لاتعداد ایسی نادر کتب ہیں جن کا ہر زبان ہی میں ترجمہ کیا جاتا ہے اور اکتساب علم کی خاطر ان سے ہر طرح استفادہ کیا جاتا ہے۔

اسی زیر بحث **مروج الذهب** کو لے لیجیے کہ جو اپنے فن کی بے بہا اور بے نظیر تصنیف ہے۔ ایک انمول اور غیر متبادل علمی ذخیرہ اور دائرۃ المعارف (Encyclopaedia) ہے جس کی روشنی میں انسان اپنا راستہ تلاش کر سکتا ہے، ایک معلم اور ماہر تاریخ عتیقہ گلہائے رنگین کھلا سکتا ہے۔ اور ایک اسکالر اس معلومات کی کان سے ان گنت موتی اور جواہر ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکال سکتا ہے۔

مروج الذهب باعتبار فن علم اور مضمون ایک نایاب کتاب تو ہے ہی لیکن خاص کر اس کا یہ نسخہ جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔ وہ ایک تاریخی حیثیت سے زیادہ قابل فخر اور لائق قدر ہے میدامونزد نکات اور علمی معلومات تو مسعودی کے ہر مطبوعہ نسخہ میں مل جائیں گے لیکن **حمیلہ السریحیہ نجات خانان** کے یہ رشحات قلم اور علمی کششیں کہاں!

[1] این اورینٹل لائبریری۔ مصنفہ ڈی۔ سی اسکاٹ اوکنز

زمانہ بدل جائے، حالات بدل جائیں لیکن نہ نواب خان خاناں جیسا عالم، فاضل مورخ اور شاعر پیدا ہو سکتا - اور نہ اس کی یہ نایاب، موتی جڑی، مدور، بانکی، جلی، اور نورنگ تحریر میں مل سکتی - جب تک تاریخ کی کتابوں سے خان خاناں کی علمی خدمات اور اس کی سیاسی عظمتیں نہیں بھلائی جا سکتیں اس وقت تک اس نایاب نسخے کی اہمیت اور قدر و منزلت بھی نہیں مٹائی جا سکتی

Marfat.com

جہانگیر کے دور کا ایک نایاب مخطوطہ اخلاقِ جہانگیری

شوکت علی خاں
ڈائریکٹر عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
راجستھان ٹونک

مغلیہ دور عہد وسطی کی تاریخ کا زرین زمانہ کہا جاتا ہے نہ صرف سیاست و فتوحات بلکہ تہذیب و تمدن اور علم و ہنر کے فروغ و ترقی میں شاہان مغلیہ کے بڑے نمایاں کارنامے ہیں۔ اگر ایک طرف انہوں نے فتح و ظفر مندی کے جھنڈے گاڑے ہیں تو دوسری طرف تہذیب و تمدن کی نقش آرائیاں بھی کی ہیں اور علم و ہنر و تاریخ و تنقید اور ادبیات کا درس بھی دیا ہے۔ شاہی محلات، مساجد، باغات، مقبرے موتی مسجد، لال قلعہ، دیوان خاص، دیوان عام، عماد الدولہ، تخت طاؤس اور دوسری عمارتیں سلاطین مغلیہ کی شان و شوکت کی کہانیاں کہہ رہی ہیں

اسی طرح ادب و تاریخ میں بھی مغلوں کے کارنامے، تاج محل کی نقاشی اور لال قلعہ کی لافانی عظمت سے کم نہیں ہیں۔ اس دور کے ادبی نوادر، تاریخی مخطوطات اور دوسرے مایۂ ناز جواہر پارے علم و فن کا بڑا گراں قدر سرمایہ ہیں۔ ان ہی سے مغلوں کی تاریخی عظمت زندہ ہے

راجستھان میں عربی فارسی مخطوطات کے سروے کے سلسلہ میں مجھے مغلوں کے عہد کے بہت سے تاریخی نوادر دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ ان مخطوطات میں ایک نادر الوجود نسخہ موسومہ "اخلاق جہانگیری" میری نظر سے گزرا جس سے شاید کم ہی لوگ واقف ہوں گے۔ یہ نسخہ تاریخی حیثیت سے ایک نایاب کتاب ہے۔[1] اور مختلف سلاطین و امراء کے کتب خانوں میں رہ چکا ہے اور اس پر ان کی تحریریں اور مہریں ثبت ہیں۔

[1] مطبوعہ معارف بابت سنہ [illegible]ء

Marfat.com

یہ نایاب مخطوطہ ٹونک میں صاحبزادہ محمد مصطفیٰ خاں المتخلص جوہر مرحوم کے کتب[۵۱] خانہ میں ہے اور اس پر کام کیا جا رہا ہے اس کے مصنف نورالدین محمد نے جہانگیر کے لئے یہ کتاب[۵۲] تصنیف کی تھی خود مصنف لکھتا ہے کہ

"جب میں اجمیر کے مقام پر کچھ مدت کے لئے بادشاہ سے جدا ہو رہا تھا اس وقت میں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ جب میں بادشاہ کے حضور میں قدم بوسی حاصل کروں گا تو ایک ادبی شاہکار اس کی خدمت میں پیش کروں گا، چنانچہ میں نے بہت سی مستند اور معتبر کتابوں سے معلومات اخذ کر کے تاریخی واقعات لکھے۔ اور اس کو ترتیب دے کر بادشاہ کے حضور میں پیش کیا۔"

یہ نسخہ کتابت کے لحاظ سے نادر اور نایاب ہے۔ تقطیع ۶×۱۲۔ کاغذ بادامی مائل سیاہی، قدرے کرم خوردہ اور کہیں کہیں سے داغدار ہے۔ آب رسیدہ ہونے کی وجہ سے بعض حصے بوسیدہ ہو گئے ہیں، خط باریک لیکن واضح ہے۔ صفحات کی تعداد ۱۲۰۲ ہے۔ کاتب نے اگرچہ اپنا نام نہیں لکھا ہے۔ لیکن تاریخ کتابت ترقیمے میں اس طرح مرقوم ہے۔

"در شہر ذی القعدۃ الحرام الواقع فی سلک سنۃ التاسع والعشرین بعد الالف وقوع یافت"

یعنی ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۹ھ میں لکھی گئی۔ کتاب نستعلیق ہے کہیں سے مجدول نہیں متعدد مقامات پر مطالعہ کنندگان کے

---

۵۱ جوہر ٹونکی مرحوم ماہر فن پرگو اور نادر الکلام نظم گو شاعر تھے جو ناقد و محقق کی حیثیت سے بھی اردو دنیا میں کافی متعارف تھے۔ ان کا کلام "رزم بزم" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ ان کا نایاب ذاتی کتب خانہ بھی تھا جو بہت کچھ تو تلف ہو گیا۔ اور بقیہ حصہ ان کے چھوٹے بھائی نے اس ادارہ میں بطور عطیہ دے دیا ہے افسوس ہے کہ اس میں یہ نسخہ نہیں ہے۔ جوہر صاحب کا انتقال ۲ رجون سنہ ۶۶ء کو اچانک حرکتِ قلب بند ہو جانے سے کوٹہ میں ہوا تھا۔

۵۲ یہ نسخہ جب ہم نے ڈاکٹر متھرالال جی شرما ڈائرکٹر آف ہسٹوریکل سوسائٹی جے پور (موصوف راجستھان کے مشہور مورخ ہیں) کو دکھایا تو موصوف بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ نسخہ نہایت اہم اور قدیم ہے میں نے اس سے پہلے اور کہیں اس قسم کا مخطوطہ نہیں دیکھا موصوف نے یہ بھی فرمایا کہ اس میں جہانگیر کے ہندوستان کی معاشرتی جھلکیاں ملتی ہیں۔

Marfat.com

حواشی ہیں۔ لوح کتاب سادہ ہے۔ شیرازہ بندی اچھی ہے۔ صرف چند اوراق منتشر ہیں۔ کتاب کہیں سے ناقص نہیں ہے۔ کتاب کے خاتمہ کی عبارت یہ ہے۔

"تالیف این نسخہ کہ منطوی است برانوارِ حکمت و محتوی بر آثارِ ارباب است، در شہر ذی القعدۃ الحرام الواقع فی سلک سنۃ التاسع والعشرین بعد الالف وقوع یافت بتوفیق اللہ الملک الودود"

پہلے اور دوسرے صفحہ پر بارہ شاہی مہریں ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ یہ نسخہ مختلف شاہی کتب خانوں میں رہ چکا ہے۔ سب سے پہلی مہر ۱۰۶۳ھ کی ہے جو مغلیہ جنرل شائستہ خاں کی ہے۔ اس مہر کے ساتھ مندرجہ ذیل عبارت بھی مرقوم ہے۔

"کتاب اخلاق جہانگیری .... داخل در کتب خانہ نواب مستطاب شائستہ خاں ۱۰۶۳ھ"

دوسری مہر ۳ سنہ جلوس اورنگ زیب کی ہے۔ اس مہر میں "حامد محمد" کا نام کندہ ہے۔ "حامد محمد" اورنگ زیب کے ایک منصب دار سید مرتضیٰ خاں کا بیٹا تھا[1]

تیسری مہر ۱۰۷۴ھ کی ہے۔ اس مہر کے ساتھ یہ عبارت تحریر ہے۔

"۴۴ - در کتب خانہ افقر محمد ابراہیم[2] ....۱۰۷۴ھ"

چوتھی مہر ۱۸ سنہ جلوس اورنگ زیب کی ہے اور اس سے متعلق یہ تحریر ہے۔

"اخلاق جہانگیری داغدار کرم خوردہ پیوند رسیدہ بابت اموال امیر الامرا رشائستہ خان مرحوم، ۱ شہر رمضان - ۱۸ جلوس تحویل محمد باقر خاں نمودہ شد"

پانچویں مہر ۱۱۰۰ھ کی ہے چھٹی مہر ۱۱۰۴ھ کی محمد سعید کی ہے۔ ساتویں مہر قابل خاں کی ہے۔ جس میں یہ عبارت کندہ ہے "قابل خاں خانہ زاد بادشاہ اورنگ زیب"

---

[1] مآثر الامراء ص ۵۹۰ مطبوعہ Royal Asiatic publishing society
[2] مآثر الامراء ص ۶۳۰ مطبوعہ Ibid یہاں کے حالات درج ہیں۔

Marfat.com

اس مہر سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نسخہ بادشاہ اورنگ زیب کے ملازم قابل خاں کی تحویل میں پہنچ چکا ہے۔ اس مہر میں سنہ مٹا ہوا ہے جس سے صحیح تاریخ کا پتہ نہیں چلتا۔

آٹھویں مہر خدا بندہ خاں کی ہے۔ خدا بندہ خاں میر شائستہ خاں کا بیٹا تھا۔ اور باپ کی طرح خود بھی جنرل اور منصب دار تھا[۵۱]۔ اس میں سن ہجری نہیں ہے۔ بڑی مشکل سے خدا بندہ خاں کا نام پڑھنے میں آتا ہے

نویں مہر اورنگ زیب عالمگیر کے ایک امیر سید مرتضیٰ خاں کی ہے جو اورنگ زیب کے زمانے میں ڈیڑھ ہزاری منصب پر فائز تھا[۵۲]۔ اس مہر میں محرم الحرام سنہ ۱۱۰۷ھ کندہ ہے

باقی تین مہریں بالکل محو شدہ ہیں اور کوشش کے باوجود پڑھی نہیں جا سکیں۔ ان مہروں میں سب شاہجہاں اور اورنگ زیب کے زمانہ کی ہیں۔ کوئی مہر جہانگیر کے زمانہ کی نہیں ہے ممکن ہو مٹی ہوئی مہروں میں کوئی مہر جہانگیر کے زمانے کی ہو۔ کیوں کہ جہانگیر کے انتقال سے تقریباً سات سال پہلے یہ نسخہ لکھا جا چکا تھا۔ شاہی مہریں اس نسخہ کی اہمیت کی ضامن ہیں

اس نسخہ کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ انڈیا آفس لائبریری[۵۳] کے علاوہ اس کے کسی دوسرے نسخہ کا علم ابھی تک نہیں ہو سکا ہے۔ اور نہ اب تک کسی نے اس پر کام کیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ فاضل مصنف کو بہت سے علوم پر عبور تھا خصوصاً وہ فن تاریخ میں یکتا تھا۔ ہر مسئلہ پر تاریخی واقعات کی روشنی میں مدلل بحث کی ہے۔

---

[۵۱] ماثر الامراء صفحہ ۸۱۴

[۵۲] ماثر الامراء ...... [illegible]

[۵۳] ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اپنی کتاب کے ضمیمہ میں یہ لکھا ہے۔

The Administration of The Sallunate of Delhi

Akhlaqi Aalamgiri (on Ethics & Politics) 9.0 —

Marfat.com

یہ کتاب بائیس ابواب پر مشتمل ہے۔ ہر باب کا موضوع الگ ہے ابتدائے آفرینش سے لے کر جہانگیر کے زمانہ تک دنیا کے مشہور تاریخی واقعات کو بیان کر کے نتیجہ جہانگیر کے دور حکومت پر نکالا ہے مشاہیر کرداروں کو تاریخی قصص کی شکل میں لکھا ہے پھر بڑی خوبی کے ساتھ ان اوصاف اور کرداروں کا انطباق **جہانگیر** بادشاہ پر کیا ہے۔

مصنف نے اس دور کے انتظامی اور سیاسی امور پر بھی روشنی ڈالی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی نورالدین کو نہ صرف تاریخ ہی میں عبور حاصل تھا۔ بلکہ وہ سیاسیات، اخلاقیات اور علم و ادب کا بھی متبحر عالم تھا۔ یہ کتاب بائیس مقالات پر مشتمل ہے اور ہر مقالہ کم و بیش پچاس صفحات میں ہے۔ آخری مقالہ اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس میں غلط روایات کی تصحیح اور تاریخی افسانوں کی تنقید ہے۔

مقالات کی ترتیب یہ ہے۔

(۱) مقالہ در عشق و محبت (۲) مقالہ در فضیلت علم (۳) مقالہ در خوف و رجا (۴) مقالہ در حسن خلق (۵) مقالہ در تواضع (۶) مقالہ در علو ہمت (۷) مقالہ در توکل (۸) مقالہ در صبر (۹) مقالہ در سخاوت (۱۰) مقالہ در عدالتِ امیر الامرا و تامل در حلم (۱۱) مقالہ در حزم (۱۲) مقالہ در فراست (۱۳) مقالہ در مشورت (۱۴) مقالہ در توبہ (۱۵) مقالہ در اجابت (۱۶) مقالہ در معارج (۱۷) مقالہ در سیاسیات (۱۸) مقالہ در ایفاءِ عہد (۱۹) مقالہ در صدق (۲۰) مقالہ در قناعت (۲۱) مقالہ در طیبات (۲۲) مقالہ در متفرقات و تصحیح روایات و تنقیح حکایات

– By Nurud Din Mohammad Qazi Khaqani 1547
P. 265

بمبئی ... کا ایک نسخہ انڈیا آفس لائبریری میں بھی موجود ہے۔ یہ کتاب نورالدین محمد قاضی خاقانی نے لکھی ہے جو اخلاقیات اور سیاسیات پر مبنی ہے۔

Marfat.com

یہ تمام مقالات ایک طرح سے جہانگیر بادشاہ کے محاسن ہیں جن کو مصنف نے بادشاہوں کی صفات فراسے کر تاریخی واقعات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ ہر مقالہ اپنے موضوع اور طرز تحریر کی نوعیت سے ایک مستقل کتاب کی حیثیت رکھتا ہے

اس اعتبار سے بھی یہ کتاب نہایت اہم ہے کہ اس میں صرف تاریخی واقعات ہی نہیں ہیں۔ بلکہ جہانگیر کے دور کے ہندوستان کی سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی جھلکیاں بھی نظر آتی ہیں۔ اس لئے اگر اس مخطوطہ پر کام اور اس سے استفادہ کیا جائے۔ تو اس سے مغلوں کے دور کی تاریخ میں بہت سی، نئی معلومات کے ساتھ نئے گوشوں کا بھی اضافہ ہوگا۔

Marfat.com

مولوی سید منظور الحسن برکاتی استاد، دارالعلوم خلیلیہ ٹونک

ٹونک کے قدیم کتب خانے

ٹونک میں کتب خانوں کے باضابطہ قیام کی ابتداء دوسرے فرماں روا نواب وزیرالدولہ کے عہد سے ہوتی ہے لیکن اس سے پہلے کہ اصل موضوع پر سلسلہ سخن شروع کیا جائے ماحول اور پس منظر کو سمجھنے کیلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ریاست ٹونک کے قیام اور اس کی سیاسی و بنیادی تاریخ پر مختصر روشنی ڈال دی جائے نیز اجمالاً ان سیاسی اسباب کا بھی تذکرہ کر دیا جائے کہ جن کی بنا پر اس ریاست کی تاسیس عمل میں آئی ۔

یہ ریاست جو آج راجستھان کے ایک ضلع کی حیثیت رکھتی ہے راجستھان کی ریاستوں میں واحد مسلم ریاست تھی اور آج سے پورے ایک سو بیالیس سال پہلے ۱۸۱۷ء میں عالم وجود میں آئی تھی اس کے بانی نواب امیرالدولہ محمد امیر خاں سنبھل کے ایک من چلے اور بہادر افغان تھے جنہوں نے ہندوستان کی مختلف ریاستوں کو جنگی خدمات میں نمایاں مدد دی تھی ۔ اور مہاراجہ ہلکر کی معاونت میں انگریزوں سے جنگ کر کے بہت سے علاقے فتح کر لئے تھے ۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ سلطنت مغلیہ کے زوال کی بنا پر عام طور پر طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی صوبے اور ریاستیں خود مختار ہو چکی تھیں ۔ اور انگریزوں نے ملک میں ہاتھ پاؤں پھیلانے شروع کئے تھے اس وقت مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر اور نواب امیر خاں بہادر نے باہمی معاہدہ کر کے انگریزوں سے مقابلہ کیا اور اس ملک میں آزادی کی جنگ کی ابتدا کی اور باہمی اتحاد سے متحدہ قومیت کا سنگ بنیاد رکھا ۔

له مطبوعہ معارف نمبر ۲ جلد ۸۴ ۔

Marfat.com

۱۸۰۵ء میں جب مہاراجہ ہلکر نے انگریزوں سے صلح کرلی اور ان کے ورغلانے سے ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ تو امیر الدولہ بہادر نے مجبور ہو کر اس چھوٹی سی ریاست پر انگریزوں سے مصالحت کرلی اور ۱۸۱۷ء میں بتوسط لالہ نرنجن لال مختار، عہد نامہ پر دستخط کردیئے۔

نواب امیر خاں قیام ریاست کے بعد سترہ سال تک حکمراں رہے ۱۸۳۴ء میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کا پورا عہد حکومت ریاست کی بنیاد مستحکم کرنے میں ختم ہوا۔ انھیں اتنی مہلت ہی نہ مل سکی۔ کہ وہ ریاست میں باقاعدہ عدالتی یا تعلیمی نظام قائم کرتے۔ ان کے زمانے میں ریاست کا نظام فوجی طاقت پر قائم تھا۔

نواب امیر خاں کے بعد نواب محمد وزیر خاں ''وزیر الدولہ امیر الملک'' مسند ریاست پر جلوہ فگن ہوئے عنان حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد انھوں نے ریاست کی جدید تنظیم کی طرف توجہ مبذول فرمائی اور پٹھانوں کے غیر منظم جرگے کو آئینی ریاست کے قالب میں ڈھال دیا۔ آپ نے اپنی دور بین نگاہوں سے جب ریاست کا جائزہ لیا تو سب سے بڑی کمی محسوس کی کہ اس نئی ریاست میں اہل سیف تو بہت زیادہ جمع ہوگئے لیکن اہل قلم اور اہل علم کی بڑی کمی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے آپ نے تہیہ کیا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو اصحاب کمال کو ریاست میں جمع کیا جائے۔

وہ خود صاحب علم تھے اور اہل علم و ارباب فن کی قدر و منزلت کرتے تھے ان کی قدردانی اور فیض رسانی کی اتنی شہرت ہوئی کہ اطراف ہند سے ارباب فضل و کمال کھنچ کھنچ کر ٹونک آنے لگے ان میں بہتیرے خود سے آئے۔ اور بہتوں کو وزیر الدولہ نے بلایا۔ اس طرح بڑے بڑے علماء و فضلاء نے وزیری اقبال کے سائے میں پناہ لی مصنف تاریخ ٹونک مولوی سید اصغر علی ابرو کا بیان ہے کہ

> وہ ان کے شاہانہ فیاضیوں سے ان کا آستانہ فیض ہر ایک علم و فن کے اہل کمال کا قبلۂ حاجات اور مرکز عقیدت بنا ہوا تھا۔ شہنشاہ اکبر کے نو رتن ہی نہیں بلکہ سینکڑوں یگانۂ روزگار اور باکمال ہستیاں دربار وزیری میں جمع ہوگئی تھیں اور ان کی بارگاہ سلیمان جاہ مرجع ارباب فضل و کمال

Marfat.com

درمجمع دانایان روزگار و بخته کاران بادفا رتھی ۔" (ص ۳۲)

وزیرالدولہ صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب تصنیف بھی تھے آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائی جن میں وصایاءِ وزیری فارسی میں علم اخلاق کی بہترین کتاب ہے۔

اس کتاب میں مختلف مناسبتوں سے ۶۵ مقامات پر نواب صاحب نے عاشقانہ وارفتگی اور مریدانہ عقیدت مندی کے ساتھ حضرت سید صاحب (سید احمد شہیدؒ) اور آپ کے رفقاء کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے حالات وکمالات درج کئے ہیں جن میں اکثر آپ کے چشم دید ہیں۔
(سیرت احمد شہید مصنفہ مولانا ابوالحسن علی ندوی)

وزیرالدولہ کو علمی، ادبی، اسلامی اور تاریخی کتابیں جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ آپ کے عہد میں جس قدر نایاب اور نادر کتابیں زر کثیر صرف کرکے جمع کی گئی تھیں ان کے لئے ایک خاص عمارت قلعہ معلی میں تعمیر کرائی گئی تھی۔ اس کتب خانہ کی اکثر کتابیں مطلا، مذہب، اور نفاسی وطلاکاری کا بہترین نمونہ تھیں اور اپنے مخطوطات اور نوادرات کے لحاظ سے یہ کتب خانہ ہندوستان کے کتب خانوں میں خاص امتیاز رکھتا تھا۔ دور دور اس کی شہرت تھی

اس کی فہرست برٹش میوزیم کیلئے سرہنری ایلیٹ کی خواہش پر فرماں روائے ٹونک نے بھیجی تھی۔ جس کا تذکرہ جناب محمد عباس خاں شروانی ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر نے بھی اپنے ایک مضمون "تاریخ التواریخ" میں کیا ہے

" آیئے! سب سے اول ریاست ٹونک کے کتب خانوں کی سیر کریں۔ یہاں دو کتب خانے ہیں ایک تو پبلک لائبریری ہے۔ مگر ماہیت یا نوعیت کے لحاظ سے یہ کوئی بڑا اور مشہور ذخیرہ نہیں ہے دوسرا مشہور کتاب خانہ ہندوستان میں اور ایک زمانے میں ہندوستان سے باہر بھی معروف ہز ہائنس نواب صاحب کا کتب خانہ جو قلعے کے اندر ہے۔ اس میں چند نادر الوجود نسخے ہیں ایک زمانہ میں اس کتاب خانہ کی کتابوں کی فہرست فرماں روائے ریاست نے سرہنری ایلیٹ

Marfat.com

کو دی تھی۔ اور یہ اب برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔

(اخبار نیا ہندوستان علی گڑھ، یکم اکتوبر ۱۹۴۶ء)

عہد وزیری سے لے کر موجودہ ہز ہائنس نواب محمد اسمٰعیل علی خاں بہادر[1] کے عہد تک یہ نادر الوجود کتب خانہ اسی شان و اہتمام سے قلعۂ معلی ہی میں تھا۔ لیکن ریاست کے راجستھان میں شامل ہونے کے بعد موجودہ نواب صاحب نے اس کو قلعۂ معلی سے ہز ہائنس پیلس ندر باغ میں منتقل فرما دیا اور اس سے استفادہ کی عام اجازت بھی دے دی۔

اس کتب خانہ کو جب وہ قلعۂ معلی کی ایک شاندار عمارت میں سجا ہوا تھا میں نے بھی دیکھا تھا۔ کتابیں الماریوں میں فن وار بڑے سلیقہ سے جمی ہوئی تھیں۔ کتابوں کی کئی فہرستیں تھیں جو جدید طرز پر ریاست کے چوتھے فرماں روا نواب محمد ابراہیم علی خاں بہادر کے عہد میں جناب شیخ محمد یعقوب صاحب دارونہ کی نگرانی میں تیار کرائی گئی تھیں۔ ان میں کتابوں کے نام اور فن کے ساتھ صاحب تصنیف کا بھی مختصر حال درج تھا۔ تمام کتابوں پر خوب صورت اور پھول دار کپڑے کی چولیاں چڑھی ہوئی تھیں جو مختلف رنگوں کی تھیں ہر فن کے لئے ایک قسم کی چھینٹ یا جامہ دار مخصوص تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک خوشنما گلزار ہے جس میں مختلف رنگ و بو کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ الماریوں پر رنگین اور خوبصورت پردے آویزاں تھے اور ٹیبوں پر جو پوشش تھی وہ بھی دیدہ زیب اور خوشنما چھینٹ کی تھی

کتابوں کو پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے قبل ہی ان کے ظاہری حسن سے جو خوشگوار اثر قلب و نظر پر پڑا اس سے ایک خاص سرور حاصل ہوا۔ بہت دیر تک تو مجھے اس دلفریب نظارہ ہی سے فرصت نہ ملی اس کے بعد جب کتابوں کا مطالعہ شروع کیا تو ہر فن میں سیکڑوں نوادر نظر آئے۔ مثلاً فن وعظ میں ایک کتاب بزبان فارسی "وصایائے بادشاهان چغتائیه" نظر پڑی۔ کتاب کا ہر صفحہ طلائی کام سے آراستہ تھا۔ بہترین نقش و نگار کے ساتھ خط بھی نہایت پاکیزہ تھا۔ شاہان چغتائیہ میں سے بادشاہ

[1] ٹونک کے آخری تاجدار۔ ہشتم فرماں روائے ریاست۔ متوفی ۲۲ نومبر ۱۹۷۴ء

Marfat.com

جلال الدین محمد اکبر، نور الدین محمد جہانگیر، بادشاہ شہاب الدین محمد، شاہ جہاں اور اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کی تصاویر بھی کتاب کی زینت تھیں

ایک اور کتاب چہار گلشن فارسی نظر سے گزری۔ کتاب کے شروع میں دو مہریں ثبت تھیں۔ ایک مربع تھی جس پر وزیر الدولہ امیر الملک نواب محمد وزیر خاں نصرت جنگ اور دوسری بیضوی تھی جس پر (امیر وزیر محمد علی ۱۲۸۱ھ) کندہ تھا۔ کتاب کا سن تصنیف ۱۱۹۵ھ درج تھا۔

فہرست اس طرح تھی۔

گلشن اول:۔ در احوال بادشاہ ہندوستان گلشن دوم:۔ در احوال صوبجات ہندوستان۔
گلشن سوم:۔ در مسافت و منازل از شاہجہان آباد دہلی۔
گلشن چہارم:۔ در ذکر سلاسل فقرا و درویشان ہند۔

ایک چوبی اور منقش صندوق میں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا قلمی قرآن مجید تھا۔ غرض اس قسم کے سینکڑوں نوادر مخطوطات نظر سے گزرے اور کچھ لمحے اس علمی گلزار میں گزارے جس سے دماغ کو تازگی اور بالیدگی نصیب ہوئی۔

عہد وزیری میں مولوی عبد الکریم خاں صاحب ٹونکی اس کتب خانہ کے ناظم تھے موجودہ نواب صاحب کے عہد میں مولوی صاحبزادہ احمد خاں ذاکر ٹونکی اور نواب صاحب کے شریک مولانا سید عبد القادر خندان یکے بعد دیگرے اس کتب خانہ کے ناظم رہے۔

۱۹۰۳ء میں کتب خانہ امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد وزیر تعلیمات کی تحریک پر مرکزی حکومت نے انڈین نیشنل لائبریری کے لئے نواب صاحب سے خرید لیا۔ اور یہ انمول اور بے بہا ذخیرہ

Marfat.com

ٹونک سے دہلی منتقل ہو گیا

یمین الدولہ نواب محمد علی خاں کا کتب خانہ

نواب وزیر الدولہ کے بعد دوسرا نمبر تیسرے فرماں روا نواب محمد علی خاں بہادر کے کتب خانہ کا ہے جو ایک عرصے تک "کتب خانہ سعیدیہ" کے نام سے مشہور تھا۔ اور اب ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک کے نام سے موسوم ہے [1]

یہ کتب خانہ بھی اپنے بیش بہا نوادر اور مخطوطات کے اعتبار سے بڑا قیمتی اور بے نظیر ہے اس نے ریاست کے بڑے اہم دور دیکھے ہیں۔ اور یہ خود بھی اپنی نشو و نما میں بڑی بڑی دشوار گزار منزلوں سے گذرا ہے۔ مختلف آزمائشوں سے دوچار ہوا ہے۔ اس کے عروج و زوال کی کہانی بڑی درد انگیز اور عبرت خیز ہے اس نے شہر یاری بھی کی ہے اور مسافرت و غربت کی کٹھن منزلیں بھی طے کی ہیں۔ یہ شاندار محلوں اور عالی شان ایوانوں میں نہایت عزت و احترام سے سجایا بھی گیا ہے اور بے بسی و کس مپرسی کی حالت میں شکستہ اور ویران عمارتوں میں بھی پڑا رہا ہے۔

اس کتب خانہ کی داغ بیل جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا یمین الدولہ نواب محمد علی خاں بہادر نے ڈالی تھی۔ نواب محمد علی خاں، وزیری علماء و فضلاء کے سائے میں پلے بڑھے تھے حکومت و ریاست کے ساتھ ساتھ دین داری اور علم و فضل بھی آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ علوم دینیہ میں کامل دست گاہ یمین الدولہ کو حاصل تھی اور ان کا شمار اس زمانے کے جید علماء میں ہوتا تھا۔ زمانہ ولیعہدی ہی سے تصنیف و تالیف کا ذوق رکھتے تھے۔ اس لئے مسند نشین ریاست ہوتے ہی آپ نے تصنیف

---

[1] سنہ ۱۹۶۱ء میں ریاست کے اس قدیم سعیدیہ کتب خانہ کے قلمی ذخیرہ کو اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک کو منتقل کر کے راقم الحروف کو منتظم بنایا گیا جو ۱۹۷۸ء تک اس کی ترقی و ترتیب اور فروغ کے لئے ہمہ تن مشغول رہا اور مختلف اسکیمیں پیش کرتا رہا مزید برآں انگریزی زبان میں کیٹلاگ اور ببلیوگرافی بھی کرتا رہا۔ ۴ر دسمبر ۱۹۷۸ء کو حکومت راجستھان نے اس کی اہمیت اور انفرادیت کے پیش نظر اس کو ایک خود مختار ادارہ عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے نام سے بنا کر راقم کو اس کا پہلا ڈائریکٹر بنایا۔ — ایڈیٹر

Marfat.com

وثائق کا کام سرگرمی کے ساتھ شروع کر دیا - اور ارباب علم و فن کو خاص طور پر اس اہم کام کے لئے متعین فرمایا -

آپ کے مختصر دور حکومت میں بہت سی اعلیٰ تصانیف وجود میں آئیں اور زیور طبع سے بھی آراستہ ہوئیں - اس سلسلہ میں سب سے اہم تصنیف **قرۃ العیون** ہے جس میں علوم عربیہ اور تاریخ اسلامیہ کے دقیق مسائل بڑی تحقیق و تنقید کے ساتھ بیان کئے ہیں - یہ کتاب پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہے -

قیام ریاست سے اب تک دفاتر سرکاری کی زبان فارسی تھی آپ نے اس کے بجائے اردو زبان کو حکومت کے سنگھاسن پر بٹھایا اور خاص فرمان کے ذریعہ ریاست کی سرکاری زبان، اردو کو قرار دیا -

نواب **محمد علی خاں** اپنے دادا نواب **امیر الدولہ** کی طرح جوشیلے تھے اختیار ملتے ہی دہلی کے غدر کے بعد انگریزوں سے اس کا انتقام لینے کی فکر میں رہتے تھے لیکن ان کے پاس سرفروش آدمیوں کی کمی تھی - خود ان کے قریبی لوگ انگریزوں کے وفادار تھے اور ان کے عزائم سے انگریزوں کو خبردار کرتے رہتے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تین سال آٹھ ماہ کی حکومت کے بعد ہی لادہ کے ٹھاکروں کے قتل کے الزام میں انہیں سرغنہ قرار دے کر معزول کر کے بنارس بھیج دیا گیا - ؎

گیا جو دامنِ گلچیں میں گل ذرد کے کہا کہ میری جان کا دشمن تھا رنگ و بو میرا

بنارس پہنچ کر نواب **محمد علی خاں** نے اپنی تمام توجہ تصنیفی و تالیفی کاموں کی جانب پھیر دی - ٹونک سے رخصت ہوتے وقت وہ اپنے تمام ندماء، علماء اور ذخیرۂ کتب کو اپنے ساتھ بنارس لے گئے - وہاں آپ نے **الاصلاح** کے نام سے ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا -

جب آپ **بنارس** پہنچے تو چیدہ چیدہ کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ آپ کے ساتھ تھا جس میں آئے دن نئی نئی اور نادر و نایاب کتابوں کا اضافہ فرماتے رہے اس طرح مختلف علوم و فنون کی نفیس اور نادر

Marfat.com

قلمی کتابوں کا ایک بیش بہا خزانہ آپ کے کتب خانہ میں جمع ہو گیا۔

بنارس میں کتب خانہ کی نگرانی جن حضرات کے سپرد تھی۔ ان میں محمد امین خلف فتح اللہ خاں ملیح آبادی، منشی ظہور اللہ خاں، منشی احمد زماں خاں نصیر آبادی، منشی سید محمد صدیق اور مولوی عبدالکریم خاں صاحب ٹونکی کے اسماء قابل تذکرہ ہیں۔

مولوی عبدالکریم خاں صاحب کتب خانہ کی نظامت کے عہدے پر فائز تھے اور اس سے قبل وزیر الدولہ بہادر کے کتب خانہ قلعہ معلی کی بھی نگرانی فرما چکے تھے۔

منشی محمد صدیق کی نگرانی میں کتابوں کی فہرستیں تیار ہوتی تھیں اور سلیقے سے فن وار ترتیب دیا جاتا تھا۔ ایک جماعت نادر و کمیاب کتب کی نقلیں کرنے کے لئے متعین تھی۔

نواب محمد علی خاں معزولی کے بعد تیس سال تک حیات رہے ۱۸۹۵ء میں بنارس ہی میں انتقال کیا۔ تاریخ ٹونک میں مولوی سید اصغر علی آبرو لکھتے ہیں

"حضور مغفور (محمد علی خاں) کا تیس سال تک بنارس میں قیام رہا۔ اس قیام کی مدت میں بڑے بڑے کام رفاہِ عام و انتفاع عوام جاری فرمائے ایک عالیشان مسجد ساٹھ ہزار روپے کی لاگت سے بنوائی۔ مدرسہ علوم اسلامیہ کی بناڈالی مدرسین لائق و فائق معقول تنخواہ کے ملازم رکھے۔ طلبہ کے وظائف مقرر فرمائے شبانہ روز علماء کی صحبت، اہل علم سے رغبت کتب دینیہ کا شوق، قال اللہ، قال الرسول کا ذوق پیرامون خاطر عاطر تھا۔ اکثر عمدہ عمدہ کتب دینیہ مفید عام تصنیف فرمائیں اور ہزار ہا روپے کے صرف سے چھپوائیں۔ اور بغرض حصول ثوابِ عقبیٰ غرباء، طلباء اور ہر ایک اہل طلب کو مفت تقسیم کیں" (ص ۲۲۹)

یمین الدولہ کے انتقال کے بعد یہ کتب خانہ بنارس سے ٹونک منتقل ہوا اور بطور ترکہ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں کو ملا، صاحبزادہ صاحب یمین الدولہ کے تیسرے فرزند تھے۔ اور ایک عرصہ سے اپنے پدر بزرگوار

Marfat.com

کے سائے میں بنارس ہی میں اقامت گزیں رہے تھے۔ یہ بھی علم دوست اور علم وفن کے قدرداں تھے آپ نے اپنی وہ عالی شان کوٹھی جو بازار علی گنج میں ہے کتب خانے کیلئے مخصوص کردی اور مطالعہ کرنے والوں کے لئے خاص انتظام کیا تھا جو عملہ بنارس میں کتب خانہ پر متقرر تھا۔ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں اس کو بھی کتب خانہ کے ساتھ ٹونک لے آئے تھے اور ان کی تنخواہیں اپنی جیب خاص سے ادا کرتے تھے۔

صاحبزادہ صاحب نے بھی اپنے ذاتی شوق سے اس کتب خانہ میں کافی کتابوں کا اضافہ کیا دیوان مولوی شمس الدین صاحب (جن کا محلہ کالی پلٹن میں گھیر مشہور ہے) عربی فارسی کے جید عالم تھے۔ اور ٹونک کے عمائدین وارکین سلطنت میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے پاس کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا جو ایک مستقل کتب خانہ کی حیثیت رکھتا تھا۔

اس کتب خانہ میں بھی مختلف فنون کی کتابیں تھیں جن میں نوادر بھی تھے۔ ان کے انتقال کے بعد یہ کتب خانہ بھی یمین الدولہ کے کتب خانہ میں شامل کر دیا گیا۔

بعض واقف کار حضرات کا بیان ہے کہ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں نے دیوان جی کا کتب خانہ خرید لیا تھا۔ اور بعض لوگ اس کی تردید کرتے ہیں۔ بہرحال شمولیت کی نوعیت کچھ بھی ہو۔ یہ امر واقعہ ہے کہ وہ کتب خانہ بھی اس میں شامل ہوا۔

ایک اور کتب خانہ جو مولوی عبدالحق صاحب ٹونکی کا ذاتی تھا۔ ان کی وفات کے بعد کسی کتب خانہ میں وقف کر دیا گیا تھا ۱۹۴۸ء میں ٹونک کی راجستھان میں شمولیت کے بعد جب یہاں کا محکمہ شریعت ختم ہو گیا۔ تو اس کا کتب خانہ بھی جس میں زیادہ تر فقہ، حدیث اور تفسیر کی کتابیں تھیں حکومت راجستھان نے اسی کتب خانہ میں منتقل کر دیا۔ اسی طرح یہ کتب خانہ کئی کتب خانوں کا جامع ہو گیا۔

صاحبزادہ عبدالرحیم خاں کی وفات ۱۹۲۱ء میں ہوئی ان کی وفات کے بعد یہ کتب خانہ

Marfat.com

جو اس وقت عبدالرحیم خاں کے کتب خانہ کے نام سے مشہور تھا۔ ان کے فرزندوں صاحبزادہ عبدالسمیع خاں اور صاحبزادہ مولوی عبدالمنعم خاں کی ملک میں منتقل ہوگیا۔ اور صاحبزادہ عبدالسمیع خاں اس کی نگرانی و سرپرستی فرماتے رہے۔

کچھ عرصہ بعد جب صاحبزادہ عبدالسمیع خاں نے رحلت کی تو صاحبزادہ عبدالمنعم خاں اور صاحبزادہ عبدالسمیع خاں کے فرزند عبدالبصیر خاں کے درمیان کتب خانہ کے سلسلہ میں نزاع ہوگیا رفع نزاع کے لیے چوتھے فرماں روا نواب **محمد ابراھیم علی** خاں بہادر نے اس کی نگرانی اور انتظام صاحبزادہ محمد اسحاق خاں بہادر ممبر کونسل ریاست کے سپرد کردیا جو صاحبزادہ عبدالرحیم خاں کے بھائی بھی تھے۔

صاحبزادہ محمد اسحاق خاں بہادر نے اس نزاع کو دور کرنے کے لیے یہ تجویز پیش کی کہ کتب خانہ کو چچا بھتیجوں میں تقسیم کردیا جائے لیکن صاحبزادہ عبدالمنعم خاں نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا۔ اور کتب خانہ پر بدستور ممبر صاحب کونسل کا انتظام بحال رہا یہاں تک کہ نواب محمد ابراہیم علی خاں خلد آشیاں ہوگئے۔ اور ۱۹۳۰ء میں ان کے فرزند نواب **سعادت علی** خاں مسند ریاست پر متمکن ہوئے۔

نواب **سعادت علی** خاں نے اپنے جد امجد نواب **محمد علی** خاں کی صحبت میں بنارس میں اکتساب علوم کیا تھا۔ والیٔ ریاست ہونے کے بعد بھی ان کا یہ علمی ذوق باقی رہا اور قیام بنارس ہی سے اس کتب خانہ کے حصول کی فکر میں تھے۔

اسے حسن اتفاق کہیے کہ ایک مرتبہ نواب صاحب کو کسی کتاب کے مطالعہ کی ضرورت پیش آئی کتب خانہ سے اس کتاب کے آنے میں غیر معمولی تاخیر ہوئی اس دشواری کو محسوس کرکے نواب صاحب نے اس کتب خانے کو "کوٹھی صاحبزادہ عبدالرحیم خاں" سے باغ عرب صاحب کی کوٹھی میں ۱۹۳۲ء میں منتقل فرمادیا۔ اور اس کی نگرانی توشہ خانہ خاص کے سپرد فرمادی۔ اور مہتمم توشہ خانہ مرزا محمد بیگ صاحب مرحوم کو اس

Marfat.com

کتب خانے کا ناظم مقرر فرمایا۔ اور کتب خانہ کے عملہ کی تنخواہیں توشہ خانہ سرکاری کے بجٹ سے دئیے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

اس وقت اس کتب خانہ میں منشی رحمت اللہ خاں اور منشی فخر الزماں خاں بحیثیت کارکن کام کر رہے تھے۔ تقریباً آٹھ سال یہ کتب خانہ عرب صاحب کی کوٹھی میں رہا لیکن چونکہ یہ عمارت شہر سے دور پڑتی تھی، مطالعہ کرنے والوں کو آنے جانے میں دقت ہوتی تھی اور وہ جگہ بھی کچھ ویران سی تھی۔ اس لئے نواب سعادت علی خاں مرحوم کے حکم سے ٹونک کی عالی شان کوٹھی "ناتمام" میں منتقل ہو گیا۔

یہ کوٹھی ہز ہائنس پیلس نذر باغ سے متصل تال کٹورہ پر نواب ابراہیم علی خاں بہادر کی تعمیر کردہ ہے۔ نواب صاحب موصوف ٹونک میں تعمیر کے باب میں اپنے وقت کے شاہجہاں تھے۔ ٹونک کی اکثر قابل دید عمارتیں ان ہی کی تعمیر کردہ ہیں۔

۱۹۴۷ء میں نواب سعادت علی خاں نے اس کتب خانہ کو کتب خانہ سعیدیہ کے نام سے ریاست کو دے دیا۔ اور اس کا تعلق محکمہ تعلیمات ریاست سے کر دیا۔

محکمہ تعلیمات نے اس کی ترقی و توسیع کے لئے اپنے بجٹ میں ایک خاص رقم منظور کی اور صاحبزادہ عبد العظیم صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی کو لائبریرین کے عہدہ پر فائز کیا۔ اور اس کے عملہ میں بھی اضافہ کیا۔

صاحبزادہ عبد العظیم خاں صاحب نے اپنے زمانہ میں کتب خانہ کی جدید ترتیب کا کام شروع کیا۔ اور اپنے معاون کے طور پر مولانا محمد عمران خاں کی خدمات حاصل کیں اور بحیثیت نائب ناظم ان کا تقرر فرمایا۔

مولوی محمد عمران خاں ایک جوان صالح اور عالم دین ہیں آپ نے اپنے ذاتی شوق اور علمی ذوق کی بنا پر بڑی محنت اور جانفشانی سے اس نایاب اور انمول علمی ذخیرہ کو جو امتداد زمانہ سے کس مپرسی کے عالم میں پڑا تھا۔ بڑی حسن و خوبی سے آراستہ کیا۔ کئی فہرستیں تیار کیں۔ کتابوں پر از سر نو نمبر اندازی کی۔ اور فن وار ان کی جدید تقسیم و تنظیم کی۔ ہر فن کی علیحدہ علیحدہ فہرستیں مرتب کیں مطبوعہ و غیر مطبوعہ کتب کے علیحدہ سیکشن قائم

Marfat.com

کے قلمی نوادر و مخطوطات کی خود وضاحتی فہرستیں ترتیب دیں جن میں کتاب کے نام کے ساتھ ساتھ مصنف کا نام، اس کے مختصر حالات، کتاب کا موضوع، سنِ کتابت، اور اس کی اہمیت، غرض کہ جملہ ضروری معلومات درج کیں۔

۱۹۵۷ء میں جب نا تمام کوٹھی میں گورنمنٹ انٹر کالج قائم کر دیا گیا تو پھر اس غریب کتب خانہ کو محل بدر ہونا پڑا اور وہاں سے صاحبزادہ محمد حیات خاں کی حویلی (واقع علی گنج) میں منتقل کیا گیا، لیکن یہاں بھی اسے قرار و قیام نصیب نہ ہوا۔ اور ابھی ایک سال اور کچھ ماہ ہی گزرے تھے کہ جولائی ۵۸ء میں یہاں سے بھی رختِ سفر باندھنا پڑا۔ اور وہ بازار علی گنج کی نو تعمیر اسمٰعیل بلڈنگ میں پہنچ گیا۔ اب دیکھئے یہاں کب تک رہنا ہے۔ یہ جگہ وسطِ شہر میں ہے۔ اور بہت ہی مناسب ہے اگرچہ وسعت اور کشادگی کے لحاظ سے کتب خانہ کے لئے بہت ہی ناکافی ہے۔

تشکیل راجستھان کے بعد اس کتب خانہ کا تعلق محکمہ تعلیمات راجستھان سے ہو گیا ہے صاحبزادہ شوکت علی خاں ایم اے لائبریرین کے عہدہ پر فائز ہیں جن کی وجہ سے کتب خانہ میں شان و شوکت کی ایک نئی بہار آگئی ہے۔

محکمہ تعلیمات راجستھان نے کتب خانہ کے ساتھ ایک ریڈنگ روم کا بھی اضافہ کر دیا ہے روزانہ اخبارات اور ماہانہ رسائل جاری ہیں جن میں زیادہ تعداد ہندی رسائل و اخبارات کی ہے۔

جنوری ۱۹۵۲ء میں نادر مخطوطات کی تحقیقات کے سلسلہ میں مصری علماء کا ایک وفد حضرت امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی نشان دہی پر ٹونک آیا تھا۔ اس وفد نے چار روز تک اس کتب خانہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اور تقریباً تین سو کتابیں دیکھیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل اکیس مخطوطات کا (جو اپنی نوعیت اور اہمیت کے لحاظ سے نایاب تھے) عکس لیا تھا۔

لہ ٹونک میں انٹر کالج ۱۹۵۰ء میں بنا تھا لیکن کتب خانہ ۱۹۵۷ء میں یہاں سے منتقل کیا گیا تھا)

Marfat.com

۱:- تلقیح فہوم الاثر (اسماء الرجال)

یہ نسخہ مصنف کے زمانہ سے قریب کا لکھا ہوا ہے۔ قدیم نسخہ ہے اول صفحہ پر طلا کاری ہے
یہ نسخہ مختلف شاہی کتب خانوں میں رہ چکا ہے۔

۲- فہرست ابن ندیم قلمی (تاریخ علوم)

یہ نسخہ ناقص ہے اور آٹھویں یا نویں صدی کا مکتوبہ ہے تاریخ کتابت درج نہیں ہے۔
خضر ابن عبداللہ جو کہ یحییٰ جوہری کے پوتے ہیں، کاتب ہیں

۳- فہرست مؤلفات سیوطی (فہرست)

۴- مرأة الجنان وعبرة الیقظان (")

۵- غریبین (لغت)

۶- قواعد المطارحہ (ادب عربی)

یہ نسخہ قدیم ہے اور غالباً اب تک طبع نہیں ہوا ہے۔

۷- شرح الحماسہ للخطیب تبریزی (ادب)

چھٹی یا ساتویں صدی کا لکھا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ کتاب چھپ چکی ہے مگر یہ نسخہ قدیم اور نادر ہے۔

۸- شمس العلوم (لغت)

یہ نسخہ اگرچہ طبع ہو چکا ہے مگر یہ نسخہ نہایت صحیح، نادر اور قیمتی ہے آٹھویں صدی کا لکھا ہوا ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ مصر میں ہے جو مصنف کے بیٹے کے پاس رہا ہے۔

۹- تحفۃ الکرام (سیر)

یہ نسخہ مختلف خطوں کا لکھا ہوا ہے

۱۰- قواطع الادلّہ (اصول فقہ)

Marfat.com

اس کتاب کا داحد نسخہ استنبول میں ہے۔ اصول فقہ کی نہایت معتبر کتاب ہے۔

١١۔ مصنف عبد الرزاق

اگرچہ یہ نسخہ قریب زمانہ کا مکتوب ہے مگر اس وجہ سے نادر ہے کہ اس کے صرف دو نسخے اور ہیں ایک استنبول کے کتب خانہ میں اور دوسرا مکہ شریف میں۔ یہ نسخہ مکہ شریف سے نقل کرایا گیا ہے۔

اس نسخہ کے بارے میں مولانا مناظر احسن گیلانیؒ اپنی کتاب "نظام تعلیم و تربیت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"ریاست ٹونک کے ایک امیر مرحوم عبدالرحیم خاں کے کتب خانہ میں مصنف عبدالرزاق (متن حدیث کی نادر مختصر کتاب) کے ایک نسخہ کی نقل عرب سے خرید کر آئی تھی اس وقت کسی نے مجھ سے کہا تھا کہ عرب میں مصنف کا جو نسخہ ملا تھا وہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ ہی کے کتب خانے سے منتقل ہو کر عرب پہنچا تھا غالباً شاہ صاحب کی مہر یا دوسری علامات اس پر موجود تھیں"

(ص ٣٣)

١٢۔ حاوی الارواح (وعظ)

یہ نسخہ مصنف کے زمانہ قریب کا لکھا ہوا ہے ۸۳۱ھ میں یہ نسخہ بعلبک میں لکھا گیا ہے۔ اول و آخر صفحہ پر ایک مہر ثبت ہے

١٣۔ وفیات الاعیان (طبقات و تراجم)

یہ کتاب کئی مرتبہ چھپ چکی ہے مگر یہ نسخہ قدیم ہے اور مصنف سے ایک صدی بعد کا لکھا ہوا ہے۔ اول صفحہ پر نواب وزیر الدولہ اور محمد علی خاں کی مہریں ثبت ہیں۔ محمد بن احمد بن ناصر بن سلیمان کاتب ہیں۔

١٤۔ زاد المسیر (تفسیر)

یہ کتاب ابھی تک نہیں چھپی ہے۔ یہ نسخہ نہایت صحیح اور نادر ہے مصنف سے تقریباً پچاس سال بعد

Marfat.com

کالکھا ہوا ہے ابوالفرج عبدالرحمٰن بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی القریشی التیمی البکری البغدادی الفقیہ الحنبلی الواعظ الملقب بہ جمال الدین الحافظ م ۵۵۰ھ[1] کی تصنیف ہے یہ نسخہ ۶۵۶ھ میں کسی صاحب کے پاس رہا ہے جن کا نام پڑھنے میں نہیں آتا۔ اول صفحہ طلائی کام سے آراستہ ہے۔

۱۵۔ تلخیص[2] (تفسیر)

بہت قدیم نسخہ ہے مصنف کے زمانہ حیات کا لکھا ہوا ہے۔

۱۶۔ جامع ابن بیطار (طب)

نسخہ نہایت قدیم ہے

۱۷۔ ایجاز البیان لمعانی القرآن (تفسیر)

نادر نسخہ ہے یہ تفسیر نجم الدین ابوالقاسم محمود بن ابی الحسن النیشاپوری الغزنوی کی تصنیف ہے مصنف نے یہ کتاب شہر خجند میں تصنیف فرمائی ہے۔ کتابت قدیم طرز کی ہے۔

۱۸۔ آداب الصوفیہ (تصوف)

یہ نسخہ آٹھویں یا نویں صدی کا مکتوبہ ہے۔

۱۹۔ النفس الیمانی والروح الریحانی تا ارشاد الی مہمات علم الاسناد

یہ سات رسالے ایک جلد میں مجلد ہیں اور اس میں مختلف علما کی اجازتیں اور حالات ہیں امام شوکانی کی بھی اجازت حدیث ہے

۲۰۔ تاریخ ابن حجر

۲۱۔ مصنف ابن ابی شیبہ (حدیث)

یہ نسخہ مختلف خطوں میں مکتوب ہے۔ جدول زنگرفی آخر سے ناقص ہے اس وجہ سے کاتب کا نام اور تاریخ درج نہیں ہے

---

[1] صحیح ۵۹۷ھ ہے، کتابت کی غلطی سے ۵۵۰ھ لکھ دیا گیا [2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ... [illegible]

Marfat.com

قائد وفد محمد رشاد عبد المطلب نے کتبخانہ کے رجسٹر پر عربی زبان میں حسب ذیل تاثرات تحریر کئے ہیں

"میں ٹونک کا کتب خانہ دیکھ کر بہت خوش ہوا - اس لئے کہ میں نے یہاں قلمی کتابیں اور نفیس نادر نسخے پائے - اور کارکنان کتب خانہ نے بھی میری بہت مدد کی مجھے امید ہے کہ یہ کتبخانہ اپنا اصلی مقام حاصل کرے گا اور قلمی کتابوں کی طرف خاص طور پر توجہ کی جائے گی -"

مندرجہ بالا نوادر مخطوطات کے علاوہ اور بھی سینکڑوں نادر اور نایاب کتابیں ہیں ان میں سے مشتے نمونہ از خروارے چند مخطوطات کا اور تذکرہ کیا جاتا ہے -

۱- شرح شمائل

مولانا عصام الدین ابراہیم بن محمد الاسفرائنی (م ۹۴۳ھ)

۲- الخیر الکثیر اور التفہیمات

شاہ ولی اللہ صاحب کے یہ دونوں رسالے ایک مجموعہ میں نہایت پاکیزہ خط میں لکھے ہوئے ہیں - اگرچہ یہ دونوں چھپ چکے ہیں لیکن حضرت شاہ صاحب کے پہلے مسودے سے منقول ہونے کے باعث چھپ جانے کے باوجود ان کی قدر و قیمت بہت زیادہ ہے - مجموعہ کے سرورق پر یہ عبارت ہے

مجموعہ کے سرورق پر یہ عبارت ہے -

"تفہیمات حضرت قدوۃ العلماء مولوی شاہ ولی اللہ صاحب منقول از مسودۂ اول قلمی خط فارسی کاغذ سفید، در کتبخانہ یمین الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خاں بہادر دام اقبالہٗ والیٔ ٹونک در سنہ ۱۲۹۰ھ داخل گردید"

اس عبارت کے ذیل میں دو مہریں ثبت ہیں ایک مہر محمد علی خاں کی دوسری وزیر الدولہ کی

۳- کثیر الفوائد فی تصریح و توضیح امثال القرآن

اس کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے - امثال القرآن کے موضوع پر یہ بہترین کتاب ہے چھوٹی تقطیع کے ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے - ۱۲۸۵ھ سن تصنیف ہے -

Marfat.com

۴- حاشیہ مشکوٰۃ (عربی)

مصنف کا نام عطاء اللہ بن فضل شیرازی نیشاپوری المعروف جمال حسنی ہے۔ یہ نسخہ بخط عربی خوشخط ہے۔ اول صفحہ مطلا اور جدول آسمانی ہے۔

۵- لمعات التنقیح علیٰ مشکوٰۃ المصابیح

للشیخ عبدالحق حنفی المحدث الدہلوی (م ۱۰۵۲ھ)۔ یہ نسخہ قدیم الخط دو ضخیم جلدوں میں ہے۔ پہلی جلد نہایت خوشخط خفیف سی کرم خوردہ، جلد دوم بادامی مجدول شنگرفی و سیاہی۔

پہلے ورق کے صفحہ پر یہ عبارت ہے

حاجی عبداللہ خلیفہ شیخ عبدالرزاق بن شیخ امام الدین قادری - اور یہ مہر ثبت ہے | شیخ عبدالقادر |

۶- لباب الاصول فی اصول الحدیث

یہ عربی میں اصول حدیث میں مختصر رسالہ ہے

۷- اسئلۃ القرآن

یہ کتاب محمد بن ابی بکر عبدالقادر الرازی (م ۶۶۰ھ) کی تصنیف ہے۔

۸- غریب القرآن المسمیٰ بہ نزہۃ الخاطر وسرور الناظر

للامام اللغوی فخرالدین محمد بن علی النجفی الطریحی - یہ نسخہ بھی نہایت قدیم الخط ہے۔

۹- مجموعہ رسائل حجۃ الاسلام سیدنا اسمٰعیل شہید

۱۰- طیبی شرح مشکوٰۃ المصابیح

یہ علامہ حسین بن عبداللہ بن محمد الطیبی (م ۷۴۳ھ) کی نہایت معتبر تصنیف ہے۔ کتابت نہایت اعلیٰ ہے

Marfat.com

سید منظور الحسن برکاتی

اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک سے عربی فارسی ریسرچ ڈائرکٹریٹ ٹونک

یہ ایک لمبی کہانی ہے اور صبر آزما لیکن دلچسپ و شیریں داستان۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ علوم عربی و فارسی کے محققین وطالبین کا ایک بڑا اہم مطالبہ حکومت راجستھان نے فراخدلی کے ساتھ منظور کرلیا۔ اور ٹونک کے اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو بلا شرکت غیرے ایک آزاد اور با اختیار عربی فارسی ریسرچ ڈائرکٹریٹ بنا کر علوم عربی و فارسی کے تحفظ و ترقی کے اسباب فراہم کر دیئے۔

حکومت راجستھان کے اس تاریخی کارنامہ اور مستحسن اقدام کو نہ صرف راجستھان کے علمی حلقوں نے سراہا ہے بلکہ عربی و فارسی کی پوری برادری نے قدر وستائش کی نظر سے دیکھا ہے۔ اردو، ہندی اور انگریزی اخبارات میں اس کے قیام کی خبریں جب سے شائع ہوئی ہیں ملک کے اہل علم اور ارباب دانش کی طرف سے تعریف و توصیف کی جارہی ہے۔ اور اس عمل کو حکومت کی وسیع النظری اور علم دوستی سے تعبیر کیا جارہا ہے

پھر یہ کہ اس ادارہ کے قیام کے لئے حکومت کا ٹونک ہی کو منتخب کرنا نہ صرف ایک صحیح فیصلہ قرار دیا جارہا ہے۔ بلکہ "حق بحقدار رسید" کا مصداق تسلیم کیا جارہا ہے۔

ٹونک کو ہمیشہ سے عربی و فارسی علوم سے ایک خاص تعلق اور مناسبت رہی ہے اور آج بھی یہاں عربی فارسی تعلیم کے باقاعدہ مدارس و مکاتب قائم ہیں اور ایسے افراد بھی بکثرت ہیں جنھیں عربی فارسی علوم میں درک

Marfat.com

و مہارت حاصل ہے وہ دوسری زبانوں سے تعلق رکھنے والے ریسرچ اسکالرس کی تفہیم و ترجمہ میں پوری پوری مدد کر سکتے ہیں یہ یہاں کے ادبی ماحول اور علمی فضلا سے وہ خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں: یہاں کی پرسکون شور و ہنگاموں سے دور، فضا مطالعے کے لئے اور خاص طور پر تحقیقی و علمی کام کرنے کے لیے بڑی ہی سازگار فضا ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہاں ایسے ذاتی اور نجی کتب خانوں کی آج بھی کثرت ہے جن میں حوالجاتی مواد اور معلوماتی میٹرس اسکالرس کو کافی مل سکتا ہے: نیز ایسے ٹھکانے بھی ہیں جن میں بہت سا دستاویزی اور تاریخی ریکارڈ موجود محفوظ ہے۔

یہاں کے دفاتر میں ریاستی دور کے قدیم ریکارڈ میں اب بھی ہزاروں کی تعداد میں فارسی تحریریں، احکامات قوانین، دستاویزات اور شاہی و نوابی فرامین کی ایسی نقول پائی جاتی ہیں تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے بڑا مفید اور اہم مواد فراہم کرتی ہیں۔

خود یہ ادارہ، یہ کتب خانہ، یہ انسٹی ٹیوٹ جو اب **عربی فارسی ریسرچ ڈائریکٹریٹ** بن چکا ہے اپنے نادر الوجود ذخیرۂ کتب کے لحاظ سے دنیا کے مشہور ترین اور تاریخی اہمیت کے حامل ذخیرۂ کتب میں سے ایک ہے۔ جو ۲۱ سال سے حکومت راجستھان کے محکمۂ تعلیم سے وابستہ ہے

یہ نادر الوجود کتبخانہ اور یہ انمول مخطوطات کا ذخیرہ دراصل والیان **ٹونک** کا جمع کردہ ہے آج سے پورے ایک سو سال پہلے ریاست **ٹونک** کے تیسرے حکمران نواب **محمد علی خاں صاحب** نے اپنے ذوق علمی کی بدولت زر کثیر صرف کر کے اس سرمایہ علمی کو جمع کیا تھا جس میں بعد کے آنے والے حکمراں اضافہ کرتے رہے۔ اس وقت اس کتب خانہ میں ہزارہا ہزار کی تعداد میں مطبوعہ کتابیں بھی تھیں۔ لیکن ۱۹۶۱ء میں حکومت راجستھان نے دو حصوں میں تقسیم کر کے مطبوعات کے ذخیرے کو اس سے الگ کر دیا۔ وہ مطبوعہ ذخیرہ آج **سعیدیہ ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک** میں محفوظ ہے اور اب

Marfat.com

علم اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں

اس قلمی ذخیرے اور انسٹی ٹیوٹ کا تعلق وزارت تعلیم حکومت راجستھان نے جودھپور میں قائم شدہ اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سے کر دیا۔ اور یہ اس وقت سے ۴ دسمبر ۱۹۷۸ء تک اسی کی ایک شاخ کی حیثیت اختیار کیے رہا۔ اور اس میں کوئی خاص قابل ذکر ترقی نہیں ہوئی۔ صرف ایک افسر انچارج ایک چوکی دار اور ایک چپراسی اس اہم اور قیمتی ادارے کا اسٹاف تھا۔

البتہ پچھلے تین سال سے اہل علم اور ارباب دانش کے پیہم اور مسلسل مطالبہ پر حکومت (کانگریس) نے اس کی اہمیت کا احساس کر کے اس کی جانب توجہ کرنی شروع کی تھی

سابقہ حکومت راجستھان کے وزیر تعلیم جناب سید فاروق حسن صاحب کو جب ٹونک اور راجستھان کے ارباب علم نے اس ادارے سے متعارف اور اس کی اہمیت و افادیت سے واقف کرایا تو انھوں نے نہ صرف اہل علم کے مطالبے پر سنجیدگی اور ہمدردی سے غور کیا بلکہ وہ عملی طور پر بھی اس کے تحفظ و ترقی کی جانب مائل ہوئے۔

سب سے پہلے انھوں نے اس کو وسعت دینے اور اس کے ذخیرۂ کتب میں اضافہ کرنے کے لیے راجستھان اور ہندوستان کے ارباب دانش کی تجویز پر راجستھان کے دوسرے شہروں جے پور، بھرت پور، اودے پور، جھالاواڑ، اور الور میں تھوڑی تعداد میں جو قلمی مخطوطے کس مپرسی اور خستہ و بیکار حالت میں سرکاری لائبریریوں میں پڑے ہوئے تھے۔ اور دیمک اور کیڑوں کی غذا بن رہے تھے ان کو ٹونک کے اس ادارے میں منتقل کرایا تاکہ اس انمول و نادر ذخیرۂ کتب سے بھی (جو ان شہروں میں ردی کی حالت میں پڑا ہوا ہے) ارباب علم و تحقیق فائدہ اٹھا سکیں۔ اس طرح اس کو پورے صوبے میں مرکزی حیثیت حاصل ہو جائے۔

حکومت راجستھان کے حکم سے یہ عظیم اور اہم کام تو چند ماہ کے عرصے میں انجام پا گیا۔ کہ وہ تمام مخطوطات جو راجستھان کے مختلف شہروں کی سرکاری لائبریریوں میں بکھرے پڑے تھے۔ یک جا ہو گئے۔ لیکن سابقہ

Marfat.com

ذخیرۂ کتب اور اس نو دار ذخیرے کی شیرازہ بندی، ان کی حفاظت اور ان کی تہذیب و ترتیب کے سائنٹفک ذرائع، ان کے افادہ کو عام کرنے اور ریسرچ اسکالرس کے لئے سہولیات فراہم کرنے کا مسئلہ ایک اہم مسئلہ بنا رہا۔ کیونکہ جس صوبائی شعبے یعنی اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ جودھپور سے اس کا تعلق تھا۔ اس کے قیام کا مقصد اگرچہ مشرقی زبانوں اور علوم و فنون کی ترقی و حفاظت ہی تھا۔ اور اردو، فارسی اور عربی مشرقی زبانیں ہی ہیں لیکن اس کا عملاً اس کے اعلیٰ آفیسر اور اس کے ذمہ دار کارکن عربی فارسی زبانوں سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے اس سرمایۂ علمی کی قدر و اہمیت اور افادیت سے ناواقف تھے۔ اور ان کی تمام تر توجہ سنسکرت اور ہندی زبانوں کے تحفظ و ترقی اور اس کی توسیع و اشاعت میں صرف ہو رہی تھی۔

پھر یہ کہ ٹونک اور جودھپور کا فاصلہ بھی اس کی ترقی میں مانع تھا۔ اور یہ گمنامی کی زندگی گزار رہا تھا۔

نظر بہ حالات ارباب علم اور اصحاب دانش نے وزارت تعلیم حکومت ہند کو اس نئی دیزاد رفود کے بعد اس کی طرف توجہ دلائی۔ اور محترم فاروق حسن صاحب نے سرکاری طور پر اس وقت کے وزیر تعلیم محترم جناب پروفیسر نور الحسن صاحب سے درخواست کی۔ کہ وہ ٹونک تشریف لا کر اس عزیز الوجود اور نادر ذخیرۂ کتب کو بچشم خود ملاحظہ فرمائیں۔ اور اس کی حفاظت و ترقی کے لئے نہ صرف اپنے گراں قدر مشوروں سے مستفید فرمائیں بلکہ سرکاری سطح پر اس کی بقاء اور ترقی کے سلسلے میں کوئی مؤثر قدم بھی اٹھائیں۔

محترم نور الحسن صاحب نے جو خود بھی ایک ماہر تعلیم اور صاحب نقد و تحقیق مصنف ہیں۔ اور ایسے علمی اداروں کے تحفظ اور ترقی کے خواہاں! بخوشی وزیر تعلیم راجستھان کی درخواست منظور کی۔ اور فروری ۱۹۷۶ء میں ٹونک تشریف لا کر اس اہم اور انمول ادارہ کے ذخیرۂ کتب کو

Marfat.com

ملاحظہ فرمایا۔ اور اس کی تاریخی و علمی اہمیت، ندرت اور قدامت پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کتب خانے

کو "رضا لائبریری رامپور" سالار جنگ میوزیم حیدرآباد اور

خدا بخش لائبریری پٹنہ کے مماثل قرار دیا۔

اس کے ساتھ ہی اس کے تحفظ و ترقی کی جانب صوبائی حکومت کو پرزور الفاظ میں ہدایت کی اور

توجہ دلائی۔ نیز اس ادارہ کے افسر انچارج جناب صاحبزادہ شوکت علی خاں

کی صلاحیت، سلیقہ اور باوجود نامساعد حالات اور عدم وسائل کے برائے نام اسٹاف ہی سے اس

کو خوش اسلوبی سے مرتب کرنے اور منظم رکھنے کی بڑے حوصلہ افزا انداز میں تعریف و تحسین کی اور مرکزی

حکومت کی طرف سے ہر ممکن امداد کا وعدہ بھی فرمایا۔

یہ امر واقعہ ہے کہ نور الحسن صاحب کی تشریف آوری اور توجہ فرمائی سے اس کتب

خانے کے دلدر دور ہوئے۔ اس کی قسمت کا ستارہ چمکا اور یہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔

صوبائی حکومت کو بھی اب اس کی اہمیت کا احساس ہوا۔ اس کے اسٹاف میں اس نے

فوری طور پر ایک سرو برمس انوار النساء نادرہ کا اضافہ کیا۔ اور اس کے افسر انچارج کو اس کی بے لوث مخلصانہ

خدمات کے صلہ میں ترقی دے کر سینیئر پروڈکشن اینڈ پبلیکیشن اسسٹنٹ بنا دیا

نور الحسن صاحب نے ایفائے وعدہ کے طور پر اس ذخیرۂ کتب کے انگریزی

زبان میں کیٹلاگ کے لئے ۲۵ ہزار کا ایک پروجیکٹ آئی سی ایچ آر سے منظور کرتے ہوئے اس

کتب خانے کے سینیئر پروڈکشن اینڈ پبلیکیشن اسسٹنٹ جناب صاحبزادہ شوکت

علی خاں صاحب کی دلچسپی اور اعلیٰ صلاحیت کی قدر فرماتے ہوئے ان کو اس پروجیکٹ

کا ڈائریکٹر مقرر فرمایا۔

اس کے ساتھ ہی اس کتب خانے کے شکستہ و خستہ نادر مخطوطات کی سائنٹیفک طریقے

Marfat.com

پر شیرازہ بندی اور جلد سازی کے لئے فوری طور پر چالیس ہزار کی رقم مرکزی بجٹ سے فی الوقت منظور کرائی نیز اس ادارے کی تاریخی اور علمی کتابوں پر تحقیقی کام کرنے اور انھیں ایڈٹ کرنے کے لئے تین اسکالرشپ این ایس، ڈی سے منظور کرائے۔

چنانچہ مولانا حکیم سید محمد احمد صاحب عربی کی ایک نایاب تفسیر اعجاز البیان پر مولانا سید قاضی الاسلام صاحب، ٹونک کی فارسی تاریخ ہفدہ سالہ امیر، و بست سالہ وزیر پر اور راقم الحروف سید منظور الحسن برکاتی، بیگم شمرو کی منظوم فارسی سوانح حیات پر کام کر رہے ہیں۔

ادھر مقامی ایڈمنسٹریشن میں۔ احسن اتفاق کہیے! یا اس ادارے کی خوش قسمتی کہ یکے بعد دیگرے جو بھی کلکٹر آئے۔ وہ جوان العمر، بیدار مغز، وسیع النظر، مدبر اور فراخ دل ہونے کے ساتھ ساتھ علم دوست، علمی اداروں کی قدر کرنے والے اور ان کی ترقی و تحفظ کا جذبہ خیر رکھنے والے آئے پریہ درشی ٹھاکر، اشوک کمار پانڈے، کنہیا لال کوچر، جمنی ایس کمار اور راجی ینو سنگھو جی،

ان سب ہی حضرات نے اس کتب خانہ اور اس دانش گاہ کے تحفظ و ترقی سے بڑی دلچسپی لی اور حکومت راجستھان کو اس کی افادیت اور اہمیت سے متعارف کرایا اور اس کی ترقی و توسیع کے سلسلے میں مختلف اور متعدد اسکیمیں بنا کر بھیجیں۔ اور بتایا کہ اس ادارے سے نہ صرف ہندوستان کے ریسرچ اسکالرس اور علمی و تحقیقی حلقہ استفادہ کرتا رہتا ہے۔ بلکہ کثیر تعداد میں ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک کے اسکالرس بھی مستفید ہوتے ہیں۔

اگر اس ادارے کو ترقی دی گئی اور اسکالرس کے لئے مطلوبہ سہولیات فراہم کی گئیں تو یہ ادارہ نہ صرف حکومت راجستھان بلکہ ہندوستان کے لئے نام آوری کا باعث بنے گا۔ اور مصر و ایران اور عرب ممالک سے ہندوستان کے روابط اور تعلقات میں اضافہ کا ایک اچھا ذریعہ ثابت ہوگا۔ ... ہندوستان کی ... [illegible]

Marfat.com

سے اہم اور پوشیدہ گوشے منظر عام پر آئیں گے

دنیا دار الاسباب ہے۔ اور ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہے نیز لکل عمل رجال
قدرت کو جس سے جو کام لینا ہوتا ہے اسی کو وہ برسر اقتدار لے آتی ہے۔

اسی درمیان مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں انقلاب آگیا۔ اور ملک کے نظام حکومت کی باگ ڈور
کانگریس کے ہاتھ سے نکل کر جنتا پارٹی کے ہاتھوں میں آگئی۔

حالات کے انقلاب نے کچھ دنوں کے لئے اس ادارے کی ترقی میں رکاوٹ ڈال دی لیکن ارباب
دانش، علم دوست اور اس ادارے سے تعلق رکھنے والے ایک لمحہ کیلئے غافل نہ بیٹھے اور برابر اپنی جدو
جہد میں لگے رہے۔

نئی حکومت کو بھی اس قومی سرمائے کی اہمیت اور افادیت سے متعارف کرایا اور ساتھ
ہی اپنے ان مطالبات کو بھی پیش کیا جو وہ ایک عرصے سے سابقہ حکومت سے کرتے چلے آرہے
تھے۔ اور جو سابقہ حکومت کی بے اعتنائی اور عدم توجہی کے باعث اب تک پایۂ تکمیل کو نہیں
پہنچے تھے۔

صوبائی حکومت کے وزیر اعلیٰ شری بھیروں سنگھ شیخاوت، شری جی کے، بھانوٹ جی چیف
سکریٹری راجستھان اور ایجوکیشن منسٹر جناب بھنور لال جی شرما اور دوسرے ذمہ داران حکومت کو میمورنڈم
ارسال کئے۔ وفود بھیجے، صحیح صورت حال سے واقف کیا اور مطالبہ کیا کہ اس ادارے کو ترقی دے کر
ایک آزاد صوبائی ادارہ بنا دیا جائے۔ یا پھر اسے مرکزی وزارت تعلیم کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ ٹونک
کے اس قدیم کتب خانے کو سر سالار جنگ میوزیم حیدرآباد، خدابخش
لائبریری پٹنہ اور رضا لائبریری رامپور کی طرح ایک نیشنل ادارہ بنا دے اور
اس کی ترقی کے لئے اس کی ضروریات کے مطابق بجٹ منظور کرے۔

Marfat.com

دوسری طرف نئی مرکزی حکومت کے نئے وزیر تعلیم ڈاکٹر پی سی چندر (جو ایک علم دوست اور ماہر تعلیم شخصیت کے مالک ہیں) کی خدمت میں بھی میمورنڈم ارسال کئے اور اس قومی اہمیت کے مالک ذخیرۂ کتب کی اہمیت اور افادیت سے متعارف کراتے ہوئے انھیں ٹونک آنے اور اس علمی سرمائے کو ملاحظہ فرمانے کی دعوت دی اس سلسلہ میں ٹونک اور دوسرے مقامات کے ارباب علم پر مشتمل ایک وفد بھی ان کی خدمت میں پہنچا اور بہ اصرار دعوت دی۔

وزیر تعلیم نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنے ذوقِ علمی اور اس ادارے کی اہمیت کے پیش نظر وفد کی معروضات کو بڑی توجہ سے سنا اور وفد کی درخواست کو بڑی فراخ دلی سے منظور فرمایا چنانچہ ۵ مارچ ۱۹۷۸ء کو ڈاکٹر چندر صاحب ٹونک تشریف لائے اور اس نادر الوجود ذخیرۂ کتب کو ملاحظہ فرمایا۔

یہاں اس وقت محترم وزیر تعلیم کے اعزاز میں ادارے کو خصوصیت سے آراستہ کیا گیا تھا اور اس کے اہم، نادر، مُطلّا اور مُذہّب مخطوطات کی نمائش سجائی گئی تھی جس کو دیکھنے کے بعد وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر پی سی چندر صاحب بہت متاثر ہوئے اور اس کی اہمیت کا احساس اور اسے ترقی دینے کا عزم لے کر واپس ہوئے۔

فوری طور پر وزیر تعلیم نے مرکزی وزارت تعلیم سے اس کے فرنیچر وغیرہ کے لئے پانچ ہزار روپے کی امداد ارسال فرمائی۔ اور دو اسکالرشپ منظور کئے۔

چنانچہ مولوی جمیل احمد صاحب (ماہیانہ ۰ فارسی پر، اور مولوی صلاح الدین قمر سرائے واردات فارسی پر کام کر رہے ہیں۔

مرکزی وزارت تعلیم نے صوبائی حکومت کو بھی اس ادارے کی اہمیت کے پیش نظر اس کی ترقی کے بارے میں توجہ دلائی۔

Marfat.com

چیف سکریٹری راجستھان جناب بھانوٹ صاحب چونکہ بڑے معاملہ فہم، عربی و فارسی زبانوں کی اہمیت و ضرورت اور اسلامی ممالک میں ان زبانوں کے علوم کی قدر و منزلت سے واقف تھے۔ اور مسلمانوں کے مطالبات جائز حد تک پورے کرنے کے حق میں رہتے ہیں اس لئے انھوں نے خصوصی طور پر چیف منسٹر راجستھان جناب بھیروں سنگھ شیخاوت کو اس کی طرف متوجہ کیا۔ اور ہمارے مطالبات کی مقبولیت اور اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اور ان دشواریوں اور مشکلات کا لحاظ کرتے ہوئے جو اس کی ترقی کے سلسلہ میں مانع ہو رہی تھیں، سفارش کی۔ کہ ایک علیحدہ ڈائرکٹریٹ عربی فارسی کے لیے بنایا جانا ضروری اور مناسب ہے۔

چنانچہ چیف منسٹر راجستھان جناب بھیروں سنگھ شیخاوت نے اپنی کابینہ سے منظوری حاصل کر کے پہلے تو اس "ڈائرکٹریٹ" کے قیام کا اعلان فرمایا۔ اور اس کے بعد ۱۴ر دسمبر ۱۹۷۸ء کو عملی طور پر "عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان" کے نام سے باضابطہ ڈائرکٹریٹ قائم کر دیا۔ اور اس کے آفیسر سینیر پریزرویشن پبلیکیشن اسسٹنٹ جناب صاحبزادہ شوکت علیخاں صاحب کی قابلیت و صلاحیت اور ان کی دیرینہ خدمات کے پیش نظر انہیں اس کا پہلا ڈائرکٹر مقرر فرمایا۔

حکومت راجستھان کے اس اقدام علم پروری و اقلیت نوازی پر تمام علمی اور تحقیقی حلقوں میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ اور ہر طرف سے مبارکباد کے تار حکومت کو ارسال کیے گئے۔

اس میں شک نہیں کہ ڈائرکٹریٹ کے قیام سے اس کتب خانہ کی تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوا ہے۔ یا یوں کہنا مناسب ہوگا۔ کہ ایک نئی صبح صادق نمودار ہوئی ہے جس کی روشنی میں وہ منزل بمنزل آگے بڑھتا رہے گا۔ اور بالآخر ہماری قومی تہذیب و ثقافت کے لئے ایک حیات بخش سرچشمہ ثابت ہوگا۔ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ شَيْئًا هَيَّأَ اَسْبَابَهُ

Marfat.com

اب ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اس ادارے کی اپنی شایانِ شان ایک عمارت ہو اور حکومت اس ادارے کی ضروریات کے لحاظ سے اس کا معقول بجٹ منظور کرے، اس کے اسٹاف میں متعدد پوسٹوں کا اضافہ کرے عربی فارسی اور اردو، ہندی کے زبان داں لنگوئج اسسٹنٹ مقرر کرے۔ مائیکرو فلم اور زیراکس مشینوں کا انتظام کرے۔ اسکالرس کے قیام کے لئے "ھوسٹل" اور ان کے مطالعے وغیرہ کے لئے سہولتیں فراہم کرے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان تمام اہم امور کی تکمیل کی جانب توجہ کرے جو "آل انڈیا اساتذۂ اردو جامعات ھند" کی **آٹھویں سالانہ کانفرنس** منعقدہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء میں ہندوستان کے متعدد صوبوں، ضلعوں اور شہروں سے آئے ہوئے مندوبین نے اس ادارے کی ترقی کے لئے تجویز کئے ہیں

مذکورہ بالا تجویز کا پورا کا پورا متن صفحہ ۲۹۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

صاحبزادہ سعید احمد صاحب ایم۔ اے (تاریخ و اردو) ایف، ڈی، ایے، پی

سیپارۂ دل

صاحبزادوں کے کتب خانے اور ان کے نوادر

ریاست ٹونک ۱۸۱۷ء میں وجود میں آئی۔ راجستھان میں ضم ہونے تک سات نواب ہوئے۔ اور ریاست کی خود مختاری ایک سو تیس سال رہی۔ اس عرصہ میں ۱۸۵۷ء کا غدر بھی ہوا نواب محمد[1] علی خاں کی معزولی اور نواب ابراھیم[2] علی خاں کے خلاف سازشیں ہوئیں یہ چھوٹی سی ریاست تھوڑی سی مدت میں کئی بحرانوں میں مبتلا ہوئی۔ اس ابتلار کے باوجود یہاں کے حکمراں امرا اور صاحبزادگان علم کی خدمت کرتے رہے۔

یہاں مساجد سے ملحق مدارس اور مدارس سے متعلق کتب خانے ہوا کرتے تھے۔ اب بھی دارالعلوم خلیلیہ کا کتب خانہ، مدرسہ فرقانیہ اور جامع مسجد ناصریہ کے کتب خانے گزرے دور کی یادگار باقی ہیں ہر صاحبزادہ کا اپنا ذاتی کتب خانہ ہوا کرتا تھا جس میں نادر و نایاب مخطوطات اور کتابیں ہوتی تھیں

ریاست ٹونک کے بانی نواب امیر[3] الدولہ کی عمر جنگی مہمات اور ریاست کا انتظام

---

[1] یمین الدولہ نواب محمد علی خاں صاحب بہادر ریاست کے تیسرے فرماں روا۔ دورِ حکومت ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۷ء

[2] امین الدولہ نواب محمد ابراہیم علی خاں صاحب بہادر ٹونک کے چوتھے فرماں روا۔ دورِ حکومت ۱۸۶۷ء سے ۱۹۳۰ء

[3] امیر الدولہ نواب محمد امیر خاں صاحب بہادر بانیٔ ریاست ٹونک، دورِ حکومت ۱۸۱۷ء سے ۱۸۳۴ء کمپنی کی حکومت کے لئے آپ کا توپ خانہ خوف کا باعث تھا۔ ڈاکٹر قانون گو نے "پٹھانوں کا آخری فوجی ذہن" کہا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو Historical Essays. by K. R. Qanoongo

Marfat.com

میں صرف ہوئی۔ ان کے صاحبزادگان علم دوست تھے۔ صاحبزادہ محمد جمال[۵۱] خاں صاحب نواب صاحب موصوف کے دوسرے فرزند تھے۔ ان کا کتب خانہ کثیر قلمی و مطبوعہ کتابوں پر مشتمل تھا۔ ان کے پسر صاحبزادہ محمد خاں صاحب کی وفات (۱۳۱۱ھ) تک یہ کتب خانہ محفوظ رہا۔ اور اس کے بعد برباد ہوگیا راقم الحروف کے پاس "کلمات الشعراء" مصنفہ سرخوش کا نہایت نفیس قلمی نسخہ اسی کتب خانہ کی یادگار ہے۔ اور انتخاب[۵۲] مدارج النبوۃ کا پاکٹ سائز قلمی نسخہ اسی کتب خانہ کا میرے پاس محفوظ ہے۔

نواب زادہ[۵۳] احمد علی خاں رونق نواب امیر الدولہ بہادر کے فرزند نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ والی ریاست جے پور مہاراجہ سوائی رام سنگھ کے پاس گزارا۔ اردو اور ہندی دونوں زبانوں کے شاعر تھے۔ ان کے کتب خانے کی ایک طویل فہرست میری نظر سے گزری ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ نواب زادہ صاحب کو ادبی اور تاریخی کتابوں سے زیادہ شغف تھا۔ آپ کی ایک قلمی کتاب جو تاریخ ٹونک سے متعلق ہے راقم کے پاس ہے[۵۴]

نواب وزیر الدولہ[۵۵] ٹونک کے دوسرے فرماں روا جید عالم تھے۔ سید احمد شہید کے مرید تھے "وصایائے وزیری" آپ کی یادگار ہے۔ اسی دور کی تاریخ "ہفدہ سالہ امیر و بست سالہ وزیر" مصنفہ دیوان شمس الدین صاحب فارسی ریسرچ ڈائریکٹریٹ ٹونک کے

---

۵۱ پسر دوم بانی ریاست۔ ولادت ۱۲۲۹ھ وفات ۱۲۸۰ھ۔ نہایت دین دار اور پابند شریعت تھے۔ ریاست میں شرع شریف کے محکمہ کا انتظام ان ہی کے سپرد تھا۔

۵۲ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی شہرۂ آفاق تصنیف مدارج النبوۃ کا خلاصہ، مصنف کا نام معلوم نہیں ہوتا۔

۵۳ نواب زادہ احمد علی خاں رونق کے حالات کے لئے راقم کا مضمون مطبوعہ ماہنامہ شاعر اگست ۱۹۶۸ء دیکھئے

۵۴

۵۵ وزیر الدولہ نواب محمد وزیر خاں صاحب بہادر۔ ریاست کے دوسرے فرماں روا دور حکومت ۱۲۵۰ھ سے ۱۲۸۰ھ

Marfat.com

میں موجود ہے۔ امیر الدولہ کے حالات سے شروع ہو کر چوتھے فرماں روا ہز ہائینس نواب ابراھیم علی خاں کے دور ۱۲۹۳ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے

مصنف چونکہ ریاست کے دیوان تھے۔ اس لئے اس کتاب کو ریاست کی مستند تاریخ کہا جا سکتا ہے۔ ریاست کے ختم ہونے اور فارسی زبان کا ذوق کم ہو جانے کی وجہ سے شاید ہی اس کے طبع ہونے کی نوبت آئے۔

ریاست کے قلعہ میں ایک کتب خانہ موصوف نے قائم کیا تھا جو کتب خانہ خزینہ کے نام سے موسوم تھا۔ لوگ قلعہ معلی کا کتب خانہ بھی کہتے تھے۔ اس میں نایاب و نادر مطبوعہ اور قلمی کتابیں تھیں۔ آزادیٔ ہند کے بعد ریاست کے آخری فرماں روا نواب محمد اسمٰعیل علی[ل] خاں صاحب نے مولانا ابوالکلام آزاد کی معرفت مرکزی حکومت کو فروخت کر دیا

غنی روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں را تماشا کن ؎
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخا را

تیسرے فرماں روا امین الدولہ نواب محمد علی خاں صاحب کا دورِ حکومت اگرچہ قلیل ہے لیکن اس اعتبار سے اہم ہے کہ آپ کی کتابوں کا ذخیرہ مطبوعہ شکل میں سعیدیہ ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک اور قلمی شکل میں اس ادارہ میں محفوظ ہے

نواب صاحب متبحر عالم تھے۔ بنارس میں قیام کے دوران بڑی تعداد میں علماء و فضلاء کے ساتھ رہے۔ فرمائش کر کے مختلف فنون پر کتابیں لکھواتے اور منہ مانگی قیمت ادا کر کے کتابیں خریدتے تھے۔ راقم کے پاس ایک قلمی رسالہ سلک گوھر ہے جو خالق باری کی طرز پر لکھا گیا ہے یہ

ل۔ عزیز الدولہ نواب محمد اسمٰعیل علی خاں صاحب بہادر ساتویں فرماں روائے ریاست ٹونک۔ ریاست کے ختم ہونے پر شعر و سخن کی طرف متوجہ ہوئے۔ تاج تخلص تھا۔ مولانا عبدالقادر خنداں۔ جو اس ادارے میں ہیں۔ نواب صاحب کے مشیر سخن رہے ہیں۔ ۲۱ نومبر ۱۹۷۴ء کو انتقال فرمایا۔

Marfat.com

مولوی محمد علی صاحب ملیح آبادی نے نواب صاحب کی فرمائش پر لکھا تھا اس میں ۲۸۰ اشعار ہیں

* نجم الامرا احتشام الملک حافظ عبدالوہاب[۱] خاں صاحب بہادر صفدر جنگ کے کتب خانے میں نایاب قلمی و مطبوعہ کتابیں تھیں۔ ٹونک کے علما اس کتب خانہ سے استفادہ کرتے تھے مستعار لینے کی کئی درخواستیں راقم السطور نے دیکھی ہیں زمانے کی گردش سے یہ محفوظ نہیں رہ سکا

اس کتب خانہ کی چند کتابیں میں حاصل کر سکا۔ ان میں ایک دیوانِ[۲] وَالی ہے جو قلمی ہے۔ ادارہ میں دیوانِ[۳] عالی کا نسخہ صاحبزادہ عبدالمصور خاں صاحب کا عطیہ ہے جو اسی کتب خانے کی زینت تھا۔

صاحبزادہ عبدالوہاب خاں صاحب کے فرزند عبدالتواب[۴] خاں صاحب ہوم ممبر ٹونک نے جو اس کتب خانے کے مالک تھے اس کی کچھ کتابیں صاحبزادے امداد علی خاں[۵] نظر کو دیدی تھیں اور کچھ اپنے پسر صاحبزادہ عبدالمصور خاں صاحب کو انھوں نے کافی کتابیں ادارہ کو عطا کر دیں۔

صاحبزادہ امداد علی خاں صاحب نظر کے پاس نہایت مزین مطلا، مذہب چاول کے کاغذ پر لکھا ہوا بخاری شریف کا نسخہ تھا۔ اسی کتب خانے کا دوسرا قیمتی و نادر نسخہ خلاصۃ العیش عالم شاہی"

۱؎ ولادت ۱۲۷۰ھ، ریاست میں متعدد اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ ناظم محکمۂ شرعیہ ہوم ممبر بعد میں ممبر مال کے عہدہ پر آخر تک رہے۔ حج بیت اللہ بھی کیا۔ ان کے صاحبزادے عبدالتواب خاں صاحب کے حکم سے مولانا ابوالظفر کلیم سید امیر حسن سہا نے اس سفرنامہ کا حال قلمبند کیا ہے۔ سفرنامہ طبع ہو گیا ہے۔

۲؎ صاحبزادہ عبدالرؤف خاں صاحب وَالی حضرت عالی کے فرزند تھے۔ ولادت ۱۲۷۱ھ

۳؎ صاحبزادہ احمدیار خاں صاحب پسر نواب عبدالعلی ولادت ۱۲۳۳ھ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ حکمت اور فارسی ادب سے شغف تھا۔

۴؎ حضرت وَالی کے پسر مصنف تذکرۂ ٹونک ریاست میں ہوم ممبر تھے

۵؎ بڑے قادر الکلام شاعر تھے۔ دو شعر بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔

تنگی وسعت خیال بڑھتا چلا گیا   لیکن وہ آج تک بھی زمانے نیا رہا

صبر تو کم بخت اس الفت میں آتا ہی نہیں   دل کے نکلنے کو یوں لب پہ دم آ ہی گیا

Marfat.com

ہے۔ جو نواب امیر الدولہ کو مصنف نے پیش کیا تھا یہ نسخہ اب ادارے کی زینت ہے

افضل الامراء صاحبزادہ عبدالرحیم خاں[1] صاحب بڑے دین دار اور فیاض تھے ان کا کتب خانہ بھی قابل دید تھا۔ ڈائرکیٹریٹ عربی فارسی ریسرچ کے کتب خانے میں "جفر کبیر" اسی کتب خانے کا نسخہ ہے۔ یہ پچاس جلدوں پر مشتمل اپنے فن پر نایاب کتاب ہے۔

مختار الامراء اعظم الملک حافظ محمد صدیق خاں[2] صاحب کا کتب خانہ بھی قابل ذکر ہے ان کے صاحبزادہ جناب عبدالشکور خاں[3] صاحب نے اس کتب خانہ میں اضافہ کیا لیکن یہ محفوظ نہ رہ سکا۔

چوتھے فرماں روا امین الدولہ نواب ابراہیم علی خاں صاحب بہادر کے طویل دور حکومت میں مختلف علوم و فنون کی کتابیں لکھی گئی تھیں۔ حکیم برکات احمد صاحب کا رسالہ "زمان و مکان" جس سے شاعر مشرق علامہ اقبال نے بھی استفادہ کیا ہے، اصغر علی ناظم نے ٹونک کے پرگنات کی تاریخ لکھی۔ مولوی سید اصغر علی صاحب آبرو نے ریاست کی ایک مبسوط تاریخ لکھی۔ راقم الحروف کے پاس ان کی مصنفہ قلمی عشقیہ داستان تھی جو لاپرواہی کے سبب ضائع ہو گئی۔

ان کا کتب خانہ بھی بیش بہا کتابوں پر مشتمل تھا۔ بہت سی کتابیں ضائع ہو گئیں کچھ کتابیں ان کے فرزند بھیا حافظ مظفر علی نے ادارہ عربی فارسی ریسرچ ڈائرکیٹریٹ کو عنایت کر دی ہیں جن

---

[1] تاریخ ولادت [illegible] ۔ نواب محمد [illegible] خاں کے فرزند تھے۔ عرصۂ دراز تک ریاست کے ہوم ممبر رہے۔

[2] تاریخ ولادت [illegible] ۔ وفات [illegible] ۔ ناظم پرگنہ سرونج رہے

[3] ان کی حسب ذیل تصنیفات ہیں ۔

(۱) واقعات شکار

(۲) تجربات شکار

(۳) Shikar Events.

(۴) Narrow escapes.

بہت عربی [illegible] ایک دیوان یادگار ہے شکار کا بہت شوق تھا ۔ ہندوستان کے بڑے نامور شکاریوں میں شمار ہوتا تھا ۔

Marfat.com

ہیں قابلِ قدر تاریخ ٹونک کا فارسی نسخہ موسومہ "تاریخ خاندانِ افغانی" بھی نواب صاحب کا تخلص شمیمؔ تھا۔ ان کے دواوین صولت باغ پیلس کی زینت ہیں۔

پانچویں نواب سعید الدولہ نواب سعادت علی خاں صاحب نے سترہ سال حکومت کی ان کی انتظامی صلاحیت کی بنا پر ریاست کی بہت ترقی ہوئی۔ سعیدیہ لائبریری انھیں کے نام سے موسوم ہے۔ اس ادارے کی تاریخ میں ان کا نام بھی ہمیشہ لکھا جائے گا۔

صاحبزادہ حامد علی خاں صاحب جو صاحبزادہ علی احمد خاں صاحب کے لڑکے اور نصرت رونق کے پوتے تھے تصوف کا شغل تھا۔ ریاست میں متعدد اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے۔ ان کا کتب خانہ بھی قابلِ ذکر ہے۔ دلائل الخیرات کا ایک قلمی مطلا و مذہب اور نایاب نسخہ صاحبزادہ موصوف کے فرزند جناب صاحبزادہ مبارک علی خاں صاحب نے اپنے استاد جناب محمود شیرانی کے مانگنے پر انھیں دے دیا تھا۔ چند قلمی کتابیں اس ادارہ کو راقم الحروف نے بخشش کردی تھیں۔ مذکورہ نسخہ دلائل الخیرات اب لاہور میں ہے۔

صاحبزادہ عبدالرحمٰن خاں صاحب کا کتب خانہ بیش بہا مخطوطات اور مطبوعہ کتابوں پر مشتمل تھا۔ ایک قلمی یادداشت تاریخ ٹونک سے متعلق اسی کتب خانہ کی راقم الحروف کے پاس ہے۔ یہ کتب خانہ بھی زمانے کی دستبرد سے محفوظ نہیں رہا۔

صاحبزادہ عبدالمجید خاں صاحب عرف نوشے میاں جید عالم تھے۔ ان کا کتب خانہ بھی مشہور تھا۔ اب کتب خانہ کی شکستہ عمارت اور چند کتابیں یادگار رہ گئی ہیں۔ صاحبزادہ موصوف کی

---

٥١ डॉ मोनाह रचयिता जानवहालसा "नादिरा"

٥٢ [illegible] میں پیدا ہوئے۔ خاندان امیریہ کا شجرہ قلمی ان کا مصنفہ میرے پاس محفوظ ہے

٥٣ احمد یار خاں صاحب جرنیل فوج کے صاحبزادے [illegible] کا [illegible] کی مصنف [illegible]

٥٤ تفصیل کے لیے، راقم کا مضمون مطبوعہ [illegible]

Marfat.com

تصنیف فیضان المجید علیٰ قلب المستفید نہایت خوشخط مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی میرے پاس موجود ہے

مولوی صادق علی خاں صاحب کا کتب خانہ بھی نایاب کتابوں پر مشتمل تھا کوئی فرزند نہیں تھا اس لئے کتب خانے کا زیادہ حصہ فروخت کر دیا کچھ عنایت کر دیا۔ باقیماندہ کتب ان کے انتقال کے بعد ان کی صاحبزادی لے آئیں جو ضائع ہو گئیں۔ میرے عم محترم ادریس علی خاں صاحب نے اس کتب خانے کی چند کتابیں حاصل کر کے اس ادارے کو عنایت کر دی ہیں۔

صاحبزادہ احمد خاں صاحب اور صاحبزادہ محمد سعید خاں کے کتب خانے بھی قابل ذکر ہیں۔ صاحبزادہ احمد خاں صاحب کے ورثاء میں کتب خانہ تقسیم ہو گیا اور اس وقت تین حصوں میں باقی ہے۔ اس میں طب کی کتابیں زیادہ ہیں۔

صاحبزادہ محمد سعید خاں صاحب نے بڑی محنت سے کتب خانہ قائم کیا تھا اس میں شاہ ولی اللہ رح کی تفسیر قرآن کریم تھی۔ ایک قرآن مجید کا قلمی نسخہ تھا جو سرخ پتھر سے لکھا گیا تھا نقوش کافی ابھرے ہوئے تھے۔ ان کے صاحبزادہ نے چنے کی دال پر قل ھو اللہ شریف بھی لکھی ہوئی دکھائی تھی۔ اس کا بیشتر حصہ فروخت کر دیا گیا ہے۔

حکیم احمد ؒ صاحب سیماب بلند پایہ عالم اور کثیر التصانیف بزرگ تھے کچھ تصانیف کی تلخیص مرد طبوعہ ...... یا یہ ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک میں ہیں۔ ان کی مصنفہ کتاب محاسن علیہ (قلمی) جو ٹونک کی تاریخ سے متعلق ہے جناب حکیم مولوی قاضی محمد عرفان خاں صاحب مرحوم کے کتب خانے میں محفوظ ہے حکیم صاحب کا کتب خانہ بیش بہا مطبوعہ و قلمی کتابوں کا ذخیرہ ہے۔ موصوف کے فرزند مولوی محمد عمران خاں صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ

ے ٹونک کے مشہور عالم مولانا برکات احمد صاحب کے شاگرد تھے۔ کبو میاں کے نام سے مشہور تھے۔

Marfat.com

انھوں نے ان نوادرات کو سینے سے لگا رکھا ہے۔

مولوی سید احمد صاحب اسعد، حکیم مولوی احمد علی سیماب کے فرزند، بلند پایہ شاعر اور حاذق حکیم ہونے کے علاوہ سنسکرت اور عربی فارسی کے عالم تھے۔ نواب امیر الدولہ بہادر کی سوانحی امیر نامہ[1] اور تزک جہانگیری کا اردو ترجمہ ان کی یادگار ہیں۔ والد سے ورثہ میں ملی ہوئی اور خود کی جمع کی ہوئی کتابوں سے ایک اچھا کتب خانہ بن گیا تھا جو انھوں نے اپنی زندگی میں ہی اپنے داماد محمد سورتی کو دیدیا تھا۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں اس کتب خانے میں آگ لگا دی گئی اس طرح یہ ذخیرہ خاک ہوگیا

حضرت اسعد نے اپنی طب کی کتابیں اپنے فرزند حکیم یحیٰی میاں کو عطا کی تھیں حکیم صاحب نے اپنے شوق سے مختلف النوع کتب جمع کر کے اچھا کتب خانہ بنا لیا ہے۔

حکیم سعید احمد اسعد بنارس چلے گئے تھے۔ اپنی تصانیف نواب محمد علی خاں کے کتب خانہ میں داخل کر دیتے تھے۔ نواب محمد علی خاں صاحب بہادر کا بنارس کا یہ کتب خانہ صاحبزادہ محمد اسحاق[2] خاں صاحب بہادر کو ورثہ میں ملا۔ ان کے صاحبزادہ سردار محمد خاں صاحب کو فلسفہ اور انگریزی ادب سے دلچسپی تھی۔ اگرچہ انھوں نے اس کتب خانہ میں اضافہ کیا لیکن یہ محفوظ نہیں رہ سکا۔ اب صرف ہندو فلسفہ پر کچھ کتابیں اور چند کتابیں اور دیگر مختلف مضامین

---

[1] نواب امیر خاں کے نائب منشی بساون لال شاداں نے فارسی میں قلمبند کیا ہے۔ نواب صاحب اپنی جنگی مہمات کو بیان فرمایا کرتے تھے۔ فتح و شکست کا ذکر بے کم و کاست کیا گیا ہے۔ اس دور کی مستند تاریخ ہے۔ فارسی زبان میں ہے۔ اب تک طبع نہیں ہو سکا ہے

[2] عظم الامراء وقار الملک، صاحبزادہ محمد اسحاق خاں صاحب ۱۲۶۸ھ میں پیدا ہوئے عرصہ دراز تک ہوم و فنانس ممبر رہے۔ ان کے دو صاحبزادگان سردار محمد خاں و محمد الیاس خاں صاحب تھے۔ بڑے فرزند صاحبزادہ محمد الیاس خاں صاحب عملیات کے ماہر اور بہترین شکاری تھے۔ صاحبزادہ سردار محمد خاں صاحب میو کالج کے تعلیم یافتہ تھے کافی عرصہ سندھ میں کمشنر رہے۔ کرشنا فلاسفی سے بڑی دلچسپی تھی۔

Marfat.com

کی باقی رہ گئی ہیں۔

ٹونک کے مشہور شاعر محمد مصطفےٰ خاں[1] صاحب جوہر نے بھی بڑا کتب خانہ قائم کیا تھا۔ لیکن ان کے انتقال کے بعد یہ محفوظ نہیں رہ سکا۔ مرحوم کے برادر خورد مولوی حکیم عباداللہ خاں صاحب نے تقریباً پچاس کتابیں ادارے کو عنایت کر دی ہیں جو اس ادارے کے ڈائریکٹر صاحب کی مساعی سے محفوظ ہو سکی ہیں۔

صاحبزادہ عبدالمجیب[2] خاں صاحب مرحوم نے ایک زمانے میں اپنے والد کی کتابیں اور صاحبزادہ محمد حنیف[3] خاں صاحب مرحوم سے کچھ کتابیں حاصل کر کے مختصر مگر بیش بہا ذخیرہ جمع کر لیا تھا موصوف کی دیگر مصروفیات کے سبب سے یہ تباہ ہو گیا۔

نواب محمد فاروق علی[4] خاں صاحب ٹونک کے چھٹے رئیس تھے۔ دور حکومت صرف سات ماہ رہا۔ ان کے بعد عزیز الدولہ نواب محمد اسماعیل علی خاں صاحب سریر آرا ہوئے۔ اسی زمانے میں ریاست کا انضمام عمل میں آیا۔ اور ریاست ختم ہو کر صوبۂ راجستھان کا حصہ بن گئی۔ رہے نام اللہ کا۔

یہ ایک کہانی ہے چھوٹی سی ریاست کے کتب خانوں کی، داستان ہے گزشتہ دور کی

---

[1] شعری مجموعہ "رزم بزم" کے نام سے شائع ہو چکا ہے

[2] شمس الامرا نظام الملک صاحبزادہ محمود خاں صاحب بہادر، نواب وزیر الدولہ بہادر کے فرزند اکبر کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ان کے پسر عبدالمجید خاں صاحب ، ار رجب ۱۳۲۳ھ میں شیر کا شکار کرتے ہوئے گوالیار میں فوت ہوئے۔ صاحبزادہ عبدالمجیب خاں صاحب ان کے فرزند تھے۔ ریاست میں کافی عرصہ نظامت کا کام بھی کیا۔

[3] صاحبزادہ محمود خاں صاحب کے دوسرے فرزند تھے عرصہ تک ریاست میں سپرنٹنڈنٹ پولس رہے۔

[4] ممتاز الدولہ نواب محمد فاروق علی خاں صاحب بہادر۔ دور حکومت ۱۹۴۷ء - ۱۹۴۸ء
جو تیسرے فرماں روائے ریاست نواب محمد ابراہیم علی خاں صاحب کے فرزند تھے سیرت نبویؐ سے بڑی دلچسپی تھی صرف سات ماہ حکومت کی۔ کافی عرصہ تک دہلی میں آنریری مجسٹریٹ بھی رہے۔

Marfat.com

قصہ ہے نوادرات کی بربادی اور نایاب کتب کی تباہی کا۔ جائزہ ہے کتب خانوں اور ٹونک کے باشندوں کی زبوں حالی کا، ڈاکٹر اقبال نے یورپ میں مسلمانوں کے علمی ذخیرے کو دیکھ کر کہا تھا

ہ مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی،
جو دیکھیں ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارہ

اس لحاظ سے ٹونک کے باشندوں کے دل کا بھی یہی حال ہے کتب خانے اجڑ گئے اور انمول نوادر اغیار کے گھروں کی زینت بن گئے۔ ریاست کا ہر ذی علم اس کی بربادی اور کتب خانوں کی تباہی کا مرثیہ خواں ہے۔

ہ ان ہی آنکھوں نے زمانے کو کہاں دیکھا تھا
ان ہی آنکھوں نے زمانے کو کہاں دیکھا ہے

Marfat.com

مولوی حکیم محمد عمران خاں ٹونکی، بی اے

ٹونک کے علماء اور مدارس کے کتب خانے

قسط اوّل

ریاست ٹونک، راجپوتانے کی وہ مختصر ترین ریاست ہے جو عمر میں بہت کم اور رقبہ میں بہت چھوٹی ہونے کے باوجود اپنے بانی نواب امیر خاں کے بہادرانہ جنگی کارناموں اور یہاں کے علمی خانوادوں کی تعلیمی و علمی خدمات کی وجہ سے تاریخ میں جس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ۱۸۱۷ء م ۱۲۳۲ھ میں انگریزوں کے تدبر سے یہ ریاست قائم ہوئی۔ ۱۹۴۷ء میں ۱۳۰ سالہ زندگی پوری کر کے ہندوستان کے ہمہ گیر انقلاب میں اس کا خاتمہ ہوا۔

اٹھارہویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں نواب امیر خاں کی بہادری کا دور دور تک سکہ جما ہوا تھا۔ ابھرتی ہوئی فرنگی طاقت سے یہ کس طرح برداشت ہو سکتا تھا۔ اس لئے امیر خاں کو کسی نہ کسی طرح زیر کر لینا ضروری سمجھا گیا۔ اس کے نتیجہ میں نومبر ۱۸۱۷ء میں ریاست ٹونک وجود میں آئی۔

نواب امیر خاں فوجی سپہ سالار ہونے کے ساتھ ساتھ نیک خیال، علم دوست، علم نواز اور مذہبی جذبات کے انسان تھے جن کے ساتھ لشکر کشی کے زمانے میں بھی علماء و علمی ارکا ایک گروہ رہا کرتا تھا اس لئے ریاست کے قیام کے بعد ہی ذی علم و باکمال حضرات اس نومولود ریاست

Marfat.com

کی طرف کھنچ کھنچ کر آنے لگے۔ جدید شہر کی بنیاد پڑی۔ محلے اور گنج قائم ہوئے۔ اور شاہی محلات کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مساجد، معابد اور مدارس وغیرہ کی بھی تعمیر ہونے لگی۔ اس طرح دس بیس سال کی مدت میں یہ ریاست علم و فضل، درس و تدریس اور فضل و کمال کا بھی مرکز بن گئی۔

بانی ریاست نواب **امیر خاں** کا دور ۱۸۱۷ء م ۱۲۳۲ھ سے شروع ہو کر ۱۸۳۴ء م ۱۲۵۰ھ پر ختم ہوتا ہے۔ اس ابتدائی دور میں **ٹونک** میں کافی آبادی ہو گئی تھی اور متعدد علمی خاندان ترک سکونت کر کے مستقل طور پر یہاں آباد ہو چکے تھے۔

اس دور کی ممتاز شخصیتوں کے ذمہ مختلف خدمات سپرد تھیں۔ حکیم انور علی[1] صاحب نواب **وزیر الدولہ** کے اتالیق تھے۔ مولوی خلیل الرحمٰن[2] درسی خدمات انجام دیتے تھے۔ اور مولوی کلیم اللہ، مولوی سید احمد، اور مولوی سید نور جدید آبادی میں ہونہار نوجوانوں کی تعلیم و تدریس پر مامور تھے۔

---

[1] یہ رامپور کے رہنے والے تھے۔ قیام ریاست سے بہت قبل ۱۸۱۲ء سے نواب امیر خاں کے ساتھ رہتے تھے۔ ۱۲۲۱ھ میں نواب وزیر الدولہ پیدا ہوئے۔ آگے چل کر حکیم انور علی صاحب ان کے اتالیق مقرر ہوئے۔ قیام ریاست کے بعد بھی علمی و طبی خدمات انجام دیتے رہے ۱۲۷۲ھ م ۱۸۵۵ء میں بزمانۂ نواب وزیر الدولہ ٹونک میں انتقال ہوا۔ استاد سید اصغر علی آبرو مصنف "تاریخ ٹونک" آپ ہی کے فرزند تھے۔

[2] مولانا خلیل الرحمٰن، ملا عرفان رامپوری مصنف "دوار" و "حاشیہ ... " ... تھے۔ ملا عرفان مولانا بحر العلوم لکھنوی کے تلامذہ میں سے تھے۔ اور ... ذکر ... سکونت ... وصوف اور نواب امیر خاں کے خسر اخوند محمد یار خاں تحصیل علم ہی کی غرض سے ایک ... تھے۔ اس لئے قیام ریاست کے بعد ملا عرفان رامپوری کی اولاد میں مولانا خلیل الرحمٰن، مولوی ... اور مولوی سعد اللہ خطیب ٹونک منتقل ہو گئے۔ مولانا خلیل الرحمٰن تا ... نواب امیر خاں ... خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۲۶۵ھ میں بزمانۂ نواب وزیر الدولہ بعض اختلافی مسائل کی بنا پر ... ترک سکونت کر کے ٹونک سے چلے گئے۔ اور ۱۲۷۱ھ م ۱۸۵۵ء میں گلشن آباد جاورہ میں انتقال کیا۔ موصوف صاحب تصنیف کثیر بزرگ تھے اور راقم کے جد امجد مولوی محمد مفتی کے حقیقی بھائی تھے۔

Marfat.com

قیام ریاست کے بعد ہی دیگر عمارات کے ساتھ ساتھ **جامع مسجد** کی وسیع اور خوشنما عمارت بھی تعمیر ہو گئی تھی۔ اور دفتر شریعت کا قیام بھی عمل میں آچکا تھا۔ اس لئے مولانا خلیل الرحمن کے دونوں بھائی مولوی محمد[۱] مفتی اور مولوی سعد اللہ[۲] خطیب کو رامپور سے طلب کیا گیا۔ عدالت شریعت مولوی محمد صاحب کے سپرد ہوئی اور مولوی سعد اللہ صاحب کو جامع مسجد کا خطیب و امام مقرر کیا گیا

نوٹ

اصل مضمون میں اس کے بعد مدارس کی تفصیل دی گئی ہے۔ یہ تفصیل اس کتاب کی ترتیب کے وقت کم کر دی گئی۔

---

[۱] ملا عرفان رامپوری کے بڑے بیٹے تھے۔ رامپور کے محلہ راج دوارہ میں آپ کی مسند درس قائم تھی۔ قیام ریاست کے بعد خدمت افتاء و قضاء آپ کے سپرد ہوئی۔ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رہا ۱۲۶۵ھ م ۱۸۴۹ء میں انتقال کیا۔ موصوف احقر کے جد امجد تھے۔

[۲] آپ بھی ملا عرفان رامپوری کے بیٹے تھے۔ جامع مسجد امیر گنج تعمیر ہوئی۔ تو اس کے پہلے امام و خطیب مقرر ہوئے اور تاحیات یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ ۱۲۶۹ھ م ۱۸۵۳ء میں انتقال کیا۔

Marfat.com

مولوی حکیم محمد عمران خاں ندوی بھوپالی

ٹونک کے علمی

اور

مدارس کے کتب خانے[۱]

قسط دوم

تعلیم وتدریس اور علمی وتصنیفی مشاغل کے لئے کتب خانے لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں

اس لئے مسلمانوں نے اپنے دور عروج میں بکثرت بڑے بڑے کتب خانے قائم کئے۔ اس حیثیت سے اگر دیکھا جائے تو ٹونک کی چھوٹی سی ریاست نے بھی بڑا کام کیا ہے۔ بے شمار نادر و نایاب کتابیں دنیا کے گوشے گوشے سے کھینچ کر اس ریاست میں پہنچیں۔ امراء، رؤسا اور علماء نے بڑی بڑی ذخیرے جمع کئے۔ جس کے آثار گھر گھر میں آج تک باقی ہیں

یہ اور بات ہے کہ آنے والی نسلوں نے اس کی قدر نہیں کی۔ اور اکثر ذخیرے نااہلی کی نذر ہوگئے۔ لیکن اس تباہی اور بربادی کے باوجود آج بھی ٹونک کے ہر گھر میں چھوٹے بڑے کتب خانے مل ہی جائیں گے۔ اور ایسی ایسی نادر و نایاب کتابیں آئے دن کوڑیوں کے مول فروخت ہوتی رہتی ہیں جنہیں دیکھ کر صدمہ ہوتا ہے۔ آج ٹونک کے انہی ذخائر پر تفصیلی نظر ڈالی جائے گی۔

ریاست ٹونک کے قیام کے وقت بانی ریاست نواب امیر خاں[۲] کا دور بالکل ابتدائی دور تھا۔ اس لئے گو اس وقت یہاں باقاعدہ کتب خانے قائم نہیں ہوئے تھے

---

۱ مطبوعہ معارف نمبر ۳ جلد ۹۸ ۲ از ۱۲۳۳ھ م ۱۸۱۷ء تا ۱۲۵۰ھ م ۱۸۳۴ء

Marfat.com

لیکن ریاست کا وہ تاریخی کتب خانہ قائم ہو چکا تھا۔ جو بعد میں نواب "وزیر الدولہ کے کتب خانے" کے نام سے مشہور ہوا جس کا ذکر آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔ اسی ابتدائی دور میں مختار الدولہ محمود خاں[۱] کا کتب خانہ بھی نادر و نایاب کتابوں کا اچھا ذخیرہ تھا۔ اسی طرح مولانا خلیل الرحمٰن کا کتب خانہ درسی و غیر درسی کتابوں کی بڑی تعداد پر مشتمل تھا۔

نواب میر خاں کے انتقال کے بعد نواب وزیر الدولہ کا دور،[۱] ریاست کی ترقی اور علمی عروج کا سنہری دور تھا۔ اس دور میں چونکہ بے شمار علمی خاندان منتقل ہو کر اس ریاست میں آباد ہوئے۔ اس لئے کتابوں کے ذخیرے بھی کافی تعداد میں مختلف خاندانوں میں جمع ہوئے۔ اور یہ چھوٹی سی ریاست علم و فن کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ نادر و نایاب کتابوں کا مخزن بھی بن گئی

نواب وزیر الدولہ کے بعد نواب محمد علی[۲] خاں نے اس چمن کی آبیاری کی۔ اگرچہ آپ کو کل ساڑھے تین سال حکومت کرنے کا موقع ملا[۳]۔ اس کے باوجود انھوں نے ایسی راہیں نکال دیں۔ اور ایسے وسائل پیدا کر دیئے جن سے یہ علمی خزانہ معمور اور ان کے جواہر پارے محفوظ ہو گئے۔ علمی خاندانوں کے ذخیروں میں بھی اضافہ ہوا اور آہستہ آہستہ ٹونک کتابوں کا ایک بڑا مخزن بن گیا۔

یہ کتب خانے چار قسموں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) ریاستی کتب خانے (۲) امراء کے کتب خانے (۳) علماء کے کتب خانے۔ اور (۴) درسی کتب خانے

---

[۱] از ۱۲۵۱ھ م ۱۸۳۴ء تا ۱۲۸۰ھ م ۱۸۶۴ء   [۲] از ۱۲۸۰ھ م ۱۸۶۴ء تا ۱۲۸۴ھ م ۱۸۶۷ء

[۳] اس کے بعد آپ معزول ہو کر بنارس تشریف لے گئے۔ اور باقی عمر وہیں گذاری۔ تیس سال وہاں قیام رہا۔ ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں بنارس ہی میں انتقال ہوا

Marfat.com

ریاستی کتب خانے ریاستی کتب خانوں میں ٹونک میں صرف دو[1] بڑے کتبخانے تھے

(۱) نواب **وزیر الدولہ** کا کتب خانہ

(۲) نواب **محمد علی خاں** کا کتب خانہ

وزیر الدولہ کا کتب خانہ یہ کتب خانہ دراصل نواب امیر خاں کا قائم کردہ تھا لیکن نواب **وزیر الدولہ** نے اسے بڑی ترقی دی اور اس میں بڑا اضافہ کیا اس لئے ان کے نام سے مشہور ہوا۔ قیام ریاست کے بعد جب جدید آبادی قائم ہوئی۔ اور قدیم قلعہ میں شاہی محلات کی تعمیر شروع ہوئی۔ تو ان محلات کے ساتھ کتب خانے کے لئے بھی علیحدہ عمارت تعمیر ہوئی اور علمی و فنی نوادر کتب خانے میں جمع ہونا شروع ہوئے۔

دیوان شمس الدین کے والد مولوی سراج الدین صاحب اس دور کے با اثر افراد میں شمار کئے جاتے تھے۔ اس کتب خانے سے متعلق بھی تھے۔ متعدد کتابیں آپ کے قلم کی لکھی ہوئی عبدالرحیم خاں کے کتب خانے میں اب تک محفوظ ہیں۔

ان کے علاوہ مولوی عبدالکریم صاحب عسکری خوشنویس، مولوی فضل حق صاحب خطیب اور شیخ محمد یعقوب صاحب صدیقی داروغہ اس کتب خانہ کے نگراں رہے ہیں۔

یہ کتب خانہ ۶۱۶ ۳ کتابوں پر مشتمل تھا۔ ان میں ۷۸۷ ۲ کتابیں قلمی تھیں اور باقی مطبوعہ

اس کتب خانے کو حکومت ہند نے مولانا آزاد مرحوم کی معرفت ۱۹۵۲ء میں خرید لیا۔ اس طرح یہ کتب خانہ انڈین نیشنل لائبریری دہلی میں ضم ہو گیا۔[2] چونکہ اس کتب خانہ اور اس کے نوادر پر تفصیلی

---

[1] ان دونوں کتب خانوں پر مولوی سید منظور احسن صاحب برکاتی کا ایک مضمون "ٹونک کے دو قدیم کتب خانے" معارف جلد نمبر ۸۴ شمارہ نمبر ۳ بابت اگست ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا تھا جو اب کتاب ہذا میں بھی شریک اشاعت کیا جا رہا ہے

[2] اس کتب خانہ کے نوادر پر ایک مضمون "کتب خانہ وزیر الدولہ کے چند نوادر" مولوی حکیم محمود احمد صاحب برکاتی (نبیرہ حکیم برکات احمد صاحب ٹونکی) نے لکھا تھا جو سہ ماہی رسالہ [illegible] کراچی میں ۱۵ جولائی ۱۹۶۲ء [illegible] شائع ہو چکا ہے

Marfat.com

مضامین لکھے جا چکے ہیں اس لیے اس کی مزید تفصیل لکھنے کی ضرورت باقی نہیں ہے

نواب محمد علی خاں کا کتبخانہ یہ کتب خانہ مختلف زمانوں میں "کتب خانہ محمد علی خاں" "عبدالرحیم خاں کا کتب خانہ" "سعیدیہ لائبریری ٹونک" "ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک" اور "اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک" کے نام سے متعارف رہا ہے۔ نواب محمد علی خاں اس کے بانی و مربی تھے۔ ان کے بیٹے صاحبزادہ عبدالرحیم خاں نے اس میں کافی اضافہ کر کے اس کی شان دوبالا کی۔ نواب سعادت علی خاں نے اپنے تخلص سعید کی مناسبت سے اسے سعیدیہ پبلک لائبریری کا نام دیا۔ حکومت راجستھان نے ۱۹۵۶ء میں اس کتب خانہ کو ڈسٹرکٹ لائبریری بنا دیا۔ اور اب ۱۹۶۱ء سے قلمی و مطبوعہ کتب کی تقسیم کی وجہ سے اس کے دو حصے ہو گئے۔ قلمی کتابیں "اورینٹل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ" کی نگرانی میں ہیں۔ اور مطبوعہ کتابیں حسب سابق سعیدیہ یا ڈسٹرکٹ لائبریری انہیں جیسا ہے میں محفوظ ہیں۔

اس کتب خانہ کے قلمی و مطبوعہ ذخائر کی مفصل فہرست تیار کرنے کا فخر راقم کو حاصل ہوا اس کے قلمی شعبے پر صاحبزادہ شوکت علی خاں ایم اے کا ایک مضمون معارف جلد نمبر ۹۶ شمارہ نمبر ۳ بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۵ء شائع ہو چکا ہے۔ اس لئے مزید کچھ لکھنے کی ضرورت باقی نہیں ہے[1]

---

[1] ٹونک کے کتب خانے اور ادارے کے نوادر میں چند نایاب مخطوطات اور بیچ انساطیں اس کے تاریخی مخطوطات شامل کئے گئے ہیں۔ اور فنون پر مضامین شامل نہیں کئے گئے۔ جن کی تفصیل انگریزی کیٹیلاگ میں شامل ہے۔ جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے اور عنقریب زیور طبع سے آراستہ ہونے والی ہیں۔

Marfat.com

مطبوعہ شعبہ میں کتابوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

عربی:- ٢٩٨٣ فارسی:- ١٣٦٤ اردو:- ٢٨٤٣ ہندی:- ٣٨٦٨

انگریزی:- ٨٠٧ پشتو:- ٦ پنجابی:- ١ سندھی:- ١

میزان = ١١٩٧٣

یہ لائبریری ٹونک کی سب سے مقبول لائبریری ہے۔

کتب خانہ عدالت شریعت قیام ریاست کے وقت سے اس ریاست میں عدالت شریعت قائم تھی۔ ابتدائی دور میں تمام مقدمات اسی عدالت میں دائر ہوتے تھے قتل وقصاص تک کے تمام مقدمات اسی عدالت سے فیصل ہوا کرتے تھے۔ انضمام ریاست تک یہ عدالت قائم رہی، اس لئے ضرورت کی کتابیں آہستہ آہستہ اس عدالت میں جمع ہوتی رہیں۔

مولوی احمد مجتبیٰ صاحب مفتی کا کتب خانہ بھی اسی عدالت میں شامل کر دیا گیا اس طرح اس میں کتابوں کا کافی ذخیرہ جمع ہو گیا۔ افتاء وقضا کے سلسلے میں جن کتابوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی بڑی تعداد اس میں موجود تھی تقسیم ملک کے بعد یہ کتب خانہ بھی سعیدیہ ڈسٹرکٹ لائبریری ٹونک میں شامل کر دیا گیا۔

امراء کے کتب خانے روساء و امراء کے کتب خانوں میں مختار الدولہ محمود خاں، دیوان شمس الدین اور نائب عبید اللہ خاں وغیرہ کے کتب خانے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ذیل میں ہر کتب خانے کے متعلق کچھ تفصیل لکھی جاتی ہے۔

مختار الدولہ کا کتب خانہ مختار الدولہ محمود خاں، نواب امیر خاں کے ساتھیوں میں اہم ترین شخصیت کے مالک تھے علم دوست اور علم نواز بھی تھے۔ دیوان شمس الدین "واقعات ہفتدوسالہ امیر وبست سالہ وزیر" میں آپ کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

سلہ الفرقان ۔ ص ۔۔۔ [illegible]

Marfat.com

عالمے، عابدے، واعظے، عاقلے، پارسائے، عادلے، طبیبے، شجاعے درکار ملک وسپاہ، مدبرے بود وبہ کارہائے متعلقہ نفس خود وسپاہ ہمراہی خویش را بر وفق آئین ہمین شرع برین تشیع می کرد و سر انجام می داد..... ودر اوقات فراغ از مشاغل سپاہ وملک بہ تحصیل علوم دینی ودنیوی ومعالجات مرض از بیماراں ہرگونہ امراض وبیماری ہا مشغول می شد وگاہے مخش نا اقت ودشنام نہ داد۔"

آپ کا کتب خانہ مختلف علوم وفنون کی نادر کتابوں پر مشتمل تھا۔ یہ کتب خانہ مختار الدولہ، کی اسی تاریخی عمارت میں واقع تھا۔ جسے موصوف نے ریاست کے ابتدائی دور ۱۲۳۷ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ جسے قلعۂ ثانی کہنا بے جا نہ ہوگا

عمارت کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ حویلی کے مختلف قطعات میں کئی مسجدیں اور کئی کنویں ہیں۔ وسیع دالانوں کے در و دیوار میں فن ہیئت وریاضی کے نقشوں سے جو فنی وصنعتی مظاہرہ کیا گیا ہے۔ اس پر علیحدہ مضمون لکھا جا سکتا ہے۔

مختار الدولہ کے کتب خانے میں علوم وفنون کی بیشمار کتابیں تھیں افسوس کہ اب یہ کتب خانہ باقی نہیں رہا لیکن اس کی متعدد نادر کتابیں مسعید یہ لائبریری ٹونک کے شعبۂ قلمی اور والد صاحب مرحوم کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔ ان کتابوں کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتب خانہ اہم بہترین علمی ذخیروں پر مشتمل ہوگا۔ کتب خانے میں جو کتاب بھی داخل ہوتی تھی اس کے پہلے صفحہ پر مہر ثبت کی جاتی اور اس کے داخلے کے سلسلہ میں ایک خوشخط نوٹ درج کیا جاتا تھا اس کتب خانے میں جلد سازی کا بھی بڑا اہتمام تھا۔ جلد بندی میں بڑی صناعی سے کام لیا جاتا تھا۔

منحۃ الغفار شرح تنویر الابصار کا ایک قدیم نسخہ والد صاحب کے کتب خانے میں محفوظ ہے اس کتاب کی جلد کی دفتی پر جو کام کیا گیا ہے اس میں ۱۲۴۱ھ، کتاب کا نام

Marfat.com

اور مالک کتاب مختار الدولہ کا نام لکھا گیا ہے۔ یہ شرح خود ماتن کی تصنیف ہے اس کے مصنف محمد عبداللہ العربی التمرتاشی نے ۹۹۵ھ میں **تنویر الابصار** تصنیف کی اور پھر خود ہی اس کی شرح لکھی۔ ۱۰۰۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

پیش نظر نسخہ ایک قدیم و نادر نسخہ ہے۔ جس کی تاریخ کتابت ۲۴ شعبان ۱۰۹۵ھ ہے یہ کتاب مختار الدولہ محمود خاں کے کتب خانہ کا بہترین نسخہ ہے۔ اس کتب خانے میں اس کی جلد بندی ہوئی۔ اس کتب خانے کی کتابیں ان کے پوتوں تک محفوظ رہیں۔ اس کے بعد برباد ہو گئیں

دیوان شمس الدین کا کتب خانہ دیوان شمس الدین، نواب **وزیر الدولہ**، نواب **محمد علی** خاں اور نواب **ابراھیم علی** خاں تینوں رئیسوں کے دور میں ریاست کے اہم مناصب پر فائز رہے۔ مدار المہام ریاست بھی رہے تھے۔ موجودہ صدی ہجری کی پہلی دہائی میں انتقال فرمایا۔

موصوف ملکی و مالی انتظامی قابلیت کے ساتھ علم و فن سے بھی شغف رکھتے تھے۔ دینی علوم سے بھی دلچسپی تھی۔ آپ کا کتب خانہ اسی ذوق کا نتیجہ تھا جو مختلف علوم و فنون کی سینکڑوں قلمی و مطبوعہ کتابوں پر مشتمل تھا۔ بڑی اہم اور نادر کتابیں آپ کے کتب خانے میں تھیں۔ آپ کے انتقال کے بعد کتب خانے کا اکثر حصہ صاحبزادہ عبدالرحیم خاں کے کتب خانہ میں منتقل ہو گیا جو اب سعیدیہ ریسرچ لائبریری ٹونک میں محفوظ ہے۔ اکثر کتابوں پر آپ کی مہر مع دستخط و تاریخ ثبت ہے۔

ان کتابوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر کتاب آپ نے مطالعہ فرمائی ہے جس پر آپ کے قلم کے حواشی، آپ کے نوٹ، اور مضمون کی سرخیاں شاہد ہیں۔ کتاب کے شروع میں کتاب اور مصنف کے حالات بھی اکثر اپنے قلم سے لکھے ہیں۔ خط نہایت پاکیزہ و پختہ، منشیانہ اور مطالعہ نہایت وسیع تھا۔ مولوی احمد علی سیماب **محامد علیہ** میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

" او مردے است خوش خلق، شیریں تقریر، در تواضع و وقار بے نظیر، در اجرا رقوانین بندوبست و ملک فکر رسا دارد۔ علم حدیث و تفسیر و سیر و اخلاق خوب تر یاد گرفتہ، خود را بدیں پایہ بلند در صورتِ خاکساراں دارد۔ "

"نزهة الخواطر" میں ہے

"وكان سريع الادراك قوي الحفظ شديد الانهماك على مطالعة الكتب والمذاكرة حريصاً على جمع الكتب النفيسة، كثير الاستحضار للمسائل العربية، رأيته في كبر سنه فوجدته منهمكاً في المطالعة، وبيده المصنف لابن ابي شيبة[۱]"

دیوان صاحب کی کتابوں کا تفصیلی جائزہ لینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ علم و فضل کے ساتھ بڑے علم نواز اور نادر و نایاب کتابوں کے بڑے قدر دان اور حریص تھے مسجد قافلہ کے مقابل آپ کے مکانات تھے۔ ان ہی میں آپ کا کتب خانہ بھی تھا۔ یہ اب تک "دیوان جی کے گھر" کے نام سے معروف ہے

کتب خانہ نائب صاحب نواب وزیر الدولہ کے بیٹے عبید اللہ خاں، نائب الریاست اور اپنے عہد کے بڑی شان و شوکت کے رئیس تھے۔ ان کی حویلی اپنی شان کی نرالی، عمارت ہے۔ ایک خوبصورت بردرکوٹھی نشست گاہ تھی۔ اسی کا ایک حصہ کتب خانے کے لئے مخصوص تھا۔ ان کے بیٹے صاحبزادہ عبدالعلیم خاں نے اپنے آخری دور تک اس یادگار کو قائم رکھا۔ مولوی محمود حسن خاں، صاحب معجم المصنفین کی آپ کے یہاں بڑی آمد و رفت تھی۔ اور وہ اس کتب خانے کی نگرانی بھی فرماتے تھے۔

اسی دور میں مجھے یہ کتب خانہ دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ کتابیں مجلد مجلدہ الماریوں میں قرینہ سلیقے سے سجی ہوئی تھیں۔ علوم شرعیہ اور تاریخ کی کتابوں کا زیادہ ذخیرہ تھا۔ قلمی اور نادر کتابیں بھی کافی

---

[۱] یہ نسخہ کتب خانہ عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک میں محفوظ ہے

Marfat.com

تھیں۔ ساتویں آٹھویں صدی ہجری کی متعدد کتابیں تھیں۔ ریاست کے قیام اور اس کی تعمیر و ترقی کی تاریخ کا بھی اہم مواد اس میں موجود تھا۔ ابتدائی دور کے اہم مرقعے، اور قدیم عمارتوں کی ابتدائی تصاویر بھی تھیں۔ افسوس آج کتب خانے کا وجود باقی نہیں۔ کتب خانے کا اکثر حصہ بمبئی کے تاجر خرید کر لے گئے۔ کچھ دوسرے مقامات پر منتقل ہوا۔ باقی ذخیرہ کچھ نااہل اولاد کے ہاتھوں دست برد ہو کر منتشر ہو گیا۔

ان رؤسا کے علاوہ صاحبزادہ محمود خاں کا کتب خانہ تھا۔ جو ان کے بعد ان کی اولاد میں صاحبزادہ محمد سعید خاں کے قبضہ میں رہا جنہوں نے اپنے شوق کی کتابوں کا اضافہ کیا۔ لیکن اس کے نوادر بھی تلف ہونا شروع ہو گئے۔ کچھ نوادر اب بھی ان کی اولاد کے قبضہ میں ہیں۔ پانچ سات سال قبل میں نے اس ذخیرہ کو دیکھا تھا اس وقت متعدد قرآن مجید، حمائل، وظائف اور متعدد مطلا و مذہب نادر کتابیں موجود تھیں

صاحبزادہ اسحاق خاں کا کتب خانہ بھی مختلف فنون کی نادر کتابوں پر مشتمل تھا۔ موصوف نواب مجتہد علی خاں کے دوسرے بیٹے تھے اس لئے کتب خانہ بھی ان کو ورثہ میں ملا۔ بعد میں مزید اضافہ ہوتا رہا۔ ان کے بیٹے صاحبزادہ سردار محمد خاں ریٹائرڈ کلکٹر جوناگڑھ سندرہ نے بھی اس کو باقی رکھا۔ ۱۹۵۵ء میں مجھے اس کتب خانہ کی فہرست بنانے کا موقع ملا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ یہ کتب خانہ بھی اب انقلاب زمانہ کی نذر ہو کر بمبئی کے تاجروں کے ہاتھوں فروخت ہو گیا۔

صاحبزادہ عبدالحمید خاں کا کتب خانہ بھی اہم ذخیرے پر مشتمل تھا۔ لیکن عرصہ ہوا یہ کتب خانہ بھی ختم ہو گیا۔ اور مختلف لوگوں کے ہاتھوں کتابیں فروخت ہو گئیں۔

صاحبزادہ احمد خاں کا کتب خانہ بھی قابل ذکر ہے۔ ...

Marfat.com

محمود خاں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ان کی حویلی بعد کے دور میں صاحبزادہ احمد خاں کے قبضہ میں آئی۔ موصوف نیک دل، نیک مزاج اور مخیر ہونے کے ساتھ علم دوست اور علم نواز بھی تھے۔ اس لئے کتابوں کا کافی ذخیرہ ان کے کتب خانے میں جمع ہوا۔ مگر اس کی سینکڑوں کتابیں خود ان کی زندگی میں ضائع ہو گئیں۔ ان کے انتقال کے بعد بچا ہوا ذخیرہ ان کی اولاد میں تقسیم ہوا۔

ان کے صاحبزادے **حکیم عبدالقیوم** خاں صاحب نے اپنے حصہ کی کتابوں میں اضافہ کر کے ایک اچھا کتب خانہ بنا لیا تھا۔ یہ ذخیرہ اگرچہ اب کتب خانہ کی حیثیت سے باقی نہیں ہے پھر بھی ان کی اولاد میں محفوظ ہے۔ درسی و غیر درسی معمولہ کتابوں کے علاوہ طبی کتابیں کافی تعداد میں ہیں مگر اب عرصہ دراز سے گرد و غبار کے غلافوں میں مقفل و محفوظ کر دی گئی ہیں۔

Marfat.com

ٹونک کے علماء اور رئیسداروں کے کتب خانے

قسط سوم

علماء کے کتب خانے اب تک جن کتب خانوں کا ذکر ہوا وہ امراء اور رؤساء کے کتبخانے تھے جنہوں نے علم پروری اور شان امارت کے لئے کتب خانے قائم کئے تھے لیکن علماء کے کتب خانوں کی داستان بہت طویل ہے ہر عالم کے ساتھ ایک کتب خانہ کا ہونا بہت ضروری تھا۔ ایسے دور میں جب کہ طباعت عام نہیں تھی ہر قسم کی کتابیں سینے سے لگا کر رکھی جاتی تھیں چنانچہ قیام ریاست کے بعد جس قدر علمی خاندان **ٹونک** آکر آباد ہوئے وہ کتابوں کے ذخیرے بھی ساتھ لائے۔ جو حضرات درس و تدریس میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ان کے کتب خانے بھی ان کی حیثیت کے مطابق ہوتے تھے۔ ذیل میں ایسے ہی اہل علم کے کتب خانوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نواب **میر خاں** کے ابتدائی دور میں مختار الدولہ محمود خاں کی تحریک پر ملا عرفاں رامپوری کے تین بیٹے مولانا خلیل الرحمن، مولوی محمد مفتی اور مولوی سعد اللہ خطیب **ٹونک** منتقل ہو چکے تھے۔ یہ تینوں حضرات الگ الگ مستقل کتب خانوں کے مالک تھے۔ ہر کتب خانے میں کتابوں کی تعداد کافی تھی۔ اس لئے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذکر کیا جاتا ہے۔

کتب خانہ مولوی خلیل الرحمن آپ ایک عظیم کتب خانے کے مالک تھے اللہ نے اولادیں بھی ایسی عطا فرمائیں کہ ان میں سے ہر ایک نامور عالم یا بڑا طبیب تھا اس لئے کتابوں کے ذخیرے میں بھی کافی اضافہ ہوتا رہا۔ مولانا خلیل الرحمن کے جاورہ منتقل ہو جانے کی وجہ سے ان کی کتابوں کا ذخیرہ بھی تقسیم ہو گیا ان کی اولاد

Marfat.com

میں مولوی عبدالحی[51] اور حکیم عمران[52] تک وہ محفوظ رہا۔ یہ حضرات جاوٗرہ میں باعزت و باوقار زندگی بسر کرتے تھے مگر بعد میں اولاد میں علم کا ذوق نہیں رہ گیا اس لئے یہ تمام ذخیرہ تلف اور منتشر ہو گیا۔ البتہ طب کے کچھ قلمی نوادر ان کے عزیز و محبوب خادم منشی عباس علی صاحب میر منشی جاوٗرہ کے پاس محفوظ رہے

مولانا خلیل الرحمٰن کی باقی اولاد ٹونک میں رہی۔ ان میں مولوی عبدالحق اور حکیم عبدالعلی[53] کو ان نوادر سے دلچسپی قائم رہی اور مولوی عبدالحق نے ان کتابوں میں کافی اضافہ کیا۔ سنہ ۱۲۶۰ھ میں انھوں نے حج کیا۔ اور کافی کتابیں خرید کر ساتھ لائے کتب خانہ کی اکثر کتابوں پر ان کی مہریں ثبت ہیں بعد میں جب اولاد نے کتابوں کو ضائع کرنا شروع کیا۔ تو نواب سعادت علی خاں کے زمانے میں اہل علم حضرات کی کوشش سے اس کتب خانے کو صاحبزادہ عبدالرحیم خاں کے کتب خانہ میں ضم کر دیا گیا

اس کی کتابیں اب بھی مسعید یہ لائبریری میں محفوظ ہیں)

کتب خانہ مولوی محمد مفتی آپ بھائی مولانا خلیل الرحمٰن کے بعد ٹونک تشریف لائے مفتی شریعت کے عہدے کے ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ان کے پاس بھی کتابوں کا کافی ذخیرہ تھا۔ موصوف احقر کے جد امجد تھے۔ یہ ذخیرہ بحمد اللہ پانچ پشتیں گزر جانے کے باوجود اب تک محفوظ ہے

یہ کتب خانہ ٹونک کے پرائیویٹ کتب خانوں میں سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ والد صاحب مرحوم مولوی حکیم قاضی محمد عمر فاروق[54] خاں ناظم شریعت نے اس کتب خانہ کے ذخیرے میں کافی اضافہ فرمایا موصوف کو قلمی اور نادر کتابوں سے عشق تھا۔ اور بڑی توجہ اور اہتمام سے کتابوں کی حفاظت فرمایا کرتے تھے درسی کتابوں کا بڑا ذخیرہ طلبا کے لئے وقف تھا۔ اس لئے ایک ایک کتاب کے کئی کئی نسخے رکھا کرتے تھے کتاب کیسی ہی نادر کیوں نہ ہو۔ اگر کسی طالب علم کو ضرورت ہوتی تو بلا تامل دیدیا کرتے اکثر فرمایا کرتے تھے "جس شخص نے علم اور اس کے وسائل کے سلسلہ میں بخل سے کام لیا اس کی اولاد سے علم جاتا رہتا ہے" اس پر آپ کا پورا عمل تھا

مولوی سعد اللہ کا کتبخانہ آپ بھی کتابوں کے بڑے شائق تھے کتابوں کا بڑا ذخیرہ اب بھی

---

[51] المتوفی سنہ ۱۳۰۰ھ [52] المتوفی سنہ ۱۹۲۳ء [53] المتوفی سنہ ۱۳۰۰ھ [54] المتوفی سنہ ۱۹۶۲ء

Marfat.com

کو درثہ میں ملا تھا[1]۔ آپ کے صاحبزادے مولوی فضل حق خطیب المتوفی ۱۳۲۲ھ فضل و کمال کے ساتھ تصنیف و تالیف کے بھی دلدادہ تھے۔ آپ نے کتب خانہ میں بڑا اضافہ کیا۔ آبائی جاگیر کی وجہ سے سرونج مالوہ جایا کرتے تھے۔ وہاں کے رؤسا، غلام قادر خاں وغیرہ کے کتب خانوں سے بہت سی کتابیں خریدیں۔ ۱۳۰۸ھ میں حج بیت اللہ کا سفر کیا اور بغداد و بصرہ وغیرہ سے بہت سی کتابیں، ساتھ لائے لیکن افسوس آپ کی اولاد میں علم باقی نہ رہنے کے باعث یہ ذخیرہ محفوظ نہ رہ سکا۔ کتابوں کا بچا کھچا حصہ مولوی عرفان صاحب مرحوم کے کتب خانے میں داخل کر دیا گیا

مولانا حیدر علی کا کتب خانہ

آپ کے کتب خانے میں بھی کافی کتابیں تھیں۔ آپ کے بھتیجے مولوی احمد علی شہاب[3] آپ کے جانشین ہوئے۔ ان کے بیٹے حکیم سعید احمد صاحب اپنے دور کے کامیاب طبیب اور بااثر شخصیت رکھتے تھے دونوں حضرات نے کتابوں کے ذخیرے میں کافی اضافہ کیا۔ لیکن یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ کتابوں کا بقیہ حصہ حکیم یحییٰ میاں صاحب کے پاس محفوظ ہے جس کا بیشتر حصہ طب کے قلمی نوادر پر مشتمل ہے۔

نجف علی خاں کا کتب خانہ

تاج العلماء نجف علی خاں قاضی جھجر، ٹونک کے اصحاب کمال میں ممتاز ترین شخصیت رکھتے تھے۔ مختلف علوم میں پچاس سے زائد تصنیفات آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کا کتب خانہ بیش قیمت نوادر پر مشتمل تھا۔ دو ایک نسل تک نواسوں کی کتابیں محفوظ رہیں۔ آخر میں ان کا حشر بھی وہی ہوا جو علماء فضلاء کی نااہل اولاد کے ہاتھوں ہوا کرتا ہے۔ یہ جواہر پارے

---

[1] المتوفی ۱۲۹۰ھ [2] آپ نواب وزیرالدولہ کے کتب خانہ کے بھی نگران رہے تھے۔ تقریباً تیس کتابیں آپ کی ترجمہ و تالیف کردہ محفوظ ہیں۔ ذاتی کتب خانہ کی اکثر کتابوں پر دو دو تین تین مہریں ثبت ہیں۔ مہروں میں یہ عبارت کندہ ہے

(۱) من عرفان عرفانہ سعد اللہ ۱۲۴۵ (۲) محمد فضل حق بن الخطیب مولوی سعد اللہ ۱۳۰۲

[3] المتوفی ۱۳۱۷ھ [4] حکیم سعید احمد صاحب کے پوتے ہیں۔ موصوف کے برادر حقیقی [illegible] دور حاضر کے مشہور و کامیاب شاعر عرصہ دراز سے دہلی میں مقیم ہیں ان کا انتقال ۱۹۶۸ء میں ہو چکا ہے

Marfat.com

نااہل اولاد کے قبضہ میں خزف ریزے بنے رہے۔ اور تقسیم ملک کے بعد یہ لوگ اس ذخیرے کو منتشر کر کے پاکستان چلے گئے۔ اور کتب خانہ بالکل ختم ہو گیا۔

اسی طرح مولوی خلیل الرحمن المفتی، مولوی ضیاء النور مفتی، مولوی محمد ادیب، مولوی سراج الرحمن، مولوی عبدالمجید خاں صاحب، یوسف خاں صاحب اور سادات قافلہ وغیرہ کے کتب خانے انقلاب کی نذر ہو گئے۔

کتب خانہ حکیم برکات احمد صاحب آپ کی مسند درس ہندوستان کی مشہور ترین درسگاہوں میں تھی۔ آپ کے ذاتی کتب خانے میں بھی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ خیرآبادی خاندان سے تعلق کی بنا پر منطق و فلسفہ اور دیگر علوم عقلیہ کی کتابیں زیادہ تھیں

حکیم صاحب کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے حکیم محمد احمد صاحب آپ کے صحیح جانشین ہوئے لیکن عمر نے وفا نہ کی۔ ان کی اولادیں سب چھوٹی تھیں۔ اس لئے عرصۂ دراز تک کتب خانہ مقفل رہا۔ ایک بار والد صاحب مرحوم نے خواب میں دیکھا کہ حکیم برکات احمد صاحب فرماتے ہیں۔ کہ واقعی بھی! کتب خانے میں پانی ٹپک رہا ہے۔ دوسرے دن کتب خانہ کھلوا کر دیکھا گیا تو واقعی پانی ٹپکا تھا جس سے نقصان پہنچا تھا۔ چنانچہ ان کی حفاظت کا سامان کیا گیا۔

حکیم محمود احمد صاحب برکاتی تحصیل علوم کے بعد ٹونک تشریف لائے تو آپ نے کتب خانہ کو سنبھالا۔ مگر تقسیم ملک کے بعد موصوف کراچی منتقل ہو گئے اور نادر و نایاب کتابوں کا اکثر حصہ ساتھ لے گئے۔ غیر ضروری کتابیں یہیں چھوڑ دیں۔ کچھ اب تک آپ کے عزیزوں کے پاس ہیں محفوظ[1]

کتب خانہ مولوی احمد مجتبیٰ المفتی آپ عدالت شریعت میں مفتی تھے۔ ان کے والد عبید الرحمن صاحب کا وطن عظیم آباد تھا۔ نواب وزیر الدولہ کے زمانہ میں ٹونک تشریف لائے اور اعزاز کے ساتھ زندگی گزاری۔ کتابوں کا ذخیرہ ان ہی کا جمع کردہ تھا۔ مولوی سید علی احمد محدث نہرازی کے داماد تھے

---

[1] اسی طرح حکیم صاحب مرحوم کے زمانے میں حکیم لطیف احمد صاحب کا کتب خانہ بھی ان کے اخلاف میں محفوظ

Marfat.com

اکثر کتابوں پر آپ کی مہر "ابوالمجتبیٰ سید عبدالرحمٰن" ثبت ہے۔ بعد میں جب ان کتابوں کے تلف ہونے کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو ان کا کتب خانہ عدالت شریعت کے کتب خانہ میں داخل کر دیا گیا۔

کتب خانہ مولوی عبداللہ خاں نواب ابراہیم علی خاں کے دور میں درباری علماء میں تھے کتابوں کا بہت شوق تھا۔ اس لئے پورا کتب خانہ جمع ہو گیا۔ جو اہم اور نادر کتابوں پر مشتمل ہے۔ کتب متداولہ کے اردو تراجم اس کتب خانہ کی خصوصیات میں ہیں یہ کتب خانہ بھی عرصہ دراز سے مقفل پڑا ہے۔

کتبخانہ مولوی عبدالرحمٰن چشتی حیدر آباد کے رہنے والے تھے حکیم برکات احمد صاحب سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ عرصہ تک مسجد فتحپوری کے مدرسہ میں درس دیا۔ حکیم صاحب کے انتقال کے بعد دارالعلوم خلیلیہ میں منتقل ہو گئے اور عمر بھر درسی خدمات انجام دیتے رہے

ان کے مزاج میں بڑی نفاست تھی جو کتب خانے اور اس کی ایک ایک کتاب سے ظاہر ہوتی تھی۔ کتابیں صاف ستھری رکھنے کا بہت اہتمام تھا۔ کتابوں کی جلدیں بڑی پاکیزہ، صاف اور خوبصورت ہوتی تھیں۔ اعلیٰ قسم کی الماریوں میں سجی رہتی تھیں۔ بغیر جلد کی کوئی کتاب نہ ہوتی تھی آخر عمر میں اپنا کتب خانہ جماعت اسلامی کو ہبہ کر دیا۔ جو ٹونک سے مرکز میں منتقل ہو گیا اور وہاں محفوظ ہے۔

مولوی حیدر حسن خاں اور ان کے بھائیوں کا کتبخانہ مولوی حیدر حسن خاں[۲] شیخ الحدیث ندوۃ العلماء، مولوی محمود حسن خاں، صاحب معجم المصنفین، مولوی محمد حسن خاں منشی اور مولوی مظہر حسن خاں پروفیسر میور کالج، چاروں حقیقی بھائی تھے۔ اور ہر ایک کے پاس کتابوں کا اچھا ذخیرہ تھا۔

مولوی محمود حسن خاں نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ معجم المصنفین کی ترتیب میں گزارا اس لئے یہاں کے اکثر کتب خانے ان کے کھنگالے ہوئے تھے۔ ریاستی کتب خانے بھی ان سے منسلک تھے اس لئے کتابوں کا زیادہ ذخیرہ ذاتی طور پر انھوں نے جمع نہیں کیا۔ پھر بھی ان کے پاس کافی کتابیں تھیں۔

۱ے المتوفی ۱۳۰۸ھ ۲ے مولانا حیدر حسن خاں، ایڈیٹر کا وجہ سے استاد تھے اور ٹونک میں سے پڑھی تھی۔ (م)

Marfat.com

ان میں سے کچھ کتابیں قاضی عرفان صاحب کے کتب خانے میں محفوظ ہیں۔

مولوی حیدر حسن خان کی پوری عمر درس و تدریس میں گزری اس لئے ان کے پاس کتابیں با... جمع ہوئیں۔ دائرۃ المعارف حیدر آباد سے جو کتابیں بھی شائع ہوتی تھیں ہر کتاب کا ایک نسخہ مولانا کے نام فر... آتا تھا۔ خود مولانا کو کتابوں کا بہت شوق تھا۔ محلّی شرح موطا کا نسخہ خود مولانا نے نقل کرا کے اپنے کتب خانے میں داخل کیا۔

فقہ کی مشہور ضخیم کتاب "برہان" (چار جلد) کو جس میں مصنف نے محدثانہ انداز میں مسائل فقہیہ کو ثابت کیا ہے۔ اسی طرح نقد حدیث سے متعلق امیر وزیر کے متن و شرح، تنقیح و توضیح کو مقامی کا... منشی رحمت اللہ سے لکھوایا تھا۔ اور اکثر اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے جس کتاب کو بھی نادر پاتے اور اس کا اپنے پاس موجود رہنا ضروری خیال فرماتے تھے فی الفور نقل کرا لیا کرتے تھے تقسیم ملک کے بعد جب آپ کے لڑکے پاکستان منتقل ہوئے تو نادر کتابیں بھی ساتھ لے گئے۔ باقی کتابیں مدرسہ فرقانیہ ٹونک کے کتب خانے میں داخل کر دی گئیں

مولوی محمد حسن خان مفتی کا بھی ایک ذاتی کتب خانہ تھا۔ یہ کتب خانہ بھی تقسیم ملک کی نذر ہو گیا۔ کچھ کتابیں ضائع ہو گئیں۔ باقی کتابیں ٹونک ہی میں کس مپرسی کے عالم میں ایک مقام پر پڑی ہیں م... آداب القضاء، خصاف کی شرح، صدر شہید کا ایک نادر نسخہ آپ کے کتب خانہ میں تھا۔ جو میں نے دیکھا ہے۔ یہ نسخہ سنہ ۹[illegible]ھ کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب کا نام علی الجارحی ہے۔ اوراق ۱۵۸ خط نسخ (عربی)، کاغذ سفید دبیز، غیر مجدول، ورق اول پر طلائی جدول ہے۔ جس کے بالائی حصہ میں کتاب کا نام سنہرے حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔ درمیان کے طلائی دائرہ میں مصنف کا نام درج ہے۔ یہ نسخہ علامہ زین بن نجیم المصری صاحب بحر الرائق کے مطالعہ میں رہ چکا ہے۔ ان کے قلم کے حواشی اس نسخہ کے حاشیہ پر چڑھے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

یہ نسخہ شیخ محمد المکی الحنفی کی ملک میں رہا ہے۔ جو ابن نجیم کے قریب العصر تھے۔ اول ورق پر ان کا ہی ایک نوٹ درج ہے۔ ورق نمبر ۹ کے ایک حاشیہ پر تحریر ہے کہ یہ خط علامہ ابن نجیم کا ہے۔ ورق نمبر ۶۶ کے حاشیہ پر "ھذا خط الشیخ عبد الکریم القطبی رئیس مکہ وعین اعیانھا فی زمنہ" درج ہے۔ یہ نسخہ کراچی منتقل ہوگیا۔ اسی طرح مشکوٰۃ المصابیح کا ایک نادر قدیم نسخہ بھی اسی کتب خانے ، کا دیکھنے میں آیا تھا جس پر متعدد علماء کی سندات درج تھیں۔

مولوی مظہر حسن خاں کے پاس بھی کتابوں کا ذخیرہ تھا مگر آخری عمر میں ان کے معذور ہو جانے کی وجہ سے کتابیں ضائع ہو گئیں۔ ان کے انتقال کے بعد باقی کتابیں فروخت کر دی گئیں

مولوی محمود حسن خاں کے داماد مولوی وحید حسن صاحب بھی کتابوں کے اچھے ذخیرے کے مالک تھے۔ اس ذخیرے میں درسی مطبوعہ کتابیں زیادہ ہیں جو ابھی تک محفوظ ہیں۔

کتب خانہ محمود شیرانی ۱؎

حافظ محمود شیرانی مرحوم نوادر جمع کرنے میں شہرۂ آفاق تھے دوسرے نوادر کے علاوہ ہزاروں روپے خرچ کر کے نادر کتابیں جمع کی تھیں۔ جن میں ہر دور اور ہر صدی کے عجائبات، فنی و صنعتی مرقعے، قدیم اور نادر کتابیں، پرانے سکے، غرض ہر طرح کے نوادر کا عجائب خانہ تھا۔ یہ تمام ذخیرہ پنجاب یونیورسٹی کے حوالہ کر دیا گیا تھا جو وہاں محفوظ ہے۔

۱؎ پروفیسر حافظ محمود خاں شیرانی خود اپنی ذات سے ایک علمی دبستان، ادارہ اور نوادر کا سرچشمہ تھے۔ وہ ... مورخ، محقق، متبحر عالم، فاضل، اور مسلم علوم السنہ اور ماہر عتیقیات ... وسلفیات ... بلکہ ... وسلفیات کے بحر ناپیدا کنار کے شناور ... تھے ... کا نام ... بلکہ تحقیق اور علمی دنیا میں ابھار دیا ہے ... ان کے ... ان کے اورینٹل کالج لاہور کے میگزین میں شائع شدہ ... نے تحقیق اور علمی دنیا میں ان کی دھاک بٹھا دی۔ ... مقالات شیرانی کی ...

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

مولانا سورتی کا کتب خانہ ٹونک کے قابل ذکر کتب خانوں میں مولانا محمد سورتی مرحوم کا کتب خانہ بھی تھا۔ یہ کتب خانہ اگرچہ ٹونک میں زیادہ دن نہیں رہا۔ مولانا کے انتقال کے بعد ٹونک سے باہر چلا گیا لیکن اپنی نوعیت کا بے مثل کتب خانہ تھا جس میں مختلف علوم و فنون کے جواہر پارے مجتمع تھے۔ مولانا مرحوم میعاری اور علمی کتابوں کے عاشق اور کثیر المطالعہ تھے بیشتر اوقات مطالعہ میں مشغول رہتے تھے اور تھوڑے وقت میں بڑی بڑی کتابیں پڑھ ڈالتے تھے۔ ایک کتاب ختم کرتے ہی دوسری کتاب کا مطالعہ شروع کر دیتے تھے جہاں کہیں نئی کتاب کا پتہ چلتا، فوراً منگاتے۔ ابنائے غلام رسول سورتی کو ہدایت تھی۔ کہ جب بھی کوئی نئی کتاب طبع ہو کر آئے فوراً وی پی کر دی جائے۔ اس لئے وہ جہاں بھی رہے ان کے پاس کتابوں کا ذخیرہ جمع ہو گیا۔

موصوف خوشخط اور نہایت زود قلم تھے۔ بڑی بڑی نادر کتابیں خود لکھ ڈالتے تھے آپ نے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

ان کے پوتے پروفیسر مظہر محمود نے پاکستان سے شائع کئے ہیں۔

حافظ صاحب نے زندگی بھر مخطوطات و مسکوکات اور نوادرات بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کئے جو ان کا سرمایۂ حیات تھا۔ جسے انھوں نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو ۱۹۴۱ء میں فروخت کر دیا تھا۔ جن کی فہرست دو جلدوں میں ادارہ تحقیقات پاکستان سے شائع ہو چکی ہے۔

اس ذخیرۂ شیرانی کی مجموعی تعداد ساڑھے تین ہزار کے قریب ہے جن میں معتد بہ حصہ ڈھائی ہزار کے قریب فارسی مخطوطات پر مشتمل ہے۔ قدامت فنی ندرت اور مواد اور متن کے اعتبار سے یہ ذخیرہ بہت اہم اور بیش قیمت ہے۔ یہ عربی فارسی، اردو ترکی، گجراتی، پشتو، پنجابی اور ہندی زبانوں کے مخطوطات ہیں ان مخطوطات میں چھٹی صدی ہجری سے لے کر دسویں گیارھویں صدی ہجری تک کے مکتوبہ نسخے ہیں ——— قدیم ترین نسخہ قرآن کریم کی قدیم تفسیر جو فردوسی متوفی ۴۱۱ھ مطابق ۱۰۲۰ء کے زمانے کی مکتوبہ ہے

مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے۔

(فہرست مخطوطات شیرانی ۔ مرتبہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء)

[illegible]

Marfat.com

جمہرۃ العرب جیسی ضخیم کتاب، موذی مرض میں مبتلا ہونے کے باوجود تھوڑے وقت میں نقل کروالی۔ اس کے علاوہ کئی اور بھی ضخیم ضخیم کتابیں نقل کیں۔ اس جلیل المرتبت ادیب کے کتب خانے میں عربی ادب، حدیث و تاریخ کی بے شمار کتابوں کے علاوہ دوسرے علوم و فنون کی کتابیں بھی تھیں۔

موجودہ دور موجودہ دور میں جن حضرات کے پاس کتابوں کا ذخیرہ باقی ہے ان میں مولوی محمد علی خاں صاحب کا نام قابل ذکر ہے۔ موصوف حکیم برکات احمد صاحب کے شاگرد اور پرانے باقیات صالحات میں ہیں آپ کے پاس کتابوں کا اچھا ذخیرہ ہے۔

اسی طرح مولوی حکیم احمد حسن خاں صاحب ٹونکی مفتی مقیم جے پور کا کتب خانہ بھی کتابوں کی معقول تعداد پر مشتمل ہے اس میں کچھ تو موروثی ہیں۔ لیکن زیادہ حصہ خود حکیم صاحب کا جمع کردہ ہے۔ طب کی کتابیں خاص طور سے اہم ہیں۔ اس کتب خانے میں درجنوں کتابیں خود مصنفین کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اور باقی کتابیں تاریخی ندرت کی حامل ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان نوادر پر علیحدہ مضمون لکھا جائے۔

قبلہ والد صاحب مرحوم کے کتب خانے کے متعلق لکھا جا چکا ہے۔ کہ وہ بحمد اللہ محفوظ ہے اور ٹونک کے کتب خانوں میں اپنے نوادر کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے۔ اس پر علیحدہ مضمون لکھا جائے گا

ان کے علاوہ شہر ٹونک میں بیسیوں خاندان ایسے گزرے ہیں جو اپنے اپنے دور میں علمی مرکز رہے ہیں جن میں مذہبی اور دینی کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا لیکن آج ان کا کہیں پتہ بھی باقی نہیں ہے۔

درسی کتب خانے شہر ٹونک میں درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کا مرکز تھا اسی زمانہ میں درسی کتب خانوں کی تعداد بھی کثیر تھی ... اور ہر کتب ...

Marfat.com

ایک مختصر کتب خانہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب یہ خیر مفقود ہے۔ اس لئے یہ ذخیرے بھی منتشر ہو گئے۔ البتہ دارالعلوم خلیلیہ کا کتب خانہ، مدرسہ فرقانیہ اور مدرسہ ناصریہ ٹونک کے کتب خانے اب تک باقی ہیں۔

دارالعلوم خلیلیہ کا کتب خانہ کتابوں کی کثیر تعداد پر مشتمل ہے۔ ان میں درسی کتابوں کا ذخیرہ زیادہ ہے۔ ضرورت ہے کہ منتظمین دارالعلوم اس کا تعارف کرائیں۔ اگر کچھ نوادر بھی محفوظ ہوں۔ تو ان کے حالات بھی شائع کریں۔ تاکہ اہل علم ان سے استفادہ کر سکیں۔

مدرسہ فرقانیہ ٹونک کا کتب خانہ زیادہ وسیع نہیں۔ البتہ تقسیم ملک کے بعد مولانا حیدر حسن خاں صاحب کے کتب خانے کی باقی کتابیں جو ان کی اولاد کے پاکستان منتقل ہو جانے کے بعد یہاں رہ گئی تھیں اس مدرسہ میں داخل کر دی گئی ہیں اور محفوظ ہیں۔

مدرسہ ناصریہ ٹونک بھی کچھ عرصہ تک درس و تدریس کا مرکز رہا ہے اس لئے اس مدرسہ میں کتابوں کا کچھ ذخیرہ تھا جو محفوظ ہے۔ ان مدارس کے علاوہ مدرسہ امیریہ ٹونک میں بھی درسی کتابیں کافی تعداد میں تھیں تقسیم ملک کے بعد جب مدرسہ باقی نہیں رہا۔ تو اس کی کتابیں سعیدیہ لائبریری ٹونک میں داخل کر دی گئیں اور محفوظ ہیں۔

کتب خانوں کی داستان بہت طویل ہو گئی خیال تھا کہ جو ذخیرے اب بھی محفوظ ہیں ان کے ذکر کے ساتھ ان کے نوادر کا بھی کچھ تذکرہ کیا جاتا۔ لیکن طوالت کے خیال سے اس وقت صرف کتب خانوں کے تذکرہ پر اکتفا کیا گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے موقع عنایت فرمایا تو ان نوادر پر بھی ان شاء اللہ آئندہ لکھنے کی کوشش کی جائے گی۔

آخر میں قارئین کو یہ مژدہ سناتے ہوئے مسرت محسوس کرتا ہوں کہ جب سے سعیدیہ لائبریری کی کتابوں کی مفصل فہرست تیار کرنے کا موقع ملا ہے۔ اسی وقت سے راقم الحروف

Marfat.com

"تذکرۂ علمائے ٹونک" ترتیب دینے کی فکر تھی، بحمد اللہ اس سلسلہ میں بہت کچھ کام ہو چکا ہے۔ جو باقی ہے اس کی تکمیل کے لئے ان حضرات کے تعاون کی ضرورت ہے جن کے خاندان کسی بھی دور میں اس ریاست سے متعلق رہ چکے ہیں۔ اس تذکرہ میں ان کی تصانیف، علمی کاوشوں، اور نسبی سلسلوں کا خصوصیت سے اہتمام کیا گیا ہے

امید ہے کہ اصحاب علم اس کام میں اپنی امداد سے دریغ نہ فرمائیں گے

Marfat.com

کتب خانہ عمرانیہ ٹونک کے نادر مخطوطات

قسط اول

مولوی حکیم قاضی محمد عرفان خاں ناظم (صدر المفتیین) عدالت شریعت ٹونک

راجستھان اس علاقہ کے فاضل اور مشہور ترین افراد میں تھے علمی قابلیت، فہم و ذکاء، تفقہ فی الدین، جزئیات پر عبور، حق گوئی اور پابندی شریعت میں آپ کو غیر معمولی شہرت حاصل تھی۔ امراء کے درباروں میں علی الاعلان حق کا اظہار آپ کا شیوہ تھا۔ درس و تدریس میں اپنے استاذ مولانا حکیم برکات احمد صاحب کے بعد آپ مرکزی شخصیت کے مالک تھے طالب علمی کے ابتدائی دور سے درس دینے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ جو موت سے تین روز قبل تک جاری رہا

اسی درسی توغل اور علمی انہماک کی بنا پر کتابوں کے ذخائر سے ہمیشہ آپ کا رابطہ رہا خود آپ کا ذاتی اور خاندانی کتب خانہ جس کے نوادر پر یہ مضمون سپرد قلم کیا جا رہا ہے شخصی کتب خانوں میں سب سے بڑا کتب خانہ تھا۔ طلباء کی ضرورت کے لحاظ سے درسی کتابوں کے کئی کئی مطبوعہ و قلمی نسخے آپ کے کتب خانے میں رہتے تھے اور ان کو دیے جاتے تھے۔ نادر کتابوں کا ذخیرہ ان کے علاوہ تھا۔ جو ورثہ میں ملتا آتا تھا۔ اس طرح یہ کتب خانہ ایک جامع کتب خانہ بن گیا۔

آپ کا خاندان ٹونک کے ممتاز ترین خاندانوں میں شمار ہوتا ہے اس خاندان کے مورث

---

۱ مطبوعہ معارف نمبر ۳ جلد ۱۰۱ مارچ [illegible]

Marfat.com

اعلیٰ ملا عرفان رامپوری صاحب دقار ومدار حواشی منار تحصیل علم کے لیے علاقہ سوات سے ہندوستان آئے اور بحر العلوم مولانا عبد العلی فرنگی محلی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اور متاہل ہونے کے بعد رامپور میں سکونت اختیار کرلی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ سات پشت گزر جانے کے بعد اب تک مسلسل اس خاندان میں علم و فضل باقی ہے ذٰلک فضل اللہ

یہی ملا عرفان رامپوری اس کتابی ذخیرے کے بھی مورث اعلیٰ ہیں ان کے انتقال کے بعد یہ ذخیرہ ان کی اولاد میں تقسیم ہوتا چلا گیا۔ اور اس میں اضافہ بھی ہوتا رہا۔ اس کی کچھ تفصیل اپنے مضمون "ٹونک کے قدیم مدارس اور کتب خانے" میں لکھ چکا ہوں جو معارف بابت جولائی تا ستمبر ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا ہے۔ تقسیم در تقسیم کے بعد کتابوں کا جو ذخیرہ والد مرحوم کے حصہ میں آیا تھا۔ اس کے نوادر پر مضمون لکھنے کا وعدہ گزشتہ مضمون میں کیا تھا۔ یہ مضمون اسی وعدے کا نتیجہ ہے۔

مجموعی طور پر یہ کتب خانہ حدیث، فقہ، تصوف، صرف، نحو، منطق، فلسفہ اور طب کے اچھے ذخیرہ پر مشتمل ہے کل کتابوں کی تعداد تقریباً دو ہزار ہے درسی کتابیں زیادہ تعداد میں ہیں۔ مثلاً شرح جامی کے ۹ نسخے، ہدایہ کے ۷، شرح وقایہ کے ۳ بخاری کے ۳، ابو داؤد کے ۳۔ وغیرہ وغیرہ۔

منطق اور فلسفہ کی کتابوں کا بھی یہی حال ہے۔ فقہ میں اس خاندان کو ہمیشہ سے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس لیے فقہی ذخیرہ کافی تعداد میں ہے۔ کتب متداولہ فقہیہ کے علاوہ مختلف فتاویٰ کی خاصی تعداد میں ہیں۔

عوارف المعارف اور صحیح البخاری کے نادر مخطوطوں کا تعارف اس سے پہلے کے مضمون میں کرایا جا چکا ہے۔[۵۱] اس مضمون میں دوسرے نوادر کا ذکر کیا جاتا ہے

۵۱ یہ مضامین معارف میں بماہ جون ۱۹۶۶ء و بماہ مارچ ۱۹۶۷ء شائع ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

مجموعہ حواشی تفسیر بیضاوی

(۱) حاشیہ سورۂ یٰسٓ: از ملا محمد صادق، محشی ۸ رمضان ۱۰۳۰ھ کو اس تحشی سے فارغ ہوئے۔ ملا صوفی بن ملا باقی کاتب نے سمرقند میں ۱۰۳۰ھ میں یہ نسخہ لکھا تقریباً ۸ جزو کا رسالہ ہے، تقطیع خورد، کاغذ کرم خوردہ و قدرے چٹ زدہ

آغاز:- یَا مَنْ مَنَّ عَلَیْنَا بِاِرْسَالِ الرَّسُوْلِ الْکَرِیْمِ الخ

(۲) حاشیہ سورۂ انا فتحنا از ملا عبدالحی تقریباً ۵ جزو کا رسالہ ہے

(۳) ایضاً از مرزا جان شیرازی

(۴) ایضاً از میر صدر الدین بخاری معنفہ ۹۹۱ھ

آخر الذکر تینوں حواشی کے کاتب محمد عیسیٰ بن محمد باقی ہیں ۱۰۵۱ھ میں یہ حواشی لکھے گئے ہیں۔ یہ چاروں حواشی ان ہی مقامات کے کاتبوں کے لکھے ہوئے ہیں جہاں کے محشی تھے، مجموعہ حواشی قدیم اور نادر نسخہ ہے سنہ جلوس میں یہ نسخہ عالمگیر کے شاہی کتب خانہ میں داخل ہوا۔ اور منعم خاں[1] خانِ خاناں کی تحویل میں رہا۔ ان کے قلم کا یہ نوٹ شروع میں درج ہے۔ محرم الحرام سنہ عالمگیری تحویل محمد منعم

مجموعے کے آخری صفحہ پر متعدد عبارتیں محو شدہ ہیں جو شاہی تحویلداروں کی معلوم ہوتی ہیں مگر اس طرح مٹادی گئی ہیں کہ پڑھی نہیں جاتیں۔ شروع میں مولوی فضل حق خطیب ٹونک کی مہر بھی ثبت ہے۔

---

[1] نواب منعم خاں خانِ خاناں سلاطین مغلیہ کے مشہور خوانین میں سے ہیں روح اللہ خاں بخشی کی معرفت عالمگیر کے دربار سے متعلق ہوئے عالمگیر اور اس کے بیٹے شاہ عالم دونوں کے زمانہ میں مناصب جلیلہ فائز رہے۔ آثر الامراء میں اس کے مفصل حالات درج ہیں۔

تفسیر پارۂ حٰم

انا احمد بیدو ما نشیاتی از مدانیین - اس تفسیر کے کاتب محمد حسین بن محمد علی یعقوبی ہیں تاریخ کتابت درج نہیں ۔ مگر نسخہ قدیم ہے ۔ ورق اول ناقص ہے ۔ تفسیر کے ساتھ رسالہ اجازت نامہ شامل ہے ۔ اس کے کاتب دوست محمد بن یار محمد ہیں ۔ یہ نسخہ کابل میں خواجہ ابو الحق کے مدرسہ میں لکھا گیا ۔ سن کتابت ۹ سنہ جلوس لکھا ہے ۔ اور کوئی صراحت نہیں ہے ۔ یہ نسخہ بھی قدیم ہے اس کا ورق اول بھی ناقص ہے ۔ اسی حالت میں یہ دونوں کتابیں شاہی کتب خانوں میں داخل ہوئیں ۔ جیسا کہ مختلف تحویلداروں کے نوٹ سے اندازہ ہوتا ہے ۔ چند مدور مہریں بھی ثبت ہیں لیکن محو شدہ ہیں ۔

رفع الحجاب عن الناسخ والمنسوخ من آی الکتاب

شیخ محمد بن سلیمان الکردی المدنی المتوفی سنہ ۱۱۹۴ھ اس کے مصنف ہیں ۔ مولانا شیخ طفان ساکن صحار ازبکستان کی فرمائش پر یہ رسالہ لکھا ۔ مختصر رسالہ ہے ۔ اور مصنف کی زندگی کا لکھا ہوا ہے ۔ کاتب کا نام درج نہیں ۔ غالباً مصنف کے کسی شاگرد کے دست کا لکھا ہوا ہے اور اس نسخہ سے مصنف کی موجودگی میں مقابلہ کیا گیا ہے ۔ آخر میں یہ نوٹ درج ہے ۔

قوبلت مع المؤلف حفظہ اللہ تعالیٰ ومع نسختہ

سنہ ۱۱۸۶ھ میں یہ نسخہ الیاس بن عثمان الکردی ثم المدنی کی ملکیت میں رہا ۔ سنہ ۱۲۱۶ھ میں احمد بن حسین بن رشید کی ملکیت میں آیا ۔ نسخہ نہایت معتبر و نادر ہے ۔

آغاز : الحمد للہ الذی نسخ ظلام الشرک بنور الاسلام الخ

تفسیر تبیان

خضر بن عبد الرحمٰن زردی المتوفی سنہ ۸۰۰ھ اس کے مصنف ہیں ۔ حیثیت ... زیادہ ...

Marfat.com

۸۷۰ھ کا لکھا ہوا ہے کاتب کا نام درج نہیں چھوٹے سائز کے بارہ سو صفحات پر مشتمل ہے ورق اول چٹ زدہ اور ناقص ہے تفسیر مدارک وغیرہ سے اس کی تکمیل کی گئی ہے۔

تفسیر حسینی

ملا حسین واعظ کاشفی المتوفی ۹۱۰ھ کی مشہور تفسیر ہے پیش نظر نسخہ کی جلد ثانی قدیم ہے اگرچہ تاریخ کتابت درج نہیں ہے مگر دوسرے شواہد سے دسویں یا گیارھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ آخر میں ایک مہر مدور محو شدہ ہے۔ آخر ہی میں کتابت اور کاغذ سے متعلق جو نوٹ ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ شاہی کتب خانوں میں رہا ہے۔ تقطیع متوسط، مجدول آسمانی و طلائی، خط عربی۔

جمالین حاشیہ جلالین۔

مصنفہ ملا علی القاری المتوفی ۱۰۱۴ھ۔ پیش نظر نسخہ کے کاتب ملا لطف اللہ بن عبداللہ سمری ہیں۔ ۲۹ رجب ۱۲۲۹ھ کو کتابت شروع ہو کر ۱۲۳۰ھ میں ختم ہوئی۔ شروع میں مہر "میر نور علی" ثبت ہے۔ صاحب مہر نے ۱۲۳۲ھ میں اپنے قلم سے عبارت لکھی ہے۔ ۵ ذیقعدہ ۱۳۰۰ھ کو یہ نسخہ ٹونک میں قاضی عبد[illegible] صاحب کی ملکیت میں آیا۔

آغاز: الحمد للہ المتفرد بالجلال والجمال والکمال الخ

مصابیح السنۃ

پیش نظر نسخہ اگرچہ ناقص الطرفین ہے لیکن نہایت قدیم ہے چھٹی یا ساتویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے کاغذ دبیز اور کتابت قدیم ہے۔ اس کے ہر ورق سے قدامت ظاہر ہوتی ہے۔

شرح مصابیح السنۃ (نصف آخر)

شارح کا پتہ نہیں چل سکا۔ ربع ثالث کے بعد ۸۵۰ھ سنہ تصنیف درج ہے کاغذ حنائی

Marfat.com

دبیز، خط عربی قدیم، شعبان ۱۰۲۲ھ میں یہ نسخہ لکھا گیا۔ کاتب کا نام درج نہیں لیکن نسخہ نہایت قدیم و نادر ہے اور تصنیف سے ستر سال بعد کا لکھا ہوا ہے کتب خانہ میں صرف نصف آخر ہے۔ شرح میں ہر حدیث کے بعد فیہ مسائل کے تحت مسائل کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

شرح سفر السعادۃ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی المتوفی ۱۰۵۲ھ پیش نظر نسخہ نادر نسخہ ہے۔ کاتب محمد جعفر نے ۱۲ صفر ۱۰۶۲ھ کو اس کی کتابت کی اوراق کی تعداد ۴۹۰ ہے نسخہ قدیم اور بہتر حالت میں ہے آخر میں "احمد اللہ ولد محمد امیر اللہ" کی مہر ثبت ہے۔ شروع میں مولوی محمد مفتی ٹونکی کی مہر بھی ہے جس میں "محمد مظہر اسرار عرفان" کندہ ہے۔ ورق اول سے ایک مہر محو کر دی گئی ہے شروع کتاب میں قاضی عبدالحلیم ٹونکی کے قلم سے محدث دہلوی کی تصانیف کی فہرست شامل ہے جن کی تعداد ۳۲ ہے

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ للمحدث الدہلوی

پیش نظر نسخہ نصف آخر ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے کاتب فقیر ہری ہیں۔ جلد اول کے اختتام پر ۱۰۹۶ھ سن کتابت درج ہے بلد آخر کی ابتدا میں قاضی بدرالدین بن قاضی بدیع الدین احمد فاروقی کے دستخط اور مہر ثبت ہیں۔ مہر میں ۱۱۲۰ھ کندہ ہے

صحیح البخاری

اس نسخہ کے کاتب علامہ معین بن محمود کشمیری المتوفی ۱۰۸۵ھ ہیں اس نسخہ پر ایک مضمون از محمد عمران خاں ٹونکی جو جادہ بابت مارچ ۱۹۶۰ء میں شائع ہو چکا ہے

شمائل الترمذی

اس نسخہ کے کاتب حاجی نصر اللہ الحنفی الپاتی ہیں۔ ذوالقعدہ ۹۶۰ھ میں کتابت ہوئی نسخہ اچھا اور محشیٰ ہے ۱۲۱۱ھ میں یہ مولوی سعد اللہ خطیب جامع مسجد ٹونک

Marfat.com

کے قبضہ میں آیا درمیان سے قدرے ناقص تھا ورق اول بھی کم تھا موصوف نے اسے مکمل کیا۔

شرح شمائل نبوی

محمد جان بن محمد صدیق بن سلطان محمود نقشبندی تاشقندی اس کے مصنف اور خواجہ نور اللہ بن خواجہ جمال اللہ نقشبندی کاتب ہیں۔ تاریخ کتابت درج نہیں شروع میں "مہر محمد فیض" ثبت ہے۔ مولوی فیض حق خطیب ٹونک کی مہر بھی لگی ہوئی ہے

آغاز:۔ حمد ابدی وثنائے لم یزلی وشکر بے عدد وسپاس بے حد الخ

الحصن الحصین للجزری

اس نسخہ کے کاتب شیخ نعمت اللہ بن شیخ سلیمان ہیں۔ ۲۱۰ رجمادی الاخری سنہ ۱۰۶۲ھ تاریخ کتابت ہے۔ نسخہ اچھا اور کثیر المحشی ہے

لباب الاخبار

اس میں مختلف ابواب کی دس دس احادیث ہیں کر کے فارسی میں ان کا ترجمہ کیا گیا ہے کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا لیکن ۲۰ رمضان سنہ ۱۰۹۱ھ تاریخ کتابت درج ہے۔ اول وآخر میں مولوی [illegible] اللہ و مولوی فضل حق کی مہریں ثبت ہیں۔ ایک مدور مہر محو شدہ ہے۔

آغاز:۔ حمد بے حد وثنائے بے عدد مر خدائے را عزوجل الخ

روضۃ الخطباء ومغنم الاتقیاء

جمعہ کے خطبات کا مجموعہ ہے۔ اس کے مرتب عمر خاں بن محمد عارف عبد الغفور خاں.....

المدنی مولداً والدرانی المفتی مولداً ہیں۔ کتاب خانہ میں اس کی صرف جلد ثانی ہے۔ وہ بھی آخر سے ناقص ہے۔ یہ ماہ شعبان کے خطبوں سے شروع ہو کر آخر تک ہے۔ آخر کے تقریباً ۸ خطبے کم ہیں۔ شروع میں دونوں جلدوں کی فہرست شامل ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جلد اول ۱۱۵

Marfat.com

اور جلد ثانی ۲۲۲ خطبوں پر مشتمل ہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب خطبات کا اچھا مجموعہ ہے اور خطبے علمی انداز کے ہیں۔ شیخ احمد ابن محمد جمال صادق نے کسی زمانہ میں یہ کتاب کہیں وقف بھی کی تھی جیسا کہ ابتدا کے نوٹ سے پتہ چلتا ہے۔

جامع الرموز شرح مختصر الوقایۃ

مصنفہ شمس الدین محمد القہستانی المتوفی ۹۶۲ھ یہ نسخہ ۹۷۷ھ کا لکھا ہوا ہے کاتب ابوبکر بن شیخ یوسف زلی ہیں۔ کتابت کی تکمیل اگرچہ ۹۷۷ھ میں ہوئی ہے لیکن اس کا اکثر حصہ شارح کی حیات کا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے کہ مطالب کے ابتدا جس قدر حواشی ہیں ان سب پر کاتب نے "منہ سلمہ اللہ وابقاہ" لکھا ہے نسخہ بہت عمدہ نادر اور قدیم ہے۔

الایضاح شرح الاصلاح للوقایۃ

مصنفہ احمد بن سلیمان بن کمال رومی مشہور بہ ابن کمال پاشا المتوفی ۹۴۰ھ اس نسخہ کے کاتب خان محمد بن شیخ محمد انصاری ساکن ملتان ہیں ۱۰ شوال ۱۱۰۲ھ تاریخ کتابت ہے۔ آخر سے تین مہریں محو شدہ ہیں ایک مہر پر صاحب مہر کی طرف سے یہ عبارت درج ہے "ناکد باللہ ابو خادم العلماء ملا مومن ولد مغفران پناہ ملا علی مرحوم" نسخہ اچھا ہے۔

منح الغفار شرح تنویر الابصار

مصنفہ محمد بن عبداللہ التمرتاشی یوسانی بھی ہیں اور ماتن بھی یہ کتاب دو جلدوں میں ہے پیش نظر نسخہ صرف جلد اول ہے جس کے کاتب حافظ محمد بن علی ہیں ۲۷ شعبان ۱۰۷۵ھ تاریخ کتابت ہے۔ اول و آخر سے کئی مہریں محو شدہ ہیں۔ ایک مہر پر نہایت صفائی سے عبدالحق ۱۱۲۱ھ۔

Marfat.com

ہیں یہ نسخہ مکہ معظمہ سے خرید کر ہندوستان منتقل ہوا۔ ابتداءً اس کی جلد مصری تھی ۱۲۳۰ھ میں اس کی بہترین جلد ستار الدولہ محمود خاں نے تیار کرائی جو ٹونک کے ایک نامور رئیس اور صاحب کتبخانہ تھے اس کتاب کی جلد ثانی بھی غالباً ٹونک کے ایک شخصی کتبخانہ میں محفوظ ہے۔

بستان العارفین للفقیہ ابی اللیث المتوفی ۳۷۳ھ

پیش نظر نسخہ قدیم اور اچھا نسخہ ہے چھٹی یا ساتویں صدی ہجری کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے چونکہ ناقص الطرفین تھا۔ اس لئے اول و آخر کے چند اوراق بعد میں کسی نے لکھ کر شامل کئے ہیں یہ نسخہ شیخ عبدالرسول کے کتب خانے کا تھا۔ وہاں سے ان کے بھائی عنایت اللہ بن شیخ شہاب الدین نے خریدا۔ موصوف کی مہر ثبت ہے۔ جس میں ۱۰۹۳ھ کندہ ہے۔ اول و آخر میں ”محمد اعظم“ اور ”عصمت اللہ عباسی الہاشمی“ کی مہریں بھی ثبت ہیں۔ محمد غوث ہاشمی کی ملک ۱۱۴۸ھ میں بھی یہ نسخہ رہا ہے۔

فتاویٰ مجمع البرکات

محمد ابوالبرکات بن حسام الدین بن مومن جمال خاں در ۱۱۱۱ھ اس نسخہ کے کاتب عبدالواحد احمدآبادی ہیں ۲۰ ربیع الثانی ۱۱۱۶ھ میں کتابت ہے۔ اول و آخر میں تین مہریں ”ملا ... البرو ولد عظیم خاں“ کی ثبت ہیں۔

۱۲۴۰

نور النیرین فی اختلاف المذہبین (ابی حنیفہ والشافعی)

للشیخ علی الہیتی۔ اس نسخہ کے کاتب یحییٰ بن حسین بغدادی ہیں محرم ۶۷۶ھ میں یہ نسخہ لکھا گیا۔ عبدالقادر بن محمد علی القادری کی ملک میں بھی یہ نسخہ رہا ہے۔

آغاز:۔ الحمد للہ الذی رفع اعلام الشریعۃ الغراء الخ

فتاویٰ قاضی خاں:۔ مشہور کتاب ہے۔ پیش نظر نسخہ دو جلدوں پر

Marfat.com

مشتمل ہے۔ جلد اول کا اکثر حصہ قاضی میاں سلیمان ولد گل محمد کا لکھا ہوا ہے۔ لوح کتاب پر ابتدائے کتابت کے سلسلہ میں ذیل کا تاریخی قطعہ درج ہے۔

من شروع کردم بقول آں شفیع المذنبیں — روز اربعا ہفدہم بود از ربیع الاولیں

تا نویسم با مداد و یاد دلم جاں ایں کتاب — یک ہزار و یکصد و چہل ہفت سن اندر حساب

آخر کے سات آٹھ جزو کاتب مذکور کے بھائی ملا حسین نے لکھے جس کی تاریخ کتابت ۱۴ ربیع الآخر ۱۱۵۱ھ ہے۔ اول آخر میں ان کی مزید عبارتیں اور حواشی بھی درج ہیں۔ جو ۱۱۶۰ھ تک کے ہیں۔ آخر میں اس خاندان کے کچھ لوگوں کی تاریخہائے وفات درج ہیں۔ ان میں محمد حسین مذکور کی تاریخ وفات ۵ محرم ۱۱۸۱ھ یوم جمعہ تحریر ہے۔ تقطیع کلاں اور نسخہ اچھا ہے۔ اس کتاب کی جلد دوم مولوی فضل حق صاحب خطیب ٹونک نے ۱۲۷۱ھ میں اپنے کسی کاتب سے لکھوائی ہے

ضوء السراج شرح سراجی

مصنفہ ابو العلی محمود بن ابی بکر بن ابی العلی بخاری، کلاآبادی۔ پیش نظر نسخہ قدیم اور اچھا نسخہ ہے لیکن آخر سے ناقص ہے۔ ۱۱۲۰ھ میں یہ نسخہ نواب ہادی خاں[1] اکبرآبادی المخاطب بہ فضائل خاں کے قبضہ میں آیا اس کے شروع میں ان کے قلم سے ایک نوٹ ہے جس کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا۔ ان کی مہر بھی ثبت ہے لیکن وہ محو کر دی گئی ہے۔ مذکورہ نوٹ کا مابقیٰ حصہ حسب ذیل ہے۔

"شرح سراجی فرائض مسمی بضوء السراج بندہ محمد ہادی حسینی در بلدہ اکبرآباد۔ در سنہ ۱۱۰۲ھ۔"

---

[1] شاہان مغلیہ کے مشہور امراء میں اور عالمگیر کے بیٹے محمد اعظم کے مقربین میں تھے۔ اس نے اس کو "فضائل خاں" کا خطاب دیا تھا۔ عالمگیر نے ان کو قلعہ دولت آباد میں قید کر دیا تھا۔ مدت کے بعد رہا کیا [illegible] سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی پھر ایک زمانے کے بعد ان کو اپنا منشی بنایا۔ کتب خانہ کی نگرانی کے ساتھ اور دینی خدمات بھی ان کے سپرد تھیں۔ وہ اکثر علوم و فنون میں کمال رکھتے تھے ۱۱۲۱ھ میں انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر بحوالہ مآثر الامراء)

Marfat.com

اس کے علاوہ کتاب کے شروع میں ایک چھوٹی مہر "مقیم ۱۱۸۸/۱۳۲" ثبت ہے جس میں مذکورہ اعداد کندہ ہیں۔ اور اوپر قلم سے فقیر لکھا ہوا ہے غالباً یہ مہر کسی تحویلدار کی ہے جو علامت کے طور پر اس طرح ثبت کی جاتی تھی۔ اس لیے کہ یہی مہر اس کتب خانے کی دوسری چند نادر اور قدیم کتابوں پر بھی ثبت ہے نسخہ اچھا ہے مگر ناقص اور مرمت شدہ ہے۔

معدن الحقائق شرح کنز الدقائق

محمد بن حاجی بن محمد الحسنی السمرقندی کی تصنیف اور کنز کی مشہور شروح میں ہے ۵ اربیع الاول ۱۱۱۳ھ م ۴۵ جلوس عالمگیر میں یہ نسخہ حیدر آباد میں مکمل کیا گیا اصل نسخہ اس سے بھی زیادہ قدیم ہے لیکن ناقص الطرفین تھا بعد میں تکمیل ہوئی۔ ۸۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ شروع کی چار مہریں محو شدہ ہیں مہروں کے ساتھ جو عبارتیں ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ شاہی کتب خانوں میں رہا ہے ورق اول پر ایک نوٹ درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ "محمد مقیم"[۱] کی تحویل میں بھی رہا ہے۔

عنوان الشرف الوافی فی الفقہ والنحو والتاریخ والعروض والقوافی

شرف الدین بن اسمٰعیل بن ابی بکر احمد المقری الشہیر بابن الیمنی المتوفی ۸۳۷ھ کی مشہور اور معرکۃ الآراء تصنیف ہے۔ صاحب کشف الظنون وغیرہ نے اس کتاب کی خصوصیات مفصل ذکر کی ہیں اور واقعی یہ کتاب اپنے طرز کی پہلی اور عجیب تصنیف ہے صنعت توشیح میں لکھی گئی ہے اصل کتاب علم فقہ میں ہے لیکن ہر سطر میں چند حروف جدول کے طور پر سرخ لکھے گئے ہیں۔ ان حروف کو ملا کر پڑھا جائے تو مستقل ایک رسالہ بن جاتا ہے اس طرح ان جدولی حروف کے ذریعہ مختلف فنون کے مستقل چار رسالے علیحدہ سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔

---

۱ ۔ محمد مقیم بن محمد جعفر بن محمد قلی خراسانی الخاطب نواب ابو المنصور خاں صفدر جنگ برہان الملک محمد امین نیشاپوری کے بھانجے اور داماد تھے اودھ کے حاکم رہے ۱۱۶۱ھ میں احمد شاہ کے زمانہ میں وزارت کا عہدہ ملا ۱۱۶۷ھ میں وفات پائی ۔ ایضاً

Marfat.com

کتاب کی ترتیب سے مصنف کتاب کی مہارت فن، قابلیت اور زبان پر پوری قدرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب اگرچہ ہندوستان میں ایک بار طبع ہو چکی ہے لیکن کمیاب اور نایاب ہے۔ پیش نظر نسخہ قلمی مولوی فضل حق صاحب خطیب جامع مسجد ٹونک نے ۱۲۷۹ھ میں لکھایا

ملہم الغیب

یہ کتاب بھی "عنوان الشرف" کے طرز پر صنعت توشیح میں لکھی گئی ہے۔ اور ایک ہندوستانی فاضل محمد شریف کنبو کی تصنیف ہے۔ جہانگیر کے دور میں تصنیف ہوئی۔ اصل کتاب فقہ میں ہے اور صنعت توشیح میں چار رسالے فن صرف، نحو، منطق اور مناظرہ ترتیب دیئے گئے ہیں۔ خدا بخش خاں نے بھی اپنی فہرست "محبوب الالباب" میں اس کا ذکر کیا ہے پیش نظر نسخہ مولوی فضل حق صاحب خطیب کے قلم کا لکھا ہوا ہے

آغاز :- الحمد للہ حری الحمد علی ایتد ائہ وانعامہ العمیم ا لخ

التصریح حاشیہ تلویح معہ حاشیہ عبدالحکیم

تصریح :- علامہ خالد بن عبداللہ الازہری المتوفی ۹۰۵ھ کی تصنیف ہے پیش نظر نسخہ قدیم ہے۔ تاریخ کتابت اگرچہ درج نہیں لیکن اول سے آخر تک جو حواشی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ شارح کی حیات کا لکھا ہوا ہے حاشیہ کی ہر عبارت پر کاتب نے منہ سلمہ اللہ تحریر کیا ہے کاغذ اور کتابت سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اسی دور کا لکھا ہوا ہونا چاہیئے۔

اسی کے ساتھ حاشیہ عبدالحکیم سیالکوٹی بر تلویح بھی شامل ہے جو ۶۲ صفحات پر مشتمل ہے ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۰ھ کو بزمانہ عالمگیر یہ حاشیہ برخوردار ولد شیخ محمود نے لکھا ۱۱۹۹ھ میں محمد فخر الدین نے یہ نسخہ خریدا۔ شروع میں ذیل کی دو مہریں ثبت ہیں۔

(۱) حافظ محمد سلطان (۲) حافظ محمد سلطان ولد حافظ محمد تقی

Marfat.com

دو مہریں مزید محو شدہ ہیں

آغاز :۔ حامداً لمن انزل کتابہ الحکیم ۔ الخ

التلویح حاشیہ توضیح شرح تنقیح

علامہ تفتازانی المتوفی ۷۹۲ھ کی مشہور تصنیف ہے پیش نظر نسخہ پر اگرچہ تاریخ کتابت درج نہیں لیکن قدیم اور نادر نسخہ ہے کاتب کا نام نصر اللہ بن عمر بن سعد اللہ ہے ۔ ۲۴۵ ۔ اوراق پر مشتمل ہے ۔ اول و آخر میں متعدد مہریں ثبت ہیں لیکن پڑھی نہیں جاتیں کہیں کہیں مہر کے ساتھ "عرض دیدہ شد" بھی تحریر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ شاہی کتب خانوں میں رہا ہے

اس نسخہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے ۔ کہ وہ ہندوستان کے مشہور عالم میر زاہد ہروی اور قاضی محمد پناہ جونپوری کی ملکیت میں رہا ہے ۔ ورق اول پر تحریر ہے ۔

ملک العبد الاحقر میر زاہد عفی عنہ

اس کے بعد دوسرا نوٹ درج ہے جس کا مایقرأ حسب ذیل میں لکھا جاتا ہے ۔

ثم وقع بالشراء الصحیح فی ملک عبدہ .... الی رحمۃ اللہ

محمد پناہ بن امان اللہ عفی عنہما

بہرحال پیش نظر نسخہ عمدہ ، قدیم ، محشی اور تصحیح شدہ ہے البتہ امتداد زمانہ سے کاغذ بوسیدہ ہو گیا ہے ۔

حاشیہ معالم الدین

ملا محمد صالح بن احمد مازندرانی :۔ اچھا نسخہ ہے کاتب کا نام محمد معصوم قاضی ہے

---

۱ قاضی محمد زاہد ہروی ابن قاضی محمد اسلم ہروی المتوفی ۱۱۰۱ھ ہندوستان کے مشہور عالم اور صاحب تصانیف متداولہ ہیں ۔

۲ قاضی محمد پناہ جونپوری ، جون پور کے مشہور عالم ہیں نادر شاہ نے ان کو علمی تحقیقات کے صلہ میں مستعد خاں کا خطاب دیا تھا ۔ محمد شاہ نے جون پور کا قاضی مقرر کیا ۔ وہیں انتقال ہوا (نزہۃ الخواطر)

Marfat.com

محرم ۱۲۸۱ھ میں یہ نسخہ لکھا گیا۔ ۳۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

آغاز۔ نحمدک اللّٰھم یا من خلقنا ولم نک شیئاً مذکورا الخ

خزانۃ الغرائب شرح حسامی

شارح کا پتہ نہیں چل سکا۔ مگر متقدمین میں سے معلوم ہوتے ہیں۔ مفصل شرح ہے۔ اور ہر ہر لفظ قیل وقال ہے۔ "فیہ بحث"، "فیہ نظر" لکھ کر پوری بحث کی گئی ہے۔ پیش نظر نسخہ صرف چند ابتدائی اجزاء پر مشتمل ہے۔ ورق اول بھی ناقص ہے جس کی بنا پر مزید تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔ رسم کتابت سے اندازہ ہوتا ہے کہ قدیم نسخہ ہے۔ مقدمہ سے وجہ تسمیہ کی کچھ عبارت نمونۃً درج ہے۔

"وسمیتہ لاشتمالہ علی الفوائد العجیبۃ والطائف الغریبۃ خزانۃ الغرائب متوقعا من الاخوان والاقران ومن افاضل العصر والزمان"

شرح مسلم الثبوت

شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ پیش نظر نسخہ کے کاتب محمد اکمل ہیں اور ان کے قلم سے ایک نوٹ شروع میں درج ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ۲۵ شعبان ۱۱۸۰ھ کو یہ شرح تصنیف ہوئی۔ ۱۲۳۹ھ میں کاتب نے مصنف کے اصل مسودہ سے یہ مبیضہ تیار کیا۔ اس وقت شارح کا انتقال ہو چکا تھا مذکورہ نوٹ درج کیا جاتا ہے۔

ابتداء تصنیف ھذا الشرح الموجب للفرح فی الخامس والعشرین من شعبان سنۃ الف ومائۃ وثمانین من الھجرۃ المقدسۃ وابتداء نقلہ فی اوائل الماءۃ من خط مصنف فی تاسع عشرین من ربیع الاول سنۃ الف ومائتین وتسعۃ وثلثین من الھجرۃ

Marfat.com

النبویۃ........ وکاتبہ اضعف عباداللہ الاجل محمد

المدعوا باکمل عفی عنہ ذنوبہ بکمال لطفہ

آخر میں ختم کتابت کی عبارت یہ ہے۔

"الی ھنا الشرح تم ومن الرقم سکن القلم واستراح الشارح

طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ کبتہ من خط مؤلفہ و

قابلت بہ حق مقابلتہ وانا اضعف عبادنا اللہ الاجل محمد

المدعوا باکمل ...."

اصل کتاب کی ابتدائی عبارت اس طرح ہے

"الحمد للہ رب العلمین .... الحمد للہ قال المصنف

فی الحاشیۃ، قالوا ھذہ الجملۃ تحتمل ان یکون انشائیۃ

لان المقام مقام انشاء الحمد" الخ

درمیان کے کچھ حصہ کا نمونہ یہ ہے۔ متن کی عبارت "امابعد فیقول الشکور الصبور محب اللہ

بن عبد الشکور" کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"فی الحاشیۃ، الوصف الاول کانہ بالارث ....

والوصف الثانی کانہ بنفسہ .... وقد اشتھر بین

الطلبۃ ان المصنف ارسل ھذا الکتاب الی استاد العالم

النحریر والذکی الخبیر الشیخ قطب الدین الانبیٹھی الشھیر

بالشمس ابادی، فلما رای ھذہ العبارۃ قال ما فعل ھذا

الرجل قد جعل اباہ عبد اللہ۔"

Marfat.com

کوشش کے باوجود مجھے شارح کا پتہ نہیں چل سکا اس لئے اس پر تفصیلی نوٹ لکھ دینا مناسب معلوم ہوا۔ تاکہ اس شرح کی تفصیل معلوم ہو جائے۔ اور شاید اہل علم میں سے کوئی صاحب اس کا پتہ چلا سکیں۔

تعلیق الانوار فی اصول المنار

لابن نجیم المصری المتوفی ۹۷۰ھ۔ پیش نظر نسخہ چونکہ آخر سے ناقص ہے اس لئے تاریخ کتابت کا پتہ نہیں چلتا۔ البتہ ورق اول پر چند مہریں اور علماء کے قلم کی عبارتیں درج ہیں لیکن پڑھی نہیں جاتیں۔ البتہ ایک عبارت کے ساتھ ۱۰۵۹ھ تحریر ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اس سے قبل کا لکھا ہوا ہے۔ ممالک عربیہ میں لکھا گیا ہے۔ سنہ ۱۲۶۰ھ میں مولوی عبدالحق ابن مولانا خلیل الرحمٰن گلشن آبادی حج کو تشریف لے گئے تو مکہ معظمہ سے یہ نسخہ ساتھ لائے۔ اول و آخر میں ان کی مہریں ثبت ہیں نسخہ اچھا ہے ۲۳۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اول سے آخر تک محشی ہے۔

دوار الاصول حاشیہ دائر شرح منار

مصنفہ ملا عرفان رامپوری۔ پیش نظر نسخہ شارح کے قلم کا لکھا ہوا اصل نسخہ ہے موصوف احقر کے جد امجد تھے اس لئے یہ نسخہ آبائی کتب خانہ میں محفوظ رہا۔ شروع میں مصنف کی مہر "زفضل سبحاں شد محمد عرفاں" ثبت ہے۔

اس حاشیہ کا ایک نسخہ کتب خانہ رامپور اور ایک نسخہ علیگڑھ مسلم یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔ یونیورسٹی والا نسخہ مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے کتب خانہ کے ساتھ وہاں منتقل ہوا۔ مولوی عبدالحلیم صاحب نے نور الانوار کے حاشیہ قمر الاقمار میں کہیں تردیداً اور کہیں توثیقاً ملا عرفان رامپوری کے اسی حاشیہ کا ذکر کیا ہے۔ اس لئے کہ حاشیہ مذکورہ کا یہ نسخہ موصوف کے کتب خانہ میں محفوظ تھا۔

Marfat.com

شرح عقائد النسفی

پیش نظر نسخہ اس کتاب کا قدیم اور اچھا نسخہ ہے۔حضر بن حسن البلخی اس کے کاتب ہیں۔ ۷ ذی الحجہ ۹۶۹ھ تاریخ کتابت ہے نسخہ عمدہ اور نادر ہے۔ اول سے آخر تک محشی ہے۔ شروع سے ایک مہر محو شدہ ہے مولوی سعد اللہ خطیب کی مہر بھی ثبت ہے۔

حاشیہ شرح عقائد للخیالی

احمد بن موسیٰ الخیالی شاگرد ابن شریف رومی المتوفی ۸۶۲ھ محشی ہیں۔ یہ نسخہ آخر سے ناقص ہے لیکن قدیم نسخہ ہے۔غالباً مذکورہ شرح سے پہلے کا لکھا ہوا ہے۔ اول سے آخر تک کثیر المحشی ہے۔

المسامرہ فی شرح المسائرہ

متن کے مصنف محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید کمال الدین بن الہمام المتوفی ۸۶۱ھ ہیں۔ اس کی شرح ان کے شاگرد کمال الدین محمد بن محمد ابی بکر معروف بہ ابن ابی الشریف المتوفی ۹۰۵ھ نے کی ہے۔ کتاب اچھی ہے اس نسخہ کے کاتب غلام حسین بن درویش محمد بن جیون اور سن کتابت ۱۲۴۴ھ ہے

آغاز:- حمد المن رسہ علی صفحات الکائنات دلائل توحیدہ الخ

العروۃ الوثقیٰ

مولانا کمال الدین سہالوی المتوفی ۱۱۷۵ھ کی تصنیف ہے کاتب نے اگرچہ اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے۔ مگر یہ نسخہ مصنف علام کی حیات کا لکھا ہوا ہے جس کی تصریح کاتب نے کر دی ہے۔ حواشی سے بھی یہی پتہ چلتا ہے آخر سے ایک مہر محو شدہ ہے آخر میں یہ عبارت بھی درج ہے۔

"مالک ہذا الکتاب گنہگار امیدوار رحمت پروردگار۔ مزمل غفر اللہ لہ ولوالدین واحسن الیہما والیہ۔"

Marfat.com

صحائف

مصنفہ المولی محمد آفندی رومی بن علی دیار بکری المتوفی سنہ ۹۲۵ھ - **مجمع المعارف** کا متن یہی **صحائف** ہے۔ یہ نسخہ اگرچہ ناقص الطرفین ہے لیکن اچھا نسخہ ہے۔ مجمع المعارف سے اس کی تحشی کی گئی ہے عمدہ اور قدیم نسخہ معلوم ہوتا ہے۔

النواقض فی الرد علی الروافض

الوفی بن السید الشریف معین الدین الشہیر بمیرزا مخدوم الجرجانی ثم الشیرازی المتوفی سنہ ۹۹۵ھ کی تصنیف ہے۔ "نواقض ۹۵۷" اس کا تاریخی نام ہے۔ سلطان مراد خاں کے عہد میں شیعوں کی تردید میں یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ پیش نظر نسخہ اس کا عمدہ نسخہ ہے۔ تاریخ کتابت اگرچہ درج نہیں ہے لیکن شروع میں ایک مہر محو شدہ ثبت ہے جس کے بالائی حصہ میں **عالمگیر** پڑھنے میں آتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ بادشاہ عالمگیر کے کسی خانہ زاد یا تحویلدار کی تحویل میں [illegible] خط صاف اور واضح ہے۔

آغاز: سبحانک اللھم لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک الیک المصیر الخ

شرح فصوص الحکم

شارح شیخ محب اللہ الہ آبادی المتوفی سنہ ۱۰۵۸ھ - پیش نظر نسخہ میر سید محمد زماں جیو کے لیے اورنگ زیب کے عہد میں لکھا گیا۔ تاریخ کتابت ۱۲ جمادی الاخری سنہ ۴۰ جلوس م سنہ ۱۱۰۵ھ ہے۔ یہ نسخہ **نواب محمد سعید** خاں بہادر ساکن سرونج مالوہ کے کتب خانہ کا ہے سنہ ۱۳۱۱ھ میں مولوی فضل حق صاحب خطیب کو وہاں سے حاصل ہوا۔

عوارف المعارف

کتب خانہ میں عوارف المعارف کے دو اچھے نسخے ہیں۔ ایک نسخہ قدیم ترجمہ جس پر لکھت

Marfat.com

مفصل مضمون معارف بابت جون ۱۹۶۶ء میں شائع ہو چکا ہے۔ دوسرا نسخہ بھی اچھا ہے اس کے محمد اشرف ہیں۔ ۱۱ رجب المرجب ۱۱۱۱ھ کو اکبرآباد میں یہ نسخہ لکھا گیا۔ اس کتاب کے اول و آخر میں بھی "مہر خصم" ثبت ہے اور اس کے ساتھ "فقیر" لکھا ہوا ہے۔ یہی مہر ضوء السراج پر بھی ثبت ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ شروع میں مہر "بندہ درگاہ غلام شاہ" بھی ثبت ہے۔ ایک مہر محو شدہ بھی ہے۔

سلوک العارفین و رسالہ ماکول و مشروب

مصنفہ مولوی سراج احمد ابن محمد مرشد بن مولوی ارشد المتوفی ۱۲۳۰ھ۔ تذکرہ کاملان رامپور میں ان کے مفصل حالات موجود ہیں۔ صاحب تصانیف ہیں پیش نظر دونوں نسخوں پر اگرچہ تاریخ کتابت اور کاتب کا نام نہیں ہے۔ مگر یہ نسخے مصنف کے پاس رہ چکے ہیں۔ شروع میں ان کی مہر "سراج احمد بن محمد مرشد" ثبت ہے۔ مولوی فضل حق صاحب خطیب نے ۱۲۹۹ھ یہ نسخہ مع شرح میں غلام قادر خاں کے کتب خانہ سے خریدا۔

مرصاد العباد

کاتب محمد عالم بن حبیب اللہ بن تاج الدین ساکن تجارہ علاقہ شاہجہان آباد ۲۰ جمادی الآخر ۱۰۶۶ھ تاریخ کتابت ہے۔ یہ نسخہ عطاء اللہ بن محمد اسمٰعیل کی ملک میں رہا ہے۔ ان کی ایک مربع مہر "مہر عطاء اللہ ولد محمد اسمٰعیل ابن ابوالبرکات بن محمد یوسف تجاری" شروع میں ثبت ہے ۲۱ جزو پر مشتمل ہے۔

آغاز:۔ الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی نبیہ۔ الخ

نتیجۃ الاولیاء

یہ رسالہ بھی مذکورہ کتاب کے ساتھ شامل ہے اور اسی دور کا لکھا ہوا ہے۔ ۷ جزو پر مشتمل ہے

Marfat.com

آخر میں علماء اللہ کی مذکورہ مہر ثبت ہے۔ قصہ عبداللہ انجم انصاری بھی اس کے ساتھ شامل ہے۔

رسالہ قشیریہ

کاتب نے اگرچہ اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی۔ مگر پیش نظر نسخہ اچھا نسخہ ہے اور گیارھویں یا بارھویں صدی کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ درمیان سے کرم خوردہ ہے۔

مثنوی مولانا روم

چھوٹے سائز پر مثنوی کا بہترین نسخہ ہے۔ اول سے آخر تک مجدول طلائی اور نہایت خوشخط ہے لیکن امتداد زمانہ سے کاغذ بوسیدہ ہو گیا ہے۔ ناقص الطرفین ہے۔ درمیان میں ایک دفتر کے اختتام سے اس کا سن کتابت ۱۰۳۱ھ معلوم ہوتا ہے۔

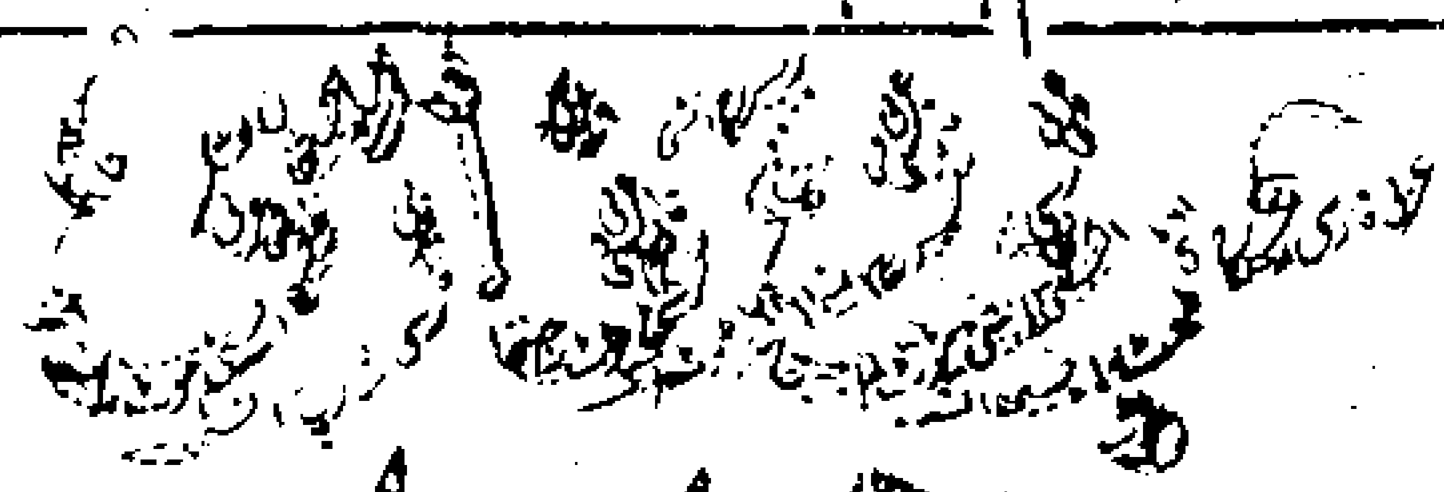

Marfat.com

مولانا حکیم محمد عمران خان صاحب ٹونکی

کتب خانہ عرفانیہ ٹونک کے نادر مخطوطات[۱]

قسط دوم

انوار البروق فی انوار الفروق

شیخ شہاب الدین احمد بن ادریس المصباحی المالکی المتوفی ۶۸۴ھ م ۱۲۸۵ء کی مصنفہ ہے اس میں فقہ مالکی کے اصول و قواعد بیان کئے گئے ہیں۔ پانچ سو سے زائد فروق پر مشتمل ہے۔ پیش نظر نسخہ قدیم ہے۔ لیکن صرف ابتدائی نصف حصہ ہے۔ وہ بھی آخر سے ناقص ہے۔ مگر نسخہ نہایت قدیم اور عمدہ ہے صفحہ اول پر متعدد عبارتیں مالکین نسخہ کی درج ہیں۔ مگر کچھ محو شدہ اور کچھ چسپاں شدہ ہیں۔ ایک عبارت کے ساتھ ۹۵۲ھ لکھا ہوا ہے۔

آغاز:- الحمد للہ خالق الاصباح وفارق اہل الغی عن اہل الفساد الخ

(۲) فتاویٰ برہنہ

یہ نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اول ۱۶ رمضان ۱۱۱۹ھ کو اور جلد دوم ۴ شعبان ۱۱۲۱ھ کو بزمانۂ بہادر شاہ تمام ہوئی۔ مولوی نصیر الدین مفتی لاہوری مؤلف ہیں۔ اس نسخہ کے کاتب اور مالک حافظ عبد اللہ دوست محمد قصوری ہیں۔ بعد میں کاتب کی جانب سے یہ نسخہ محمد شریف کی ملکیت میں آیا۔ اس کے بعد سید عابد شاہ جیلانی کی ملکیت میں رہا۔ یہ نسخہ شاہی کتب خانہ میں بھی رہا ہے۔ ہر دو جلد پر یہ نوٹ درج ہے۔

[۱] مطبوعہ معارف نمبر ۵ جلد ۱۰۱ - مئی ۱۹۶۸ء

Marfat.com

"مالک ہو اللہ ـــــــ تحویل حاجی محمد رضا"

نسخہ خوشخط اور اچھا ہے۔ جلد اول میں مسائل فقہیہ پر مشتمل، متعدد یادداشتیں درج ہیں۔

(۳) فاکہۃ البستان

مخدوم محمد ہاشم بن عبد الغفور بن عبد الرحمٰن ٹھٹوی سندھی المتوفی ۱۱۷۴ھ کی تصنیف ہے جو سندھ کے مشہور عالم اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

جنۃ النعیم فی فضائل القرآن العظیم سنہ ۱۱۳۴ سفینۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب سنہ ۱۱۳۵ بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ سنہ ۱۱۶۶ اور **درہم الصرۃ فی وضع الیدین تحت السرۃ** آپ کی یادگار ہیں۔ **معیار النقاد فی تمییز المغشوش عن الجیاد** بھی آپ کی مصنفہ ہے۔

پیش نظر کتاب اپنے موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ سنہ ۱۱۲۰ھ میں اس کی تصنیف شروع ہوئی **کتاب الصید والذبائح** کے تمام مسائل کتب فقہیہ معتبرہ سے اخذ کرکے اس کتاب میں جمع کئے گئے ہیں۔ اور تمام جانوروں کے خواص اور ان سے متعلق احکام و مسائل حروف تہجی کی ترتیب سے بیان کئے گئے ہیں۔ یہ نسخہ اس کتاب کا قدیم و نادر نسخہ ہے کاتب کا نام اور تاریخ کتابت اگرچہ درج نہیں لیکن مصنف کی حیات یا اس کے کچھ بعد کا لکھا ہوا ہے۔ یہ نسخہ حافظ غیاث الدین ملتانی کی ملک میں رہا ہے تقریباً پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔

آغاز: سبحنک اللھم ذا الاعلام الا ما علمتنا ... خصوصاً یا من انزل الاذان ...

(۴) کشف الغمی وحل المعمی - ترجمۃ الانسان

تصنیف محمد نور الدین، پیش نظر نسخہ مصنف کا اصل مسودہ ہے جو سنہ ۱۲۱۲ھ کا لکھا ہوا ہے پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے لیکن پوری کتاب نہیں ہے اس لئے کتاب سے استفادہ ممکن نہیں تھا۔

Marfat.com

اس فن کا جاننے والا ہی کچھ سمجھ سکے۔ مرتب کتاب محمد نورالدین غالباً وہی ہیں جو رامپور کے رہنے والے تھے۔ تذکرہ کاملان رامپور اور نزہۃ الخواطر میں ان کا ذکر ہے لیکن تفصیلی حالات معلوم نہیں اس کتاب میں ۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۱۲ھ اپنی تاریخ ولادت لکھی ہے۔ ابتداء میں نسب بھی لکھا ہے۔

آغاز:- الحمد للہ الذی تنفاد بعمی ذاتہ من وصمۃ الترکیب والتعلیل الخ

(۵) کتاب الاسماء والصفات

امام بیہقی المتوفی ۴۵۸ھ کی مشہور تصنیف ہے۔ پیش نظر نسخہ اس کتاب کا ایک قدیم نسخہ ہے جو ۶۱۱ھ کا لکھا ہوا ہے لیکن ناقص ہے۔ اول کے بھی چند ورق کم ہیں۔ ابتدائی حصہ اسماء کے بیان میں ہے۔ اس حصہ کے اختتام پر کاتب نے سن کتابت ۶۱۱ھ لکھا ہے اس کے بعد کا حصہ صفات کے بیان میں ہے۔ اور یہ حصہ کافی کرم خوردہ ہو چکا ہے۔ کاغذ دبیز، خط عربی قدیم، کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا اس نسخہ کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے۔ کہ مصنف کے اصل نسخہ سے اس کا مقابلہ کیا گیا ہے حاشیہ پر مقابلہ کے کچھ نوٹ دیے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پر کاتب نے اپنا نام "احمد بن الطوخی" لکھا ہے۔ اول سے آخر تک متعدد مہریں ثبت ہیں جن پر یہ شعر کندہ ہے۔

منصف این نسخہ طرفہ دل خواہ ۔۔۔ وقف شد خالصاً لوجہ اللہ

(۶) فتوح القاری عن فیوض الباری لقاری صحیح البخاری

مولوی دوست محمد دہلوی تغلق آبادی اس کے مرتب ہیں۔ شروع میں اپنا نسب اس طرح لکھا ہے۔

دوست محمد بن فضیل بن ادریس بن نسب الدین بن نصر اللہ عرف مٹھن القریشی الدہلوی التغلق آبادی

بخاری کی مختلف شروح سے اخذ کر کے یہ شرح عربی میں تیار کی گئی ہے ۱۱۳۰ھ میں اس شرح

کی ابتدا ہوئی۔ کتاب کے شروع میں ایک فصل مقدمہ شامل ہے۔ آخر سے ناقص ہے۔ صرف "باب الوضوء من غیر حدث" تک ہے۔ البتہ کاتب نے شروع میں نوٹ لکھا ہے۔ کہ یہ کتاب ۲ جزو ۶ ورق پر مشتمل ہے لیکن اب صرف جزو ۱، ۵، ۶ محفوظ ہیں کاتب کا نام معلوم نہیں ہو سکا شروع میں مولوی محمد مفتی کی مہر محمد مظہر اسرار عرفاں ثبت ہے۔ یہ کتاب مولوی سیف الدین صاحب کی ملکیت میں بھی رہی ہے۔ آپ کی دو مہریں قدرے محو شدہ ثبت ہیں جن میں محمد سیف الدین کندہ ہے۔

آغاز:۔ الحمد للہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصالحات الخ

(۷) شرح قصب السکر نظم نخبۃ الفکر

محمد بن اسمٰعیل الامیر الیمانی اس کے ماتن اور شارح ہیں۔ ۱۷ رجب ۱۱۶۳ھ کو اس شرح کی تکمیل سے فارغ ہوئے۔ یہ نسخہ خوشخط لکھا ہوا اچھا نسخہ ہے۔ کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں اس نسخہ کی اصل خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ساتھ علامہ حسین بن محسن انصاری یمنی بھوپالی کی دو اسناد اجازت شامل ہیں جو آپ نے ۹ شعبان ۱۲۹۹ھ کو سید عزیز [illegible] میاں ٹونکی کو عنایت فرمائی

(۸) [illegible]

از سیف الظفر [illegible] اس نسخہ پر [illegible] بہت اچھا [illegible] کاغذ [illegible] باوجود [illegible] دو پیوست کر دیئے [illegible] تو لکھائی وغیرہ پر اثر ہوئے [illegible] دو ورق علیحدہ ہو [illegible] بارکاتی کی طرح [illegible] ہوتے ہیں۔ اول سے آخر تک [illegible] ورق [illegible]

(۹) منظومہ نظم صدیق بن [illegible]

صدیق المدنی سلل بن عمر خاں [illegible] کے [illegible] ۲۰ اوراق [illegible]

لہ [illegible]

Marfat.com

مشتمل ہے۔ کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی لیکن پیش نظر نسخہ ناظم کتاب کی حیات کا لکھا ہوا ہے۔ اختتام کتاب پر ذیل کا نوٹ دیا ہوا ہے۔

بلغ مقابلتہ علی الام المنقول منہا بحسب الطاقۃ والامکان
فی شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۱۹ھ فی زاویۃ الناظم شیخنا الفرد الخدیقۃ
صدیق ابن عمر خان اعاد اللہ علینا من برکاتہ وعلومہ

اس کے علاوہ ابتداء میں چند مہریں "عبدالرحمن بن شیخ عمر" کی ثبت ہیں جن میں ۱۲۱۶ھ کندہ ہے نسخہ اچھا ہے۔

آغاز:- الحمد للہ رب العالمین ....اما بعد فہذہ بعض قصائد قال ناظمہا الخ

(۱۰) نشوۃ النفوس فی مدام الکئوس

شرح قصیدہ قابلیہ یہ نسخہ بھی ممالک عربیہ کا لکھا ہوا ہے کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے۔ ۱۳ ذی قعدہ ۱۲۱۹ھ کو اس کا مقابلہ کیا گیا۔

آغاز:- الحمد للہ رب العالمین ...... اما بعد فہذا شرح لطیف
علی القصیدۃ القابلیۃ الخ

(۱۱) شرح فارسی قصیدہ بانت سعاد

شارح محمد عابد بن شیخ عبداللہ بن شیخ حامد لاہوری ہیں یہ نسخہ صدرالدین بن شیخ احمد بن شیر استاد الہندوی کے قلم کا لکھا ہوا ہے ان کا بیان ہے کہ ۱۱۸۰ھ میں بحیات مصنف یہ نسخہ لکھا گیا۔ شروع میں ایک مقدمہ بھی شامل ہے

آغاز:- حمد ی کہ شاہ بیت قصیدہ فصاحت بود۔ الخ

اس نسخے کے ساتھ قصیدہ بردہ کی بھی ایک بہتر شرح شامل ہے

Marfat.com

(۱۲) قاموس

مجدالدین محمد فیروز آبادی قاضی زبید المتوفی ۸۱۶ھ کی مشہور لغت کی کتاب ہے۔
پیش نظر نسخہ اس کتاب کا قدیم نسخہ ہے نسخہ اگرچہ مکمل ہے لیکن اتفاق سے آخر کا وہ ورق ضائع ہو گیا ہے جس میں تاریخ کتابت درج تھی۔ امتداد زمانہ سے درمیان کے اوراق ضائع ہو گئے ہیں۔ جو بعد میں لکھ کر شامل کئے گئے ہیں۔ اصل نسخہ کی کتابت قدیم ہے۔ اندازہ ہے کہ نویں دسویں صدی کا ضرور ہونا چاہئیے۔ ۱۲۰۷ھ میں یہ نسخہ مصر میں احمد الدمشقی کے قبضہ میں آیا۔ ورق اول سے دو مہریں محو شدہ ہیں۔ ان میں ایک مہر میں "خصم" کندہ ہے اور اس کے ساتھ قلم سے "فقیر" لکھا ہے جیسا کہ اس کتب خانہ کی بعض دوسری کتابوں کے ساتھ اس مہر کا ذکر گذر چکا ہے کاغذ بہت بوسیدہ ہو چکا ہے۔

(۱۳) شرح جامی

نحو کی مشہور کتاب ہے پیش نظر نسخہ اس کا قدیم نسخہ ہے اور شارح عبدالرحمٰن الجامی، المتوفی ۸۹۸ھ کی حیات کا لکھا ہوا ہے ۱۱ر رمضان ۸۹۷ھ اس کی تاریخ کتابت ہے کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا۔ کاغذ خاکی نقطیع خورد، امتداد زمانہ سے کاغذ بہت بوسیدہ ہو گیا ہے آخر میں ایک مدور مہر ثبت ہے جس میں "عاقبت محمود" کندہ ہے۔ نیز ایک مدور مہر محو شدہ ہے۔

(۱۴) حاشیہ ملا عصام بر شرح جامی

یہ نسخہ بھی اس حاشیہ کا ایک قدیم نسخہ ہے کاتب سلطان محمد بن محمد یاد حصاری حسین ۱۵ ذی الحجہ ۹۸۴ھ تاریخ کتابت ہے ۱۱۳۰ھ میں یہ نسخہ سید نور الحسن بن سید نجابت، قوم سادات حسینی الموسوی کی ملک میں بھی رہا ہے۔

(۱۵) حاشیہ علی الوافیہ شرح الکافیہ

وافیہ شرح کافیہ مولانا رکن الدین کی تصنیف ہے شیخ محمد بن عمر الحلبی نے کشف المواہم

Marfat.com

فی شرح الکافیہ" کے نام سے اس کا حاشیہ لکھا۔ یہ وہی حاشیہ ہے کاتب علی بن احمد بن محمد ابن علی بن منصور الشافعی ہیں۔ ۶ رجمادی الاولیٰ ۸۹۰ھ تاریخ کتابت ہے نسخہ قدیم اور نہایت عمدہ ہے۔

(۱۶) شرح جامی

یہ بھی شرح جامی کا ایک قدیم نسخہ ہے کاغذ حنائی کرم خوردہ بوسیدہ، کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا۔ یہ نسخہ سنہ ۹۴۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اول و آخر سے دو دو مہریں اور کچھ عبارتیں محو شدہ ہیں۔

(۱۷) شرح مراح الارواح۔

از ملا جلال، یہ نسخہ رمضان سنہ ۱۱۶۹ھ کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں نسخہ اچھا اور صاف ہے۔ شروع میں مہر "عباس مرزا" کی ثبت ہے۔ تین چھوٹی مہریں مدا زدہ ہیں۔

(۱۸) شرح مائۃ عامل

اس نسخے کے کاتب غلام محمد ہیں۔ تاریخ کتابت درج نہیں سنہ ۱۱۳۵ھ میں یہ نسخہ مولوی دوست محمد کی ملکیت میں آیا۔ ان کی ایک مہر مدور کلاں آخر میں ثبت ہے جس میں یہ عبارت کندہ ہے

"دوست محمد بن عبدالحمید بن قاضی لقمان"
۱۱۲۹ھ

(۱۹) نغزک شرح زرادی

یہ شرح ملا مسعود ادیسی بن محمد یعقوب کی مصنفہ ہے یہ نسخہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۶ھ م سنہ ۲۲ جلوس عالمگیر کو شہر ملتان میں بزمانۂ باقر خاں عامل لکھا گیا۔ کاتب کا نام درج نہیں۔ اول میں ایک مہر مربع "فقیر نور محمد خادم العلماء" ثبت ہے جس میں سنہ ۱۱۵۰ھ کندہ ہے۔ آخر میں صاحب مہر کے قلم سے یہ عبارت تحریر ہے۔

این کتاب نغزک شرح زرادی حق و ملک فقیر حقیر.... نور محمد خلف
میاں محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

ایک مربع مہر شروع میں اور ثبت ہے جس میں "الٰہی عاقبت بخیر باد" کندہ ہے اس کے علاوہ اول و آخر سے ایک مہر محو شدہ اور چیٹ زدہ ہے۔ ۱۱۷۰ھ۔ نسخہ اچھا ہے۔

(۲۰) شرح ایساغوجی للسکاکی

یہ نسخہ بھی ایک قدیم نسخہ ہے۔ کاتب محمد بن موسیٰ بن علی بن حسن بن شرف المعروف بامیر علواندی ہیں ۹۶۶ھ میں یہ نسخہ لکھا گیا۔ اول سے آخر تک محشیٰ ہے۔ شروع میں ایک بیضوی مہر "اللهم اجعله فاضلا" مع امدا ثبت ہے۔ اور اس کے ساتھ صاحب مہر کے قلم سے یہ عبارت تحریر ہے۔

من مواهب تعالیٰ علی عبده الفقیر الی الله الشیخ محمد فاضل ابن الشیخ حامد کان الله لهما۔

ایک دوسرے قلم سے یہ عبارت لکھی ہے۔

الشیخ درس فی الاحد والثلثاء والخمیس والسبت والاثنین والاربعاء فی السلیمانیة

نسخہ نہایت عمدہ قدیم اور نادر ہے۔ مختصر شرح ہے۔

آغاز: الحمد لله الواجب وجوده الممتنع نظائره

(۲۱) حاشیہ انون یوسف برمیبذی

یہ حاشیہ بحیات محشی ۱۰۲۶ھ میں شہر بخارا مدرسۂ عالیہ کوکلتاش میں لکھا گیا قدیم اور نسخہ ہے کاتب نے اپنا نام اعداد ۱۳۱۶۳۱۲۱۷ میں لکھا ہے ...... تدریس تحشیہ کا بھی ہے جو اسی وجہ سے کاتب نے محشی کو "سلمہ اللہ" لکھا ہے ۱۰۳۲ھ کی کچھ عبارتیں بھی اس نسخہ کے شروع میں درج ہیں۔

آغاز: قوله علم باحوال اعیان الموجودات وجه الشروع بالتردد فیه

Marfat.com

اذا اشتمل علی بیان الموضوع ۱۷

اس کتاب کے آخر میں اسی کاتب کے لکھے ہوئے کچھ اوراق شامل ہیں جنہیں "ھذا من سوانح الوقت" کی سرخی سے شروع کیا گیا ہے۔ یہ چند مختصر رسائل ہیں۔ ان میں ایک رسالہ یوسف بن محمد خاں قرہ باغی محدث ابی کا بھی ہے۔ جو صلوٰۃ مسنونہ کی تحقیق کے سلسلہ میں ہے

اس رسالہ کے حواشی سے بھی پتہ چلتا ہے کہ صاحب رسالہ کی حیات کا لکھا ہوا ہے۔ کاتب نے مصنف کو "منہ سلمہٗ" یا "منہ مدظلہ العالی" وغیرہ جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ نسخہ بہت اچھا ہے۔ یوسف بن محمد خان قرہ باغی بوحی ہیں۔ جو "تحفۃ الحواشی فی ازالۃ الغواشی" کے مصنف اور شرح العقائد الحنفیہ کے محشی ہیں۔ سنہ ۱۰۰۰ھ سے قبل آپ کا انتقال ہوا ہے

(۲۲) رسالہ فی فن القیافہ

یہ رسالہ سید علی ہمدانی کا مصنفہ ہے۔ چہار ورقی مختصر رسالہ ہے لیکن اس کے کاتب ہندوستان کے مشہور عالم مولانا علم اللہ امیٹھوی المتوفی سنہ ۱۰۰۰ھ ہیں۔ عبدالرحیم خان خاناں ان کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ اور ہمیشہ الغامات والکرامات سے مالا مال رکھتا تھا۔[1] ۴ ذی الحجہ سنہ ۹۹۳ھ اس رسالہ کی تاریخ کتابت ہے شروع میں کاتب کے قلم سے اس رسالہ کا نام وغیرہ اس طرح لکھا ہوا ہے

"ھذہ الرسالۃ شریفۃ فی فن القیافۃ من . صنفات السید السند السید علی الھمدانی"

اسی کے تحت میں مزید تحریر ہے۔

"من منّ اللہ سبحانہ وتعالیٰ علی اضعف عباد اللہ علم اللہ بن عبد الرزاق جعلہ اللہ من مصطفیٰ عبادہ"

---

[1] نزہت الخاطر

Marfat.com

(۲۳) تلخیص المفتاح

یہ اس کتاب کا قدیم نسخہ ہے۔ بہت محشی اور نادر ہے۔ اصل نسخہ کے اوراق ناقص ہو گئے تھے جو بعد میں پورے کئے گئے ہیں۔ شروع میں ایک مہر محو شدہ ہے۔ اور آخر میں مہر "احمد اللہ علی آلائہ" ۱۲۰۰ھ ثبت ہے۔

(۲۴) حاشیہ مختصر المعانی للخطابی

قدیم اور عمدہ نسخہ ہے درمیان اور آخر سے ناقص تھا۔ مولوی سعد اللہ صاحب خطیب ٹونک نے اسے پورا کیا۔ شروع میں ان کی مہر اور آخر میں ایک مہر سید محمد جیلانی ۱۱۵۵ھ کی ثبت ہے۔ اس نسخہ پر حواشی کافی چڑھے ہوئے ہیں۔

(۲۵) عقود الدرر فی حل ابیات المطول والمختصر

حسین بن شہاب الدین الشامی العاملی کی تصنیف ہے یہ اس کتاب کا ایک بہترین نسخہ ہے۔ یہ کتاب دہلی سے طبع ہو چکی ہے۔ اس کی طباعت کے وقت یہ نسخہ پیش نظر تھا۔ اول سے آخر تک کثیر محشی ہے۔ اول میں تین مہریں "مہر شد از مہر محمد علی" ثبت ہیں۔

(۲۶) المواہب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ

شہاب الدین احمد ابن محمد الخطیب القسطلانی المتوفی ۹۲۳ھ کی تصنیف ہے یہ نسخہ اس کتاب کا بہت اچھا نسخہ ہے۔ کاتب کا نام اکرم ہے لیکن تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے مگر نسخہ مصنف کے زمانہ کے قریب کا ہے۔ یہ نسخہ امین الدین بن شیخ حافظ جان محمد کی ملک میں بھی رہا ہے ان کے حواشی بھی اس پر چڑھے ہوئے ہیں (۹۰۰) اوراق پر مشتمل ہے۔

(۲۷) تاریخ ذکر الملوک۔ فارسی در ترجمہ، اصل کتاب مولوی عبدالحق صاحب[1]

---

[1] مولوی عبدالحق صاحب بن سیف الدین المتوفی ۱۰۵۲ھ/۱۶۴۲ء نے ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۱ء میں تصنیف کی

Marfat.com

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مرتبہ ہے۔ اس کا تاریخی نام **تذکیر الملوک** ہے۔ اس میں ابتدا سے اکبر تک کے حالات ہیں مولوی رفیع الدین صاحب مراد آبادی شاگرد شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے جب یہ رسالہ دیکھا۔ تو اس کا تتمہ لکھا۔ چنانچہ اکبر کے بعد سے ۱۱۹۶ھ تک کے سلاطین کے حالات جمع کر کے اس کتاب کو پورا کیا۔ سنہ ۲۲ جلوس شاہ عالم میں تتمہ کی تکمیل ہوئی۔ یہ نسخہ آخر سے قدرے ناقص ہے۔ اس لئے تاریخ کتابت وغیرہ کا ذکر نہیں ورق ۱۱۱ تک اصل کتاب ہے اس کے بعد ورق ۱۴۲ تک تتمہ ہے شروع میں مولوی سعد اللہ اور مولوی فضل حق کی مہریں ثبت ہیں۔

آغاز:- اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء الخ

آغاز تتمہ:- بدانکہ دانایانِ فن تاریخ در احوال ملوک و سلاطین - الخ

(۲۸) امیر نامہ - فارسی

بساون لال شاداں کی تصنیف ہے اور نواب امیر خاں بانی ریاست ٹونک کے حالات پر بنیادی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے اب تک طبع نہیں ہوئی ہے۔ پیش نظر نسخہ نواب صاحب خاں کی زندگی کا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے قدیم ہے ۱۲۴۶ھ میں لکھا گیا۔ کاتب کا نام محو شدہ ہے کاغذ سفید مجدول شنگرفی (۲۰۲) اوراق پر مشتمل ہے لوح کتاب سے ایک مہر محو شدہ ہے۔

آغاز:- بنام سپہ دار کون و مکاں کہ فتح و شکست است در حکم آں

(۲۹) محامد علیہ

فارسی میں ٹونک کی تاریخ سید احمد علی سیماب ٹونکی کی تصنیف ہے نواب محمد علی خاں کے زمانہ حکومت (سنہ ۱۲۸۱ھ - سنہ ۱۲۸۴ھ) میں تصنیف ہوئی۔ ایک مقدمہ اور تین بابوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں بانی ریاست کے اجداد کے، اور تینوں ابواب میں تینوں رئیس نواب امیر خاں وزیر الدولہ، اور نواب محمد علی خاں کے حالات ہیں۔ زبان نہایت شیریں

Marfat.com

اور ادیبانہ ہے۔ یہ کتاب بھی اب تک طبع نہیں ہوئی ہے۔ اور میرے علم میں اس کتاب کا دوسرا نسخہ بھی نہیں آیا ہے۔ یہ نسخہ آخر سے قدرے ناقص ہے۔

آغاز:- اے دردِ غمت داروئی آزارِ ہمہ عشق تو دوائی دل اَفگارِ ہمہ

(۳۰) مقالۃ واحدۃ من کتاب جالینوس فی فرق الطب
کتاب جالینوس فی الاسطقسات علی رائی بقراط

دونوں رسالوں کے مترجم حنین بن اسحاق ہیں پیش نظر نسخہ ہندوستان کے نامور طبیب حکیم علوی خاں کا لکھا ہوا ہے۔ پہلا رسالہ (۱۱) اوراق پر اور دوسرا رسالہ (۳۱) اوراق پر مشتمل ہے کاغذ حنائی، تقطیع کلاں، خط شکست پختہ گنجان، سن کتابت ۱۱۴۳ھ ہے۔ کاتب علام نے ترقیمہ اس طرح لکھا ہے۔

"تم کتاب جالینوس فی الاسطقسات علی رای بقراط ترجمۃ حنین بحمد اللہ ومنہ بید عبد مولی العالم ابن میر محمد ہادی محمد ہاشم فی عاشر شہر رجب ۱۱۴۳ھ"

نسخہ نہایت نادر و نایاب ہے۔ یہ نسخہ حکیم محمد اکبر المسمی والمخاطب حکیم علی خاں کی ملک میں بھی رہا ہے۔ موصوف کے قلم سے شروع میں درج ہے

بخط حکیم علوی خاں مرحوم المخاطب "بہ حکیم معتمد الملک" اور ایک گوشہ میں "عنایت حضور" لکھا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ یہ نسخہ شاہی کتب خانہ سے حکیم محمد اکبر کو بادشاہ کی جانب سے عطا ہوا۔

آغاز رسالہ اول:- قال جالینوس ان قصد الطبیب التماس الصحۃ وغایتہ احراز الصحۃ۔ الخ

آغاز رسالہ دوم:- قال جالینوس لما کان الاسطقس اقل جزء مما ھو لہ اسطقس۔ الخ

Marfat.com

(۳۶) منحتہ الشفاء

یہ رسالہ میر محمد مہدی المخاطب بہ حکیم الملک اردستانی کے مجربات پر مشتمل ہے جو عالمگیری دور کے بڑے امراء اور مقربین میں تھے اور عالمگیر ہی کی جانب سے انھیں حکیم الملک کا خطاب ملا تھا۔ مآثر الامراء وغیرہ میں ان کے حالات موجود ہیں۔ یہ نسخہ حکیم محمد اکبر کے قلم کا لکھا ہوا ہے خطِ شکست نہایت پختہ ہے تاریخ کتابت درج نہیں، کاتب نے اختتام کی عبارت اس طرح لکھی ہے۔

"تمت ہذہ النسخۃ الشریفۃ بسرعۃ التمام، بید الفقیر الحقیر الاحقر محمد اکبر المسمی المخاطب حکیم علی خاں، اکثر نسخہ ہا۔ کہ دریں کتاب نوشتہ شدہ بخط اوست۔"

حکیم علوی خاں کے قلم کے لکھے ہوئے مذکورہ دونوں رسالے ان ہی حکیم محمد اکبر کو بادشاہ کی جانب سے عنایت ہوئے تھے۔ یہ رسالہ بھی بہت اچھا ہے۔ اس رسالہ کے ساتھ ساتھ ذیل کے رسائل طبیہ بھی شامل ہیں۔

(۱) کتاب الاکتفاء بالدواء، من خواص الاشیاء

(۲) رسالہ شیخ الرئیس فی مسائل معدودہ

(۳) رسالہ فی اصلاح الادویۃ المسہلہ من کتاب المنصوری

(۴) مقالہ فی النبض والقارورہ لمحمد بن زکریا الرازی

(۵) رسالہ فی الادویۃ القلبیۃ للشیخ الرئیس

(۶) رسالہ فی اعمار الادویۃ مفردہ ومرکبہ

(۷) رسالہ فی الاسامی لابی منصور بن الحسین بن نوح القمری

یہ جملہ رسائل خوشخط لکھے ہوئے ہیں۔ لیکن تاریخ کتابت وغیرہ کا ذکر نہیں۔ مگر یہ بھی

Marfat.com

مذکورہ کتابوں کے ساتھ شامل ہیں اور اسی دور کے لکھے ہوئے ہیں۔ اور ان اطباء کی ملکیت میں رہے ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

(۳۲) قانون شیخ

شیخ بوعلی سینا کی مشہور تصنیف کی ایک جلد ہے جو نہایت خوشخط اور مطلّا و مینا کار بھی ہے لیکن جگہ جگہ سے مقطوع و آب رسیدہ ہونے کی وجہ سے ناقص ہے اس لئے کاتب اور تاریخ کتابت کا پتہ نہیں چلتا۔ اس جلد میں صرف کتاب اول ہے جگہ جگہ تحشی کی گئی ہے۔ اطباء و فضلاء کے پاس بھی یہ نسخہ رہا ہے۔ ابتدائی دو مضمون پر طلائی و لاجوردی مینا کاری ہے جو امتداد زمانہ سے بوسیدہ ہو گئی ہے دو ورق بعد فہرست کے اختتام پر ایک مہر روز ثبت ہے جس میں "بندہ آل احمد حاجی شیخ احمد" کندہ ہے۔ مہر کا سنہ معلوم ہوتا ہے ورق اول کی کچھ عبارتیں چٹ زدہ ہیں۔ ایک چٹ کے ہٹانے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ پچاس درہم مسکوکہ میں شہر کابل میں محمد حافظ بن محمد امیر یوسف بن امیر محمد البرغری نے خریدا تھا۔ اسی کے ساتھ کسی امیر کبیر کی کچھ عبارت بھی لکھی ہے لیکن وہ چٹ زدہ ہے نسخہ اچھا ہے۔

(۳۳) شرح قانون - از حکیم گیلانی

پیش نظر نسخہ تعلیم ثالث سے کتاب اول کے اختتام تک ہے کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی ہے۔ اول سے آخر تک جدول طلائی اور خط پختہ ہے۔ آخر تک تحشی کی گئی ہے نسخہ اچھا ہے۔ ۷ رمضان ۱۲۰۱ھ کو یہ نسخہ محمد مرزا ابن حکیم فاخر الدین خاں نے ابو داؤد نجیب آبادی تاجر کتب سے خرید کر اپنے استاد مولوی حکیم عبد الکریم خاں کو ہدیۃً بھیجا تھا۔

اس عبارت کے ساتھ دو مہریں "محمد مرزا ۱۲۸۶" اور "محمد مرزا ابن حکیم فاخر الدین خاں ۱۲۸۱ھ" ثبت ہیں اور عبد الکریم خاں نے اپنے قلم سے یہ عبارت لکھی ہے۔

"تم تقبل الهبة من محمد عبد الکریم عفی عنہ"

(۳۴) رسالہ تنقیح المراق والاحتراق

حکیم مراد خاں غنی قادری کی تصنیف ہے۔ مراق اور احتراق امراض مشتبہ میں ہیں اس لئے مراد خاں نے ۱۱۹۴ھ میں ان امراض پر یہ مستقل رسالہ عربی میں تصنیف کیا اچھا رسالہ ہے پیش نظر نسخہ آخر سے قدرے ناقص ہے۔

آغاز:- الحمد للہ الحکیم الذی ھو بالحمد حقیق الخ

(۳۵) علم المکتسب فی زراعۃ الذہب

ابو القاسم محمد العراقی المتوفی ۵۸۰ھ کی مشہور اور نادر تصنیف ہے اپنے موضوع پر بہترین کتاب ہے۔ اور معتبر کتابوں میں شمار ہوتی ہے اسی کتاب کا یہ ایک نادر نسخہ ہے۔ تاریخ کتابت وغیرہ اگرچہ درج نہیں لیکن نسخہ اچھا اور قدیم ہے کہیں کہیں تحشی بھی ہے اور تصحیح بھی کی گئی ہے۔ شروع میں مولوی فضل حق خطیب ٹونک کی مہر ثبت ہے۔

آغاز:- الحمد للہ الاول الذی لا اول لہ والآخر الذی لا نھایۃ لہ۔ الخ

ان نوادر کے تذکرے کے بعد تیمناً و تبرکاً قرآن مجید کے دو بہتر نسخوں کا ذکر کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۳۶) ا۔ قرآن مجید

یہ نسخہ قرآن مجید کا ایک نہایت خوشخط نسخہ ہے مغل دور کا لکھا ہوا ہے کاغذ خانی کشمیری، تقطیع متوسط، مجدول طلائی ولاجوردی، بین السطور مجدول طلائی، نہایت خوش خط اوراق ۵۳۵ ہیں۔ کاتب محمد زاہد ہیں۔ تاریخ کتابت بھی درج ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ مقام جہاں صدی کا اندراج تھا۔ محو کر دیا گیا ہے۔ اختتام کی عبارت کاتب نے اس طرح لکھی ہے

"تمّ نمقہ فقیر محمد زاہد عفی عنہ سنۃ اربع و ثمانون بعد ....."

Marfat.com

یہاں آخر کا لفظ مٹا دیا گیا ہے۔ پھر بھی کتابت وغیرہ کے طرز سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ نسخہ گیارھویں صدی کا ہونا چاہیئے۔ اول سے آخر تک کاتب نے کتابت کی یکسانی، خط کی پختگی اور طلائی جدول کا پورا اہتمام کیا ہے۔ حاشیہ پر مختلف قراءتوں کا اندراج ہے۔ آیات طلائی ہیں ہر رکوع کو ظاہر کرنے کے لئے حاشیہ پر طلائی دائرہ دیا گیا ہے۔

اسی طرح۔ ربع، نصف، ثلث، پارہ، اور سجدہ کو واضح کرنے کے لئے حاشیہ پر مختلف قسم کے طلائی پھول بنائے گئے ہیں۔ ابتدائی دو صفحوں پر پوری مینا کاری طلائی و لاجوردی ہے۔ اس کے بعد کے دو صفحوں پر طلائی جدول کے ساتھ ساتھ حاشیہ پر بھی طلائی گل کاری کی گئی ہے اور اسی طرح کی گلکاری ہر منزل کی ابتداء میں دونوں صفحوں پر موجود ہے۔

ابتداء کی طرح اختتام کے دونوں صفحوں پر بھی میناکاری ہے۔ آخر میں ماثورہ دعاؤں کے ساتھ کتاب ختم کی گئی ہے نسخہ نہایت بہتر، مطلا اور مذہب ہے۔

(۴۰) قرآن مجید

قرآن کا یہ نسخہ اگرچہ مطلا و مذہب نہیں ہے لیکن بہ اس اعتبار نہایت اہم ہے کہ اس میں حواشی پر تمام قراءتوں کے اندراج اور تجوید کے مسائل کی وضاحت کا پورا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔ مصحف کی رسم کتابت کے سلسلہ میں بھی نوٹ دیئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ حواشی پر بعض دوسرے مسائل کو بھی واضح کیا گیا ہے۔ یہ حواشی قراءت کی معتبر کتابوں کے حوالہ کے ساتھ دیے گئے ہیں۔ یہ نسخہ بھی نہایت خوشخط ہے کاغذ [illegible] شنگرفی و لاجوردی۔ ہر صفحہ پر گیارہ سطریں ہیں۔ اول، درمیانی اور آخری سطور ہر صفحہ پر شنگرفی ہیں۔ باقی سطور مدادی ہیں۔ ابتدائی دو صفحوں پر طلائی و لاجوردی مینا کاری کی گئی ہے۔ کاتب محمد یونس ہیں۔ رمضان میں اس نسخہ کی تکمیل ہوئی۔ سن کتابت کا اندراج نہیں ہے۔

Marfat.com

آخر میں ایک صفحہ پر حروف وکلمات کے ذریعہ قراء کے رموز کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

اس کے بعد ایک دائرہ ترغیب القراء وتھذیب الاداء سے نقل کیا گیا ہے۔ جس میں مختلف قراء کی جانب سے "تعوذ" کی آٹھ شکلیں ظاہر کی گئی ہیں۔ یہ نسخہ مسائل قرأت کے لحاظ سے سابق نسخہ سے زیادہ اہم ہے۔

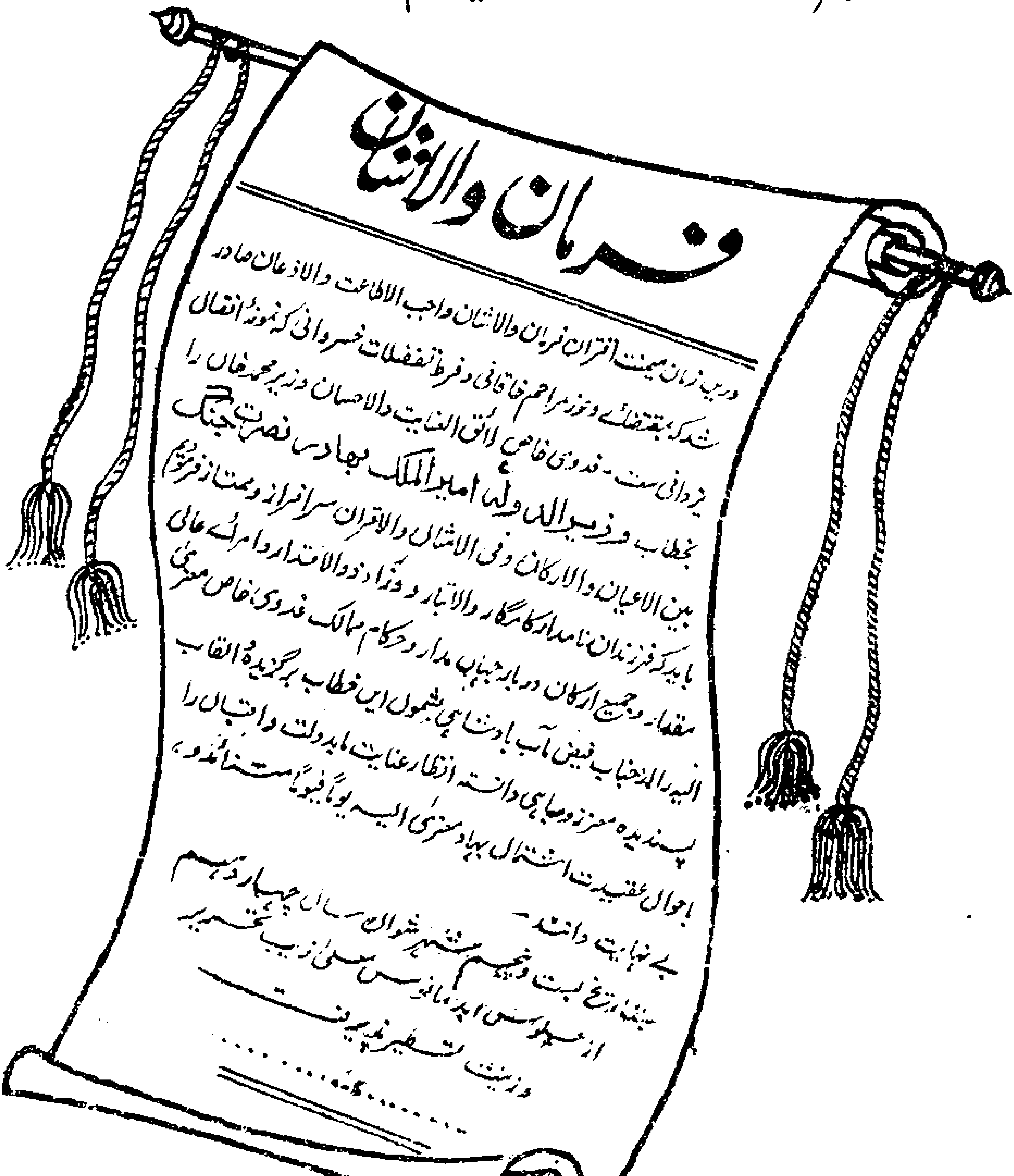

Marfat.com

جناب مولانا حکیم محمد عمران خانصاحب : بی ۔ اے

کتب خانہ عرفانیہ کے اردو فارسی مخطوطات[۱]

قسط سوم

کتب خانہ عرفانیہ پر ایک مضمون لکھا جا چکا ہے جس کی دو قسطیں "معارف" بابت مارچ و مئی ۶۹ء میں شائع ہوئی ہیں اسی کی تیسری اور آخری قسط ہے اس دور میں اگرچہ اردو فارسی کتابوں کی کوئی قدر نہیں تھی ۔ فارسی کتابیں تو پھر بھی ضمناً جمع ہو جاتی تھیں لیکن اردو کتابوں کو ناقابل اعتنا سمجھا جاتا تھا ۔ اس لئے علماء کے کتابی ذخیروں میں اردو کتابیں بہت کم نظر آتی تھیں ۔ لیکن اب اردو کی قلمی کتابوں کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے ۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ فارسی اور اردو کے نوادر کا بھی تذکرہ کر دیا جائے

(۱) دیوان ولی (ولی دکنی کا اردو دیوان)

آخر سے قدرے ناقص ہونے کی وجہ سے تاریخ کتابت وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا ۔ شروع میں ایک مہر ثبت ہے جس میں "حافظ برکت اللہ ۱۲۳۳ھ" کندہ ہے اس لئے یہ نسخہ بہرحال اس سے پہلے کا لکھا ہوا ہے ۔ کتابت اور کاغذ کی حالت سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے ۔

غزلیات ختم ہونے کے بعد مستزاد، مخمسات، ترجیع بند ۔ اور قصائد وغیرہ ہیں ۔ حاشیہ پر کہیں کہیں نسخہ دیگر دوسرا مصراع بھی لکھا گیا ہے ۔ آخر سے تین چار ورق ناقص معلوم ہوتے ہیں ۔

ابتدائی غزل کا پہلا شعر یہ ہے

۱؎ مطبوعہ معارف ۹ جلد ۱۰۲

Marfat.com

کیتاہوں تیرے ناؤں کوں میں وردزباں کا   کیتاہوں تیرے شکر کوں عنواں بیاں کا

(۲) احدنامہ (منظوم اردو)

ایک جزو پر مشتمل ہے۔ اس کے مرتب عبدالملک ہیں آخری شعر سے اندازہ ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۲۷ھ میں نظم کیا گیا پیش نظر نسخہ کے کاتب سید انور علی خطیب ہیں۔ سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ سیدہ ولیہ جو شاہ ابو اللیث صاحبؒ کی صاحبزادی اور سید صاحبؒ کے بھتیجے اور داماد سید محمد اسمٰعیل کی والدہ تھیں ان کے لئے یہ نسخہ لکھا گیا۔ ۱۵ صفر ۱۲۴۲ھ تاریخ کتابت ہے اختتام کی عبارت یہ ہے

"تمت کتاب احدنامہ من تصنیف عبدالملک کہ ردیف و قافیہ اش در سلک لعل جواہر منسلک است، بتاریخ پانزدہم شہر صفر ۱۲۴۲ھ بموجب فرمائش جناب بی بی صاحبہ اخی والدہ سید اسمٰعیل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بخط سید انور علی خطیب ادیب صورت اتمام یافت"

رسالہ کا ابتدائی اور آخری شعر درج ذیل ہے

شعر اول :۔

اوّل جب ایک تھا آپ نہ دوجا کوئی اشنا باں   محمد نور سوں کرتے ہوئے پرگھٹ موں جگ ماہاں

شعر آخر

ہزار اور دو سو ستائیس محمد کے سو ہجرت کوں   لکھا تب موں یہ قصہ سو ٹیٹے اتی محمد کوں

(۳) سکرات نامہ (منظوم)

یہ رسالہ دو جزو پر مشتمل ہے ۱۱۹۰ھ میں ترتیب دیا گیا۔ ۱۵ محرم ۱۲۴۲ھ یہ رسالہ بھی سید انور علی صاحب کی بی بی ولیہ کے لئے لکھا گیا۔ اختتام کی عبارت یہ ہے۔

"تمام شد سکرات نامہ بروز دوشنبہ بتاریخ پانزدہم شہر محرم الحرام ۱۲۴۲ھ بخط بدخط

Marfat.com

سید انور علی حسب الحکم جناب عالیہ بی بی ولیہ صاحبہ دام برکاتہ ترمیم نمودہ شد"

شعر اول:-

خدایا ہے تو ہیں عالم پناہا　　　تو ہیں خاوند سب کا بادشاہا

آخری شعر

ہزار وایک سو نوے تھا یک سن　　　کہ ایں اتمام قصہ کردہ ام من

(۴) نجات نامہ　　(منظوم اردو)

ایک جزو کا رسالہ ہے اس رسالہ کے کاتب سید محمد ہیں۔ ۱۰ صفر ۱۲۴۴ھ کو یہ نسخہ بھی رائے بریلی تکیہ شاہ علم اللہ صاحب میں سیدہ ولیہ کے لئے لکھا گیا۔ اختتام کی عبارت یہ ہے۔

"تمام شد نسخہ نجات نامہ حسب الارقام والدہ وہمشیرہ عزیزہ اخفی والدہ نور چشم لخت جگر حافظ سید محمد اسمٰعیل سلمہا اللہ تعالیٰ، عاصی سید محمد علی عفی عنہ از تحریر رسالہ ہذا تاریخ دہم شہر صفر المظفر ۱۲۴۴ھ مقام رائے بریلی تکیہ حضرت شاہ علم اللہ قدس سرہ فراغت یافت"

شعر اول

اول کچھ نہ تھا اون پرنکار تھا　　　دونوں جگ کا پیدا کرنہار تھا

شعر آخر

تو اس وقت میرا مددگار ہو　　　اکیلا نہ کرتو مرا یار ہو

(۵) رسالہ منظوم اردو

یہ رسالہ مولوی نصیر الدین صاحب کی جانب منسوب ہے۔ ۲ جمادی الاول ۱۲۵۱ھ تاریخ کتابت ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں تقریباً ایک جزو پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

شعر اول

ہے تعریف و توصیف اس ذات کو　　کہ جامع ہے وہ سب کمالات کو

شعر آخر

دعائے نصیر الدین ہووے قبول　　ببرکت محمد و آل رسول

(۶) مثنوی جگر سوزاں (قصہ دائی حلیمہ)

یہ مثنوی چالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ کاتب عبد الکریم عرف منو ہیں۔ تاریخ کتابت درج نہیں۔ کتاب کے اختتام پر مثنوی کے مرتب نے ایک تصدیقی عبارت لکھی ہے مگر لکھنے والے کے دستخط اس طرح ہیں کہ نام سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ عبارت حسب ذیل ہے:۔

"النقل کالاصل، مصنف نسخہ ہذا محمد........"

اس کے ابتدائی اور آخری بند یہ ہیں:

پہلا بند:۔ بعد حمد حق و نعت احمد　　مدح خلفاء نبی ارشد

ہو یہ معلوم بہر نیک و بد　　جسے ہے عشق رسول امجد

دونوں جا ہے اسے عزت بے حد

آخری بند:۔ چھوڑ کر ہر فکر کو اے فخر حزیں　　عشق احمد میں رہا کر غمگیں

دے خدا اور جو کچھ تم کو نہیں　　یہ منا جاتے شہ سید کریں

سن کے یارو کہو، آمین آمین

دیوان واقف لاہوری (فارسی)

از قاضی نور العین واقف۔ المتوفی ۱۱۹۰ھ۔ کاغذ حنائی، خط فارسی، خوشخط، لوح کتاب مطلا و مینا کار۔ پیش نظر نسخہ اس دیوان کا بہت اچھا نسخہ ہے۔ آخر میں تاریخ کتابت شوال روز شنبہ

Marfat.com

درج ہے لیکن سال کتابت محو کر دیا گیا ہے۔ اول و آخر میں ایک ایک مہر مربع محو شدہ ثبت ہے نسخہ ابتدائی دور کا معلوم ہوتا ہے۔ دہلی میں یہ نسخہ کسی کی ملک میں رہا لیکن نام بالکل مٹا دیا گیا ہے اول و آخر میں دو مہریں مولوی فضل حق خطیب ٹونکی کی ثبت ہیں۔

آغاز:۔ لے بر بزم شوق نونالاں بہر سو سازہا الخ

(۸) دیوانِ قصّاب (فارسی)

از شیخ ابوالعباس قصّاب۔ مولوی رفیع الدین صاحب مراد آبادی نے اپنے ایک رسالہ میں صاحب دیوان کا ذکر کرتے ہوئے ان کا نام شیخ ابوالعباس لکھا ہے۔ پیش نظر نسخہ (۱۲۱) اوراق پر مشتمل ہے شروع کے دو ایک ورق کم معلوم ہوتے ہیں۔ آخر بھی ناقص ہے درمیان میں متعدد مقامات پر ایک چھوٹی بیضوی مہر ثبت ہے جس میں "اللہ محمد علی معکوس لکھا ہوا ہے یعنی اس طرح " [illegible] "

ورق ۱۰۸ پر مالک کتاب کا نام اس طرح لکھا ہے۔

"ایں کتاب شیخ محمد علی ہر کہ دعوی کند چشم او رانور شود در دنیا و در آخرت، خبر داری

ورق ۵۳ و ۵۴ پر دو مہریں "رب نجنی لمحمد و علی" ثبت ہیں جن میں ۱۲۵۰ھ کندہ ہے اور ان کے ساتھ "ناں شد" لکھا ہوا ہے۔ ورق ۳۷ پر مہر "فیض اللہ" ثبت ہے۔ اس مہر کے ساتھ قلم سے لکھا ہوا ہے۔

"مالک ایں کتاب محمد فیض اللہ ...... ۱۲۳۶ھ"

ورق ۱۱۸ پر مہر "ملک شہنواز" ثبت ہے جس میں ۱۱۸۵ھ کندہ ہے ورق ۳۹ پر بھی ایک مہر چہار پہلو ثبت ہے لیکن پڑھی نہیں جاتی۔ شروع میں مولوی فضل حق ٹونکی کی دو مہریں خورد و کلاں ثبت ہیں۔ حاشیہ پر متعدد فارسی اشعار دوسرے شعراء کے لکھے ہوئے ہیں۔ کہیں کہیں اصل دیوان کی "نسخے" بھی حاشیہ پر درج ہیں۔ جس غزل سے پیش نظر نسخہ شروع ہوتا ہے اس کا مقطع یہ ہے

Marfat.com

زلف قصاب نگذری تو ان لفظ ... طوں نشاں   برائے درد عاشق ہر گہ درماں می کند پیدا

(۹) دیوان جامی

مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کا دیوان ہے۔ کاغذ سفید غیر مجدول خط رواں، کاتب محمد سجاد علی حسینی ہیں۔ ۲۸ رمضان ۱۲۶۴ھ تاریخ کتابت ہے غالباً ٹونک ہی میں یہ نسخہ لکھا گیا شروع میں مولوی فضل حق خطیب ٹونکی کی مہر ثبت ہے

آغاز :۔   موزوں تریں کلامے کہ غزل سرایان انجمن الخ

(۱۰) مجموعۃ الاشعار (فارسی)

مرتبہ علی قلی خاں۔ والہ۔ فارسی شعراء کا تذکرہ اور اشعار کا مجموعہ ہے مختلف شعراء کے اشعار جمع کئے گئے ہیں۔ اوپر سرخی سے ہر شاعر کا نام لکھا گیا ہے ان کے حالات دوسرے خط میں مختصر طور پر بطور مسودہ لکھنے کی کوشش کی گئی ہے اس لئے یہ کتاب مسودہ معلوم ہوتی ہے شروع میں ایک مقدمہ ہے۔ یہ مقدمہ علی قلی خاں کے "ذخائر الاشعار" کا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مسودہ اسی سلسلہ کا ہو آخر سے ناقص ہے۔ اور تاریخ کتابت وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا۔ مجموعہ ضخیم چار پانچسو صفحات پر مشتمل ہے

آغاز مقدمہ :۔

الحمد للہ رب العلمین .... اما بعد بندہ ہیچمداں ننگ دعار ددواں الخ

آغاز مجموعہ

رفتم بطبیب و گفتم از درد نہاں   گفتا کہ زغیر دوست بر بند زباں

(۱۱) قصائد خاقانی

حکیم خاقانی کے قصائد کا اچھا مجموعہ ہے کاغذ سفید کچھ مجدول، خط واضح آخر سے قدرے ناقص ہے اسی وجہ سے تاریخ کتابت وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا اول سے آخر تک اکثر حصہ محشی ہے ۱۲۷۶ھ میں

یہ نسخہ مولوی عبدالکریم صاحب ٹونکی کی ملک میں آیا۔

آغاز:- دل من پیر تعلیم است و من طفل زبان دانش الخ

(۱۲) تحفۃ العراقین (از حکیم خاقانی)

کاغذ خانی، خط پختہ، تقطیع چھوٹی، غیر مجدول، کاتب یعقوب بن شیخ ابو اسحاق ہیں ۱۰۱۲ھ میں یہ نسخہ آگرہ میں لکھا گیا۔ اس لئے نہایت قدیم اور اچھا نسخہ ہے۔

(۱۳) شرح بوستان سعدی

شارح حکیم محمد ساجد رامپوری ہیں۔ جو یوسف زلیخا اور سکندر نامہ وغیرہ کے بھی شارح ہیں۔ تذکرہ کاملان رامپور میں آپ کے حالات درج ہیں۔ یہ نسخہ احقر کے جد امجد ملا عرفان رامپوری کے قلم کا لکھا ہوا ہے جو شارح کے ہمعصر تھے اور دونوں کا قیام رامپور میں تھا۔ تاریخ کتابت درج نہیں

آغاز:- بنام جہاندار .... مضمون ایں بیت قائم مقام ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الخ

(۱۴) شرح قرآن السعدین

شارح مولانا نور الحق بن مولانا عبدالحق محدث دہلوی صاحب تیسیر القاری (المتوفی ۱۰۷۳ھ)

کاغذ خانی مجدول، خط واضح، کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی نسخہ بہت عمدہ ہے اور شارح کے قریب کے زمانہ کا لکھا ہوا ہے۔ اول و آخر میں ایک ایک مہر مدور محو شدہ ثبت ہے آخر میں بعض بچوں کی تاریخ پیدائش ۱۱۹۶ھ و ۱۱۶۹ھ درج ہے لیکن ان کے نام محو شدہ ہیں۔ شروع میں چند قطعات اور ترجمہ جامعہ بھی درج ہیں۔ ان میں حسب ذیل قطعہ مولانا محمد نقی کی تاریخ وفات پر ہے۔

عجب مرد کامل بحکم خدا — بدار الفنا، سوئے دار البقا
بجستم ز ہاتف من تاریخ آن — بگفتا، محمد نقی بود با خدا
۱۲۰۱ھ

یہ شاید مولانا محمد نقی نصیر آبادی والے بریلوی ہیں۔

(۱۵) شرح سکندر نامہ بری

مقدمہ ناقص ہے اسی وجہ سے شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ تاریخ کتابت بھی درج نہیں

آغاز:۔ خدایا جہاں بادشاہی تراست۔ مخفی نماند کہ الف کلمہ خدایا کہ آخراست۔ ندا است الخ

(۱۶) فوائد علی شیر (شرح سکندر نامہ)

سنہ ۹۵۶ھ کی تصنیف ہے۔ آخر سے ناقص ہے اسی وجہ سے تاریخ کتابت وغیرہ کا پتہ نہیں چلتا

کاغذ خانی غیر مجدول، خط شکست، ورق اول بھی ناقص ہے۔

(۱۷) دانش آموز شرح بہما

شارح نور احمد ہیں۔ کاغذ خانی، کرم خوردہ، تقطیع چھوٹی، خط شکست، کاتب موسی ولد میاں یعقوب ہیں۔ تاریخ کتابت درج نہیں۔ ۲۵ ذی قعدہ سنہ ۱۲۵۲ھ کو یہ نسخہ ایک روپیہ آٹھ آنے میں ماہو پوری غلام رسول سوداگر سے مختار الدولہ محمود خاں کے کتب خانہ کے لئے خریدا گیا۔ شروع میں رئیس موصوف کی ایک خوبصورت مربع مہر بھی ثبت ہے۔

(۱۸) شرح نصاب الصبیان از محمد بن فصیح بن محمد کریم الدین

کاغذ خانی کرم خوردہ، بوسیدہ، تقطیع چھوٹی، کاتب نے اپنا نام اور تاریخ کتابت نہیں لکھی ۱۱ شوال سنہ ۱۲۵۵ھ کو یہ نسخہ بھی مختار الدولہ محمود خان کے کتب خانہ میں عبداللہ سوداگر ساکن نجیب آباد سے خریدا گیا۔ صاحب کتب خانہ کی مہر بھی ثبت ہے۔ ۱۹ رمضان سنہ ۱۲۹۹ھ کو یہ نسخہ دادا صاحب مرحوم قاضی عبدالحلیم صاحب نے خریدا

آغاز:۔ حمد و ثنا نا محدود و شکر و سپاس نا معدود الخ

(۱۹) شرح میزان الصرف

مولوی عبدالوہاب بن حکیم محمد عیسی بن مولوی عبدالفتاح محتسب نارنول اس کے مصنف ہیں

Marfat.com

سنہ ۱۲۰۰ھ میں عالم خاں نے یہ نسخہ ٹونک میں لکھا۔

آغاز :- الحمد للہ رب العلمین والعلمین ۔ الخ

(۲۰) منطق الطیر

کاغذ سفید، مجدول، کرم خوردہ اور چیٹ زدہ کاتب قاسم بیگ ہیں۔ ۱۶ صفر سنہ ۱۰۸۹ ہجری تاریخ کتابت ہے۔ ۱۹ جمادی الاول سنہ ۱۲۹۹ھ کو یہ نسخہ مولوی فضل حق ٹونکی نے غلام قادر خاں کی کتب خانے نیاز محمد خاں کی معرفت خریدا۔

(۲۱) اخلاق ناصری (نصیر الدین طوسی)

کاغذ سفید، بوسیدہ، آب رسیدہ، خط شکستہ پختہ، ۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۸۱ھ تاریخ کتابت ہے۔ بزمانہ شاہ عالم یہ نسخہ لکھا گیا۔ کاتب کا نام درج نہیں۔

(۲۲) سلسلۃ الذہب

مولانا جامی کی مشہور مثنوی ہے۔ کاغذ سفید مجدول، خط واضح، اوراق ۲۲۸ ہیں اس نسخہ کے کاتب غلام سرور بن مہراماں بن غلام محمد بن شیخ موسیٰ بن شیخ آجیل ساکن شہباز پور پرگنہ سرائل ہیں۔ نواب سید علی خاں بہادر کے زمانہ حکومت میں یہ نسخہ لکھی گیا۔ ۶ شوال سنہ ۱۲۳۶ھ مطابق ۲ جولائی سنہ ۱۸۲۱ء مطابق سنہ ۱۲۲۸ بنگلہ تاریخ کتابت ہے آخر میں کاتب کی دو مہریں بھی ثبت ہیں۔ جن میں سنہ ۱۲۱۸ھ کندہ ہے۔

(۲۳) انوار سہیلی (از ملا حسین واعظ کاشفی)

کاغذ سفید، تقطیع متوسط، خط پختہ رواں کاتب سید قاسم علی ولد سید سلام اللہ ہیں یکم رجب سنہ ۱۲۴۳ھ کو میاں سید نبی بخش ولد سید قادر بخش کے لئے یہ نسخہ لکھا گیا۔ اوراق ۲۵۱ ہیں

(۲۴) جوامع الحکایات ولوامع الروایات

- از محمد بن ابی حامد الجنیدی، کاغذ حنائی

Marfat.com

تقطیع کلاں، مجدول شنگرفی و نیلگوں، خوش خط واضح، کاتب عبداللک ہیں۔ ۸ ذیقعدہ ۱۲۶۲ھ تاریخ کتابت ہے۔

(۲۵) درِ منظوم

مولوی غلام جیلانی رفعت رامپوری کی مصنفہ ہے کاغذ سفید مادھوپوری، خط رواں، اول سے آخر تک محشّی ہے کاتب مولوی محمد شاہ ہیں ۱۶ ذی الحجہ ۱۲۶۱ھ کو ٹونک میں یہ نسخہ لکھا گیا۔

(۲۶) مرأۃ الخصائل

مرزا دین محمد بیگ کابلی متخلص بہ اعزاز اس کے مرتب ہیں۔ وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میں زمانۂ شباب سے زمانۂ شیخوخت تک عالم میں پھرا۔ ہر علاقہ اور ہر ملک کے عادات و اطوار علیحدہ علیحدہ پائے۔ پوری عمر کے تجربہ کو اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے۔ آخر میں مصنف کا ایک قطعۂ تاریخ شامل ہے جس سے سن تصنیف ۱۲۷۴ھ معلوم ہوتا ہے۔

یہ رسالہ پندرہ مرآت پر مرتب ہے۔ ہر مرأۃ میں ایک ایک علاقہ کے خصائل بیان کئے گئے ہیں۔ ابتدائی چار مرآت بیرونِ ہند کے خصائل پر مشتمل ہیں باقی ابواب میں ہندوستان کے مختلف صوبوں کے خصائل بیان کئے گئے ہیں آخری مرأۃ چودہ جمالوں پر مشتمل ہے اور ہر جمال میں ہر ہر علاقہ کی عورتوں کے اوضاع و اطوار اور ان کے لباس وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے (۶۲) اوراق پر مشتمل ہے۔

آخر میں "ہوش افزا نامہ" کے نام سے ایک فارسی رسالہ شامل ہے جو تقریباً ۲۵ صفحات پر مشتمل ہے اس رسالہ میں "ہوش" کے عنوان سے سرخیاں قائم کر کے مفید اور تجربہ کی باتیں لکھی گئی ہیں کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا۔ ۵ صفر ۱۳۳۱ھ م ۱۳ جنوری ۱۹۱۳ء کو یہ مجموعہ امراوتی صوبہ برار دکن میں لکھا گیا۔

آغاز:- کیست کہ آشفتۂ نام تو نیست

منتظر رحمت عام تو نیست الخ

Marfat.com

(۲۷) نزہتہ الارواح

تصوف کی مشہور کتاب ہے پیش نظر نسخہ صفر ۱۰۹۲ھ کا لکھا ہوا ہے لیکن کافی کرم خوردہ ہے (۸۲) اوراق پر مشتمل ہے ۔

(۲۸) بحرالحیات (حوض الحیات)

حسین گوالیاری ابن محمد ساری حسنی کی تصنیف ہے۔ ورق اول پر کتاب کا نام حوض الحیات لکھا ہے ۲۴ ذی الحجہ ۱۰۹۱ھ تاریخ کتابت ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں ۔

آغاز:۔ حمد موفور ثنائے بحضور حضرت صمدی را ۔ الخ

(۲۹) حدیقتہ الحقیقتہ (از حکیم ثنائی غزنوی)

کاغذ حنائی ۔ تقطیع چھوٹی ۔ مجدول سرخ، خط نستعلیق مکمل نسخہ ہے تاریخ کتابت درج نہیں۔ یہ نسخہ شاہان مغلیہ کے کتب خانوں میں رہ چکا ہے ۔ لیکن تمام مہریں اور عبارتیں محو کردی گئی ہیں ۔ ایک عبارت میں ۱۲۰۲ھ ماہ وسنہ سمجھ میں آتا ہے ۔ ایک عبارت کی ابتدا میں اللہ اکبر لکھ کر آگے کی عبارت تحریر کی گئی ہے ۔ ابتدائی حصہ میں گوشہ پر لکھا ہے "محمد باقر راسبہ نمود" ایک مربع ثبت ہے جس میں مختار طالبان کندہ ہے ۔ مزید مہریں چیت زدہ ہیں ۔ اسی طرح یہ عبارت بھی لکھی ہوئی ہے ۔

"نسخہ ہذا از سید غلام مرشد صاحب معرفت غلام عباس خاں بقیمت چہار روپیہ خریدہ شد ۔ جمادی الآخر ۱۲۰۳ھ"

آغاز:۔ اے درون پرور و بیرون آرای ۔ الخ

(۳۰) تمسہ شمس الیقین معہ شرح فارسی

مولانا نیاز احمد صاحب علوی قادری ابن مولانا رحمت علی صاحب سرہندی بریلوی المتوفی

Marfat.com

۱۲۵۰ھ اس کے ناظم اور شارح ہیں۔ اس میں علم تصوف کے معارف و اسرار بیان کیے گئے ہیں چونکہ نظم میں وضاحت کی گنجائش نہیں ہوتی اس لئے اس خمسہ کو مرتب کرنے کے بعد مصنف نے اس کی شرح لکھی جس میں معانی کی تشریح کی گئی ہے۔ شرح کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ بشرط موقع اس کی ایک مفصل شرح مزید ترتیب دی جائے گی۔

مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے نزھۃ الخواطر میں مولانا نیاز احمد صاحب کا حال اس طرح لکھا ہے۔

"دو کبار مشائخ چشتیہ میں سے تھے ۱۱۷۵ھ میں سرہند میں پیدا ہوئے صغر سنی میں دہلی آکر مولانا فخر الدین صاحب کے پاس تربیت پائی۔ شیخ کے حکم سے بریلی جا کر قیام کیا اور وہاں بہت مقبول ہوئے فنون ریاضیہ میں بھی بڑے ماہر تھے۔ ۶ جمادی الآخر ۱۲۵۰ھ میں بریلی میں انتقال ہوا"

صاحب نزہۃ الخواطر نے آپ کے فارسی اور اردو دیوان کا بھی ذکر کیا ہے۔ کتاب میں آپ کے ایک رسالہ کا ذکر ہے جو سید آل رسول مارہروی کے لئے تصنیف کیا گیا تھا۔ لیکن آپ کی تصانیف میں اس خمسے یا اس کی شرح کا ذکر نہیں۔

یہ خمسہ پچانوے بندوں پر مشتمل ہے۔ اور ۱۲۰۰ھ میں نظم کیا گیا ہے۔ پیش نظر نسخہ اگرچہ مکمل ہے۔ لیکن اتفاق سے آخری ورق ضائع ہوگیا جس میں کاتب یا تاریخ کتابت کا ذکر تھا۔

اس خمسہ کا پہلا بند اس طرح ہے۔

احمد اللہ قادر الکونین ضعف حمد لہ من المذلوین

ثم ادعو لسادۃ الثقلین ھم حماۃ الانام فی الدارین

احمد و فاطمہ علی حسنین الخ

Marfat.com

شرح کے دیباچہ کا آغاز اس طرح ہے

الحمد للہ الذی نور قلوب المؤمنین بنور التوحید الخ

آخری بند اس طرح ہے :-

شد تمامی نظم خوش آئین   بند این خمسہ خمسہ و تسعین

در ہزار و دو صد، چہار سنین   از دم ہجرت رسول امین

صلوات علیہ فی الدارین

الحمد للہ الذی نور قلوب المؤمنین بنور التوحید

کیست کہ آشفتہ نام تو نیست   منتظر رحمت عام تو نیست

Marfat.com

[illegible]

قسطِ اول

فنِ حدیث اور ٹونک[۱]

نواب محمد علی خاں، ریاست ٹونک راجستھان کے تیسرے فرماں روا گزرے ہیں۔ ۱۴ رجب ۱۲۴۸ھ م ۱۸۳۲ء کو ٹونک میں پیدا ہوئے۔ اپنے دین دار، جری و بہادر باپ وزیر الدولہ کی نگرانی میں تربیت پائی۔ علوم متداولہ حاصل کئے۔ علماء و فضلاء کی صحبت میں رہے۔ مولوی فضل اللہ امروہوی، مولانا سید محمد رامپوری ٹونکی، مولوی حکیم عبدالعلی ٹونکی۔ مولوی سید محمد علی لکھنوی اور مولوی فخر صاحب رامپوری وغیرہ کی شاگردی میں رہے۔ قاری عبدالرحمٰن پانی پتی اور مولوی عبدالقیوم صاحب بڈھانوی پھر مولوی عبدالحق صاحب دہلوی تک سے حدیث کی سند حاصل کی۔

محرم ۱۲۸۱ھ م ۱۸۶۴ء میں نواب وزیر الدولہ کے جانشین ہو کر یہاں کے تیسرے فرماں روا مقرر ہوئے ابھی ساڑھے تین سال کی مدت نہیں گزری تھی۔ کہ بعض وجوہ کی بنا پر انگریزوں کی طرف سے معزول کر دیئے گئے شہر بنارس آپ کے قیام کے لئے تجویز ہوا۔ اور کوشش کے باوجود پھر بھی ٹونک آنے کی اجازت نہیں ملی چنانچہ تیس سال کی مدت بنارس میں گزار کر، ۱۲ صفر ۱۳۱۳ھ م ۱۸۹۵ء کو بروز جمعہ بنارس میں انتقال ہوا۔

نواب وزیر الدولہ کے حسن تربیت کا نتیجہ تھا۔ کہ یہ بہادر و جری انسان ناز و نعم میں پرورش پانے کے باوجود علم و فضل کی دولت سے مالا مال ہوا۔ اور ہمیشہ علماء و فضلاء میں رہ کر اپنی زندگی گزاری۔

---

[۱] مطبوعہ برہان دہلی - فروری ۱۹۶۰ء

Marfat.com

آپ علم دوست اور اہل علم کے قدرداں تھے آپ کی مجلس ہمیشہ اہل علم سے گرم رہا کرتی تھی تصنیف و تالیف کی طرف بے حد رغبت تھی کتابیں خود تصنیف کرتے، اہل علم سے تصنیف کراتے مفید کتابوں کے اردو و فارسی ترجمے تیار کراتے - اور حتی الامکان انھیں شائع کرنے کی کوشش کرتے تھے - آپ نے اپنے دور میں علم و فضل کی اشاعت میں وہ کوشش کی ہے جو صدیوں میں کسی خوش نصیب انسان کو حاصل ہوا کرتی ہے -

علوم دینیہ آپ کی مساعی کے مرکز رہے فن حدیث و سیرت خصوصیت سے آپ کی توجہات کے ممنون ہیں - سیر و مغازی پر آپ نے جو کام کیا ہے وہ بآسانی بھلایا نہیں جا سکتا -

مولوی عبدالحی لکھنوی، نزھۃ الخواطر میں آپ کے لئے لکھتے ہیں -

وکان مولعا بسیرۃ النبی صلی	آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت
الله علیه وسلم وحلیته وغزواته و	آپ کے حلیہ اور آپ کے اور آپ کے اصحاب کے
غزوات الصحابة فینفق کثیرا	غزوات کے بڑے دلدادہ اور گرویدہ تھے
من امواله فی ذلك	اور اپنی دولت کا بڑا حصہ اس پر خرچ کیا کرتے تھے

آپ کے علمی ذوق، فنی توجہات - اور علم و فضل پر فطری فریفتگی و شیفتگی کا اندازہ آپ کے جمع کردہ کتب خانہ کے اس ذخیرہ کو دیکھ کر ہوتا ہے جو آپ نے قیام بنارس کے زمانہ میں ہزاروں روپے خرچ کر کے جمع فرمایا - اور اب بھی یہ ذخیرہ ٹونک میں محفوظ ہے -

اس کتب خانہ پر متعدد مضامین شائع ہو چکے ہیں اس لئے اس موقع پر زیادہ کچھ لکھنا مفید نہیں - بہر حال علوم حدیث، فقہ، عقائد، کلام، تصوف اور سیرت پر جو قلمی اور مطبوعہ ذخیرہ اس کتب خانہ میں میسر ہے - دوسرے مقام پر مشکل ہی سے حاصل ہوتا ہے - دور دور سے نادر ترین کتابیں آپ کے لئے حاصل کی جاتیں - جو کتابیں بآسانی میسر نہ ہوتیں مشہور مقامات سے ان کی نقول منگوائی

Marfat.com

جاتیں۔ قیام گاہِ بنارس پر ایک دو، نہیں۔ کئی کئی مستقل کاتب مقرر تھے جن کا مستقل کام یہ تھا۔ کہ کتابوں کے مسودے نقل کریں یا حاصل شدہ نادر کتابوں کی دوسری کاپی تیار کریں پھر ان تمام کاموں کی خود نگرانی فرماتے تھے۔ آپ کے اس ذوق وشوق کا پورا اندازہ آپ کے کتب خانہ کی ایک ایک کتاب کو دیکھ کر ہوتا ہے۔

آپ ۳۲ سال کی عمر میں نواب ہوئے۔ ولی عہدی کے زمانہ سے ہی آپ کے مشاغل بالکل مختلف تھے۔ نواب وزیر الدولہ کی دینی عصبیت اور علمی والہیت آپ پر پوری طرح کارفرما تھی علوم سے فراغت کے بعد ہی تصنیف وتالیف کا سلسلہ شروع ہوگیا نواب ہوجانے کے بعد تین چار سال کی مدت اگرچہ اپنی زندگی کی مصروف ترین مدت تھی لیکن امورِ ریاست کا پورا بار ہونے کے باوجود آپ نے اپنے علمی ذوق کو قائم رکھا۔

اللہ کو آپ سے دوسرا کام لینا تھا۔ اس لئے بہت جلد نوابی کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اور آپ اپنی عمر کی باقی تیس سالہ مدت گزارنے کے لئے بنارس بھیج دیئے گئے آپ نے اس مدت کو پوری طرح مفید بنایا۔ علماء کی ایک پوری جماعت تصنیف وتالیف پر لگادی مشہور مفید کتابوں کے اردو فارسی ترجمے کرائے۔ علماء کے وظیفے مقرر کئے جاگیریں عطا فرمائیں اور جس قدر دولت ان پر خرچ کی جاسکتی تھی صرف کی۔ تاکہ فارغ البالی کے ساتھ یہ حضرات اپنی متعلقہ خدمات میں خوش دلی کے ساتھ مصروف رہیں۔ جو کتابیں بآسانی فراہم نہیں ہوسکتی تھیں انھیں طبع کرایا اور اس سلسلہ میں جس قدر مصارف کئے جاسکتے تھے وہ خوشی کے ساتھ برداشت کئے چنانچہ تیسیر القاری شرح صحیح البخاری، شرح اربعہ ترمذی اور مجمع بحار الانوار وغیرہ جیسی اہم ونادر کتابوں کی اشاعت آپ ہی کی رہینِ منت ہے۔

دوسرے علوم کی اشاعت کے ساتھ فن سیر ومغازی آپ کی توجہات کا ہمیشہ مرکز بنا رہا،

Marfat.com

مضمون میں بھی دراصل وہ خدمات اجاگر کرنا ہیں جو اس سلسلہ میں نواب محمد علی خان ان کے جواری علماء اور ان کی ریاست کی طرف سے ہمیشہ ہوتی رہی ہیں۔

یہ ایک فطری امر ہے کہ ہر دین دار کی مساعی اور علمی کوششوں کا مرکز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی ہو سکتی ہے اور سیرت رسول اور آپ کا اسوۂ حسنہ ہی وہ مرکزی چیز ہے جس کی، اشاعت و اعادہ کر کے اس پر عمل کرنے سے امت مسلمہ اصلاح پذیر ہو سکتی ہے اس ریاست کے رؤساء میں یہ جذبہ ابتداء سے غیر معمولی طور پر پیدا تھا۔

ابتدائی دور کی تصنیفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ متعدد کتابیں ریاست کے ابتدائی دور میں اس موضوع پر تصنیف ہوئیں۔ چنانچہ مولوی عبدالسلام بدایونی نے اپنی کتاب "اخبار الابرار" جو "سیرت رسول" مناقب خلفاء اور احوال ائمہ پر مشتمل ہے تصنیف فرما کر نواب امیر خاں کی طرف منسوب کی اور اس کا نام ہلال یا امیریہ رکھا۔ قیام ریاست سے قبل لشکری زندگی ہی میں اس طرح کی اصلاحی محفلیں نواب کے یہاں جاری تھیں۔

کتب خانہ ٹونک[1] میں ایک قلمی رسالہ محفوظ ہے جس کے مرتب مولوی محبوب علی صاحب ہیں اس رسالہ میں مروجہ میلاد کے جواز و عدم جواز سے بحث کی گئی ہے مقدمہ میں مرتب رسالہ نے ذکر کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد، دہلی میں میلاد النبی کی مجالس نہیں ہوا کرتی تھیں لیکن ۱۲۲۵ھ میں ایک شخص نانی جمل اللیل آیا اور ۷ ربیع الاول کو نواب محمد امیر خان کے ہاں یہ مجلس منعقد کی۔ اس کے بعد سے یہ مجالس اس طرف عام ہو گئیں۔

نواب امیر خان کے بعد نواب وزیر الدولہ کا علمی دور شروع ہوتا ہے اس دور

---

[1] مضمون میں جہاں کہیں کتب خانہ ٹونک کا ذکر آیا ہے اس سے مراد عربک پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان ٹونک ہے۔

Marfat.com

میں علمی ماحول کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے مشاغل میں بھی اضافہ ہوا۔ دیگر علوم متداولہ کی تصانیف کے علاوہ سیرت نبوی پر بھی کام جاری ہوا۔ مولوی بہادر علی دہلوی ٹونکی نے اسی دور میں "امیر السیر فی سیر خیر البشر" عربی میں تصنیف کی۔ ان کے شاگرد مولوی عبدالمجید صاحب ٹونکی جو نواب وزیر الدولہ کے داماد بھی تھے۔ اور کثیر التصانیف ہیں۔ انھوں نے قدم رسول اور نعلین مبارک کی تحقیق میں متعدد رسائل اسی دور میں تصنیف کیے۔

قرۃ العیون شرح سرور المحزون جو نواب محمد علی خاں کا بڑا کارنامہ ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔ اس کی تصنیف بھی دراصل نواب وزیر الدولہ ہی کے عہد میں شروع ہوئی جب کہ نواب محمد علی خاں ان کی سرپرستی میں ولی عہدی کی زندگی گزار رہے تھے۔

نواب وزیر الدولہ کے بعد نواب محمد علی خاں نے اپنے زمانہ امارت و زمانہ قیام بنارس میں اس مقصد کی پوری تکمیل کرڈالی۔ سیرت رسول کے موضوع پر اس قدر تصانیف کیں اور دوسرے علماء کرام سے کرائیں جو سب ہی قابل صد تحسین و آفریں ہیں۔ قرۃ العیون کے نام سے اردو میں جو ضخیم کتاب تیار کی ہے اس کے صرف سات حصے دو جلدوں میں طبع ہو سکے ہیں باقی گیارہ جلدیں غیر مرتب حالت میں کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہیں۔

قرۃ العیون کی اس قدر ضخامت کے باوجود آپ کو اس کی مزید شرح کی ضرورت محسوس ہوئی اور کحل العیون شرح قرۃ العیون کے نام سے دوسری کتاب کی تصنیف شروع کی جس کی صرف ابتدائی تین جلدیں تیار ہو سکیں۔ پھر اپنے پسر صاحبزادہ عبدالوہاب خاں کے نام سے اللآلی المضیئۃ فی حلیۃ خیر البریۃ نامی ایک ضخیم کتاب تیار کرائی۔ جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کے قلمی نسخے کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہیں۔

Marfat.com

ان شروح وتراجم کی زبان موجودہ دور میں اگرچہ متروک اور قابل اصلاح ہے لیکن نواب صاحب مرحوم کا یہ کارنامہ کسی طرح بھلائے جانے کے قابل نہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر مواقع و وسائل عطا فرمائے تو یہ ذخیرہ اب بھی تھوڑی اصلاح اور توجہ سے اور زبان کی تدریجی درستی کے بعد حالات حاضرہ کے مطابق ترتیب دیا جا سکتا ہے۔

نواب محمد علی خاں نے نثر کی طرح نظم کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ چنانچہ "فتوح الاسلام منظوم فارسی (تکملہ صولت فاروقی) اس سلسلہ میں موصوف کا نہایت اہم اور ناقابل فراموش کارنامہ ہے۔ یہ کتاب بالکل شاہنامہ کے طرز پر لکھی گئی ہے اور بحر متقارب میں، تقریباً پچاس ہزار سے زائد اشعار پر مشتمل ہے۔ اور اس دور کے متعدد قابل ترین افراد کی خدمات حاصل کر کے تیار کرائی گئی ہے۔

افسوس۔ موصوف کی زندگی میں اس کتاب کے طبع ہونے کا موقع نہیں آسکا۔ اسی وجہ سے یہ کتاب منظر عام پر نہیں آسکی۔ اور کتب خانہ ٹونک کے ایک گوشوں میں محفوظ ہے۔ اس کی تفصیلات آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

الناس علیٰ دین ملوکھم کے پیش نظر اس دور کے علماء نے بھی اسی ذوق کو سامنے رکھتے ہوئے نظم و نثر میں اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھیں۔ مولوی محمد حسن ملیح آبادی بن مولوی محمد علی صدر پوری نے حلیہ مبارکہ عربی میں نظم کیا۔ اور ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔ صاحبزادہ [illegible] خاں نے حضور علیہ السلام کا حلیہ بطور مسدس نظم فرمایا اور الدر المضیئۃ [illegible] البہیۃ لکھی۔ مولوی سید عبدالرزاق کلامی نے قصیدہ بردہ شریف اردو میں نظم کیا۔ فتوح الواقدی کو نظم کرتے ہوئے حسام الاسلام، صمصام الاسلام اور قمقام الاسلام لکھی۔ سرور المحزون کو اردو میں نظم فرمایا۔ تو گوہر مخزون نام رکھی۔ مولوی

Marfat.com

سید محمد علی صاحب نے سرور المحزون کو فارسی میں نظم کر کے جلاء العیون نظم کر ڈالی۔ سید احمد حسن سیماب نے فتوحات واقدی کا فارسی ترجمہ کر کے محاربات الابرار لکھی۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ کیا۔ تو شوکت الاسلام نامی ضخیم ترجمہ تیار ہو گیا۔

پھر علماء ہی پر موقوف نہیں تھا۔ بلکہ اس دور میں یہ جذبہ اس قدر عام تھا۔ کہ نواب محمد علی خاں کا ایک داروغہ عبداللطیف نامی جو معمولی لکھا پڑھا انسان تھا۔ اس نے معراج نامہ مکمل نظم کر ڈالا۔ اور نواب کی خدمت میں پیش کیا۔

یہ سلسلہ نواب محمد علی خاں کی زندگی تک برابر جاری رہا۔ کوئی علی نامہ لکھ کر پیش کر رہا ہے تو کوئی نبی نامہ اور جنگ نامہ، کوئی سیر منظوم لا رہا ہے تو کوئی نظم السیر، کوئی سیرت مرتضوی لکھ رہا ہے تو کوئی شوکت صدیقی۔

غرض اس موضوع پر بیسیوں کتابیں تصنیف ہوئیں۔ اور سیرت کا ایک اچھا ذخیرہ فارسی اور اردو میں تیار ہو گیا۔

نواب محمد علی خاں کے انتقال سے ٹونک میں تصنیف و تالیف کا دور بھی تقریباً ختم سا ہو جاتا ہے۔ نواب ابراھیم علی خاں کے دور میں اگرچہ تصنیف و تالیف اور علمی ترقی کا زیادہ موقع نہیں آیا۔ لیکن سیرت پاک اور حب رسول نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ یہ جذبہ موصوف کو اجداد و اسلاف سے ورثہ میں ملا تھا۔ اس لئے عمر بھر موصوف پر یہ جذبہ کار فرما رہا۔

آپ نے میلاد النبی کے نام سے ایک ضخیم کتاب تیار کرائی جو سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس دور کے درباری علماء۔ اس کتاب کی تیاری میں شریک تھے۔ سیرت و مغازی کی تمام کتابوں سے مدد لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ترتیب دیے گئے اور ہر سال

Marfat.com

ماہ ربیع الاول میں میلاد کے طرز پر سات روز تک محفلیں قائم ہونے لگیں جن کا انتظام سرکاری طور پر کیا جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب عام نہیں ہوئی۔ بلکہ دربار میں محفوظ رہی جس کی ہر سال قرأت ہوتی ہے۔ اس کا ایک نسخہ سات جلدوں میں حضرت والد مرحوم مولوی قاضی محمد عرفان خاں صاحب ناظم شرعیت کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

نواب **ابراهیم علی خاں** صاحب متخلص بہ **خلیل** نے اپنے ذوق و شوق کے پیش نظر اس سلسلہ میں مزید متعدد میلاد تیار کرائے جو ریاست میں محفوظ ہیں **میلاد خلیل** بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو عام ضروریات کے پیش نظر ترتیب دیا گیا تھا اور کئی بار شائع ہو چکا ہے۔

یہ اتفاقی امر ہے کہ نواب **محمد علی خاں** مرحوم جو مروجہ محافل کے متفق نہیں تھے صفر ۱۳۱۲ھ میں ان کا انتقال **بنارس** میں ہوا اور اسی سال **ٹونک** میں ریاست کی طرف سے ماہ ربیع الاول میں جشن میلاد النبیؐ کی پہلی محفل قائم کی گئی۔ اور اس وقت سے اب تک ہر دور میں یہ محفلیں برابر ذوق و شوق سے قائم کی جا رہی ہیں۔ ان کی تفصیلات **ٹونک** کے **جشن میلاد النبی کی ایک جھلک** نامی کتابچے سے معلوم ہو سکتی ہیں جو مولوی سید منظور احسن صاحب برکاتی نے ۱۹۶۰ء میں ترتیب دیا اور گزشتہ سال **الجمعیت پریس دہلی** میں طبع ہو کر شائع ہوا۔

بہرحال نواب محمد علی خاں کے فطری ذوق ادبیات ٹونک میں [illegible] فارسی و عربی محمدی پر نظم و نثر میں جو کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ان کتابوں کی تفصیل [illegible] بیان کی جا رہی ہے تاکہ مضمون کی افادیت میں اضافہ ہو اور قارئین کرام بھی پوری طرح اس سے استفادہ کر سکیں۔

فتوح الاسلام منظوم فارسی (تکملہ صولت فاروقی)

صولت فاروقی مرزا **محمد خاں** نورانی ترکمان متخلص بہ آشوب کی

نظم کردہ ہے جس میں فتوحات واقدی کو بزمانہ نواب آصف الدولہ بن شجاع الدولہ نظم کیا گیا ہے آپ آخوند نورانی الاصل تھے اور شاہ محمد وزیر کے مرید تھے۔ نواب آصف الدولہ کے زمانہ میں ہندوستان آئے شاعری میں بے بدل اور سواری و نیزہ بازی میں ید طولیٰ رکھتے تھے اہل تشیع و روافض سے سخت دشمنی تھی اسی سے متاثر ہو کر خلیفہ اول و دوم کی فتوحات کو شاہنامہ فردوسی کے مقابلہ میں لکھنا چاہا۔ چنانچہ فتوحات واقدی فارسی سے واقعات اخذ کر کے صولت فاروقی لکھی، یہ کتاب مطبع محمدی اعظم گڑھ میں طبع ہو چکی ہے جس کے صفحات (۶۵) ہیں

اولہ بنام خداوند حی احد الخ

اس دور میں جب اس کتاب کی قدرے اشاعت ہوئی تو مخالفوں کے دل گرمائے۔ اور آصف الدولہ کے دربار میں شکایتیں شروع ہو گئیں حسن رضا خاں اس میں پیش پیش تھے جنہیں بادشاہ نے بلا بھیجا جب آپ سے جوابات سنے تو خفگی کے بجائے انعام و اکرام سے مالا مال کیا پھر مخالفوں نے انھیں ہلاک کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہوئے[1]۔

فتنۂ نادر شاہی میں اس کتاب کے بعض اجزاء ضائع ہو گئے۔ غزوۂ حلب تک کا کچھ حصہ نواب محمد علی خاں کو دستیاب ہو گیا۔ موصوف کو یہ کتاب بہت پسند آئی اور آپ نے فوراً ہی اس کی تکمیل کی ٹھان لی چنانچہ اس کتاب کو نظم کرانے کے لئے متعدد علماء کی خدمات حاصل کی گئیں اور کتاب کے مختلف حصے مختلف حضرات نے تیار کئے۔

اس طرح خلفاء اربعہ کی پوری فتوحات کو نظم کرایا اور شاندار طریقہ پر کرایا صولت فاروقی چونکہ شاہنامہ فردوسی کے طرز پر لکھی گئی تھی لہٰذا اس کا تکملہ یعنی فتوح الاسلام بھی اسی طرز پر نظم کرائی گئی۔ تاج العلماء قلزم علوم مولانا نجف علی صاحب جھجری، محقق العلماء مولوی عبدالکریم صاحب عسکری، سلطان الشعراء حکیم سلطان محمود خاں گرامی، مدقق العلماء

---

[1] مقدمہ فتوح الاسلام۔ مخطوط

مولوی مفتی نورالحق صاحب جشتہ اور مولوی محمد حسن خاں ملیح آبادی وغیرہ نے اس کو نظم کرنے میں خاص حصہ لیا۔

یہ کتاب چھ جلدوں پر مشتمل ہے اور ہر جلد میں کئی کئی پارے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

جلد اول :- یہ جلد تین پاروں پر مشتمل ہے۔

پارہ اول	کتاب الردۃ	ہر دو پارے مولانا نجف علی تعالیٰ دانش جھجر کے نظم کردہ ہیں
پارہ دوم	فتوح العراق	
پارہ سوم	فتوح الشام :- یہ پارہ دراصل صمصام خاں روشنی ہی کا حصہ ہے جو مرزا احمد خاں آشوب کا نظم کردہ ہے مولوی عبدالکریم صاحب لونی نے اس حصہ پر نظر ثانی کی اور مولوی عبدالاحد صاحب نے اس میں کافی اضافہ کر دیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے اس جلد کے ساتھ ایک مفصل مقدمہ مرتب کر کے شامل کیا جس میں رؤسائے ٹونک، فتوح الاسلام کی ترتیب اور اس کے ناظمین کے حالات بھی بیان کئے گئے ہیں۔	

جلد دوم :- یہ بھی تین پاروں پر مشتمل ہے :-

ملہ قاضی عظیم الدین صاحب جھجری کے بیٹے تھے ہندوستان کے مشہور قابل علماء میں سے ہیں نواب فوجل خاں سے ... علمی قابلیت میں محسود زمانہ اور تحافت السنہ فارسی میں مہارت تامہ رکھتے تھے ... کے مالک ہیں۔ بروایت نزہت الخواطر ۱۲۸۵ھ میں انتقال ہوا (تذکرہ علماء ٹونک مخطوط مرتب ...)

ملہ مرزا احمد خاں کے بیٹے نہایت ذکی الطبع عربی، فارسی ... اور اردو کے بڑے منشی اور جلد نویسی ... واقف تھے۔ صاحب تصانیف ہیں۔ ۱۳۰۴ھ میں انتقال ہوا۔

سلہ حاجی ... کے بیٹے اور منشی محمد فائق، مصنف انشائے فائق ... اور نازک خیال تھے نواب محمد علی خاں نے آپ کو "خوش سخن" کا خطاب دیا تھا ...

Marfat.com

پارہ اول فتوح الشام - یہ پارہ مولانا نجف علی خاں کا نظم کردہ ہے اس جلد کے دو مقدمے لکھے گئے - ایک مقدمہ خود مولانا نجف علی خاں نے لکھا اور دوسرا مقدمہ مولانا عبداللہ خاں[۱] صاحب نے لکھ کر شامل کیا ہے ہر دو مقدمات میں بھی اس سلسلہ کی پوری تفصیلات ہیں

پارۂ دوم فتوح المصر - یہ پارہ مولوی محمد حسن خاں[۲] ملیح آبادی کا نظم کردہ ہے -

پارۂ سوم فتوح العجم و دیار بکر و ربیعہ وغیرہ - یہ پارہ حکیم سلطان محمود خاں[۳] گرامی کا نظم کردہ ہے

جلد سوم :- یہ جلد بھی بلحاظ مضمون دراصل جلد دوم سے متعلق ہے جو حضرت عمرؓ کے زمانہ کی باقی، فتوحات عجم و ایران وغیرہ پر مشتمل ہے اس کے ناظم مولوی احمد علی ہیں -

جلد چہارم :- یہ جلد بھی جلد دوم سے متعلق ہے اس حصہ کو مولوی نور الحق[۴] صاحب خستہ نے نظم

---

[۱] محمد صدیق خاں بن احمد خاں شہباز خیل کے بیٹے تھے - اجداد مقام بھکرا ضلع بنوں کے رہنے والے تھے مولانا حیدر علی مولوی امام الدین بقیۃ المحدثین شیخ محمد تھانوی وغیرہ سے تلمذ تھے - نواب محمد علی خاں نے آپ کو "مولانا" کا خطاب دیا - نواب صاحب کے انتقال کے بعد آپ بنارس سے ٹونک تشریف لے آئے اور یہاں سرگوایا تشریف لے گئے وہیں ۱۳۲۲ھ میں انتقال ہوا - متعدد تصانیف یادگار ہیں - (تذکرہ علماء ٹونک)

[۲] مولوی محمد علی صدر چودی کے بیٹے تھے ہمیشہ نواب محمد علی خاں سے متعلق رہے اور موصوف کی زندگی میں آپ بھی بنارس رہے نواب صاحب کے انتقال کے بعد ریاست ٹونک سے پنشن ہو گئی - اور آپ خانہ نشین ہو گئے

[۳] دہلی میں پیدا ہوئے وہیں تربیت پائی گردش زمانہ سے مجبور ہو کر ۳۰ سال کی عمر میں ٹونک تشریف لے آئے اور یہیں سکونت اختیار کی - نواب محمد علی خاں نے قدر افزائی فرمائی - نواب کی طرف سے مسیح الدولہ اعجاز الملک سلطان الشعراء مظفر جنگ کا خطاب ملا تھا - ۱۳۱۲ھ میں انتقال ہوا (تذکرہ علماء ٹونک)

[۴] مولوی خیر الدین صاحب شیرکوٹی کے پسر تھے ۱۲۷۳ھ میں ٹونک میں پیدا ہوئے - علوم سے فارغ ہو کر نواب محمد علی خاں سے متعلق رہے تصنیف و تالیف میں مشغول رہا کرتے تھے - نواب نے مدقق العلماء کا خطاب دیا جس کے آپ صحیح مستحق تھے - نواب کے انتقال کے بعد بنارس سے ٹونک تشریف لے آئے اور عدالت شریعت کے مفتی مقرر ہوئے - ۱۱ر دسمبر ۱۹۱۷ء کو ٹونک میں انتقال ہوا - (تذکرہ علماء ٹونک)

Marfat.com

کیا ہے

جلد پنجم　یہ جلد فتوحات عثمانیہ پر مشتمل ہے

جلد ششم　یہ جلد فتوحات حیدریہ پر مشتمل ہے

اس مجموعہ میں محاربہ حلب کے بعد کا کچھ حصہ مولوی سید احمد علی شباب[1] کا نظم کردہ ہے۔ فتوح الاسلام کے دو مجموعے (ایک سلسلہ چھ جلدوں میں اور دوسرا سلسلہ آٹھ جلدوں میں) کتب خانہ ٹونک میں قلمی شکل میں محفوظ ہیں۔

ان کے علاوہ تین چار متفرق جلدیں بھی ہیں اکثر حصے مسودات کی شکل میں ہیں جو نواب محمد علی خاں صاحب کے کاتبوں کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں بعض حصص ۱۲۹۴ھ سے ۱۳۰۰ھ تک لکھے گئے بعض حصے اصل مسودات ہیں اس کتاب کا کوئی جزو ابھی تک طبع نہیں ہوا

فتوح الاسلام کے علاوہ جن حضرات نے اسلام کی فتوحات کو اردو یا فارسی میں نظم کیا ہے یا ان واقعات کو نثر میں ترتیب دیا ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

حسام الاسلام فی فتوحات سید الانام (منظوم اردو)

اس کتاب کے ناظم سید عبدالرزاق کلامی[2] ہیں اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات و فتوحات کو اردو میں نظم کیا گیا ہے یہ کتاب ۱۳۲۲ھ میں مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہو چکی ہے صفحات ۲۲۰ ہیں اس کتاب پر استاد آبرو اور مولانا شبلی نعمانی تک نے اپنی تقریظیں اور تاریخیں لکھیں

---

[1] سید محمد علی واعظ رامپوری بہادر مولانا حیدر علی رامپوری ٹونکی کے بیٹے ہیں ۱۲۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۱۶ھ میں ٹونک میں انتقال ہوا۔ خداداد قابلیت و صلاحیت کے مالک تھے کتب سیر و تاریخ کا ہمیشہ سے شوق تھا نواب محمد علی خاں سے ہمیشہ متعلق رہے۔ صاحب تصانیف و تراجم ہیں　(تذکرہ)

[2] آپ سید احمد شہید کے بھانجے سید حمید الدین حمیدی کے پوتے ہیں ۱۲۶۵ھ میں ٹونک میں پیدا ہوئے بڑے بزرگ اور دین دار انسان تھے۔ نظم سے بڑا لگاؤ تھا۔ ۱۰ فروری ۱۹۱۶ء م ۱۳۳۴ھ بروز جمعہ ٹونک ہی میں انتقال ہوا متعدد تصانیف آپ کی یادگار ہیں　(تذکرہ علماء ٹونک)

Marfat.com

اول:- الٰہی تو ہے نامی بے گماں الخ

صمصام الاسلام منظوم فتوح الشام (اردو)

مجاہدات الاخیار - اس کا تاریخی نام ہے حافظ عبدالرزاق کلامی اس کے ناظم ہیں۔ فتوح الشام کو اردو میں نظم کیا گیا ہے ۱۳۱۲ھ میں اعظم المطابع جون پور میں طبع ہوئی ۴۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

اول:- سرنامہ ہے نام اللہ کا الخ

قمقام الاسلام منظوم فتوح بہنسا (اردو)

سید عبدالرزاق کلامی کی مرتبہ ہے۔ ۵ صفحات پر مشتمل ہے اعظم المطابع جون پور میں ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوئی۔

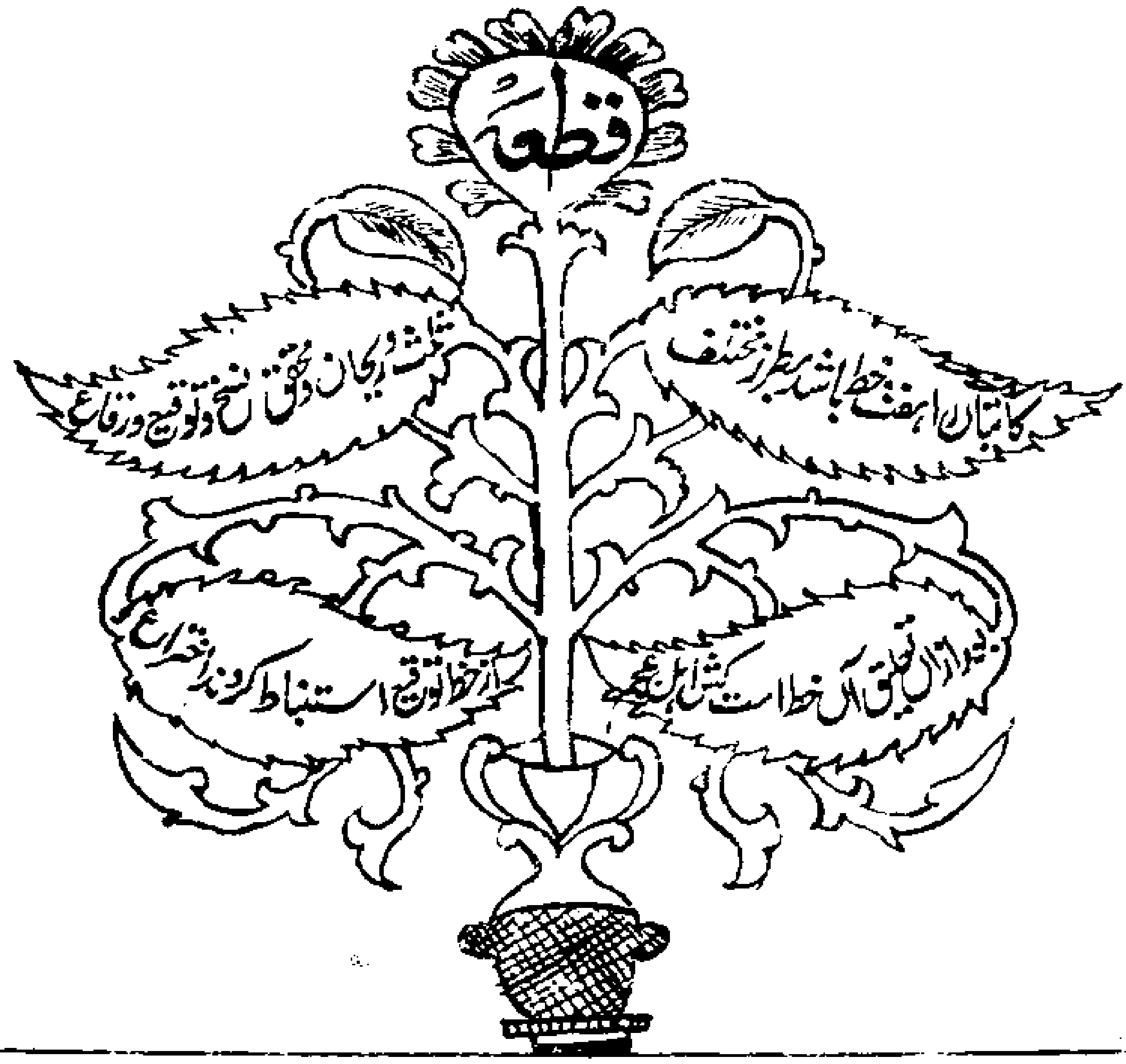

Marfat.com

مولوی حکیم محمد عمران خاں صاحب بی، اے

قسط دوم

فن سیرت اور ٹونک [لہ]

سیر منظوم (فارسی)

اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ عربی فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک میں محفوظ ہے نہایت ہی خوشخط و مجدول، لوح کتاب مطلّا و مینا کار آسمانی، آخر سے ناقص ہے اسی وجہ سے ناظم کتاب کا پتہ نہیں چلا۔ البتہ آغاز کتاب میں مرتب نے ظاہر کیا ہے کہ نواب محمد علی خاں نے سیرت کی ایک ناقص کتاب برائے تکمیل مجھے دی آپ کے حکم کی تعمیل میں اس کی تکمیل کی اور سیر منظوم اس کا نام رکھا۔ اب تک طبع نہیں ہوئی ہے۔

اولہ:۔ ثنا و ستائش خدا را سزا است۔ الخ

سیرت احمدی (اردو)

نظم السیر اس کا تاریخی نام ہے مولوی محمد یار خاں [ہ] امی اس کے ناظم ہیں۔ صاحبزادہ محمد احمد خاں کے کہنے سے اسے نظم کیا گیا۔ یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اول میں سال دوم

لہ مطبوعہ برہان دہلی - اپریل ۱۹۶۶ء

ہ مولانا محمد طاہر صاحب کے بیٹے اور مولوی محمد حسین خاں جن کی مسند درس علم سے ٹونک میں آباد تھی ان کے بڑے بھائی تھے۔ بڑے بزرگ اور روسائے ٹونک کی نظر میں بہت معزز و محترم تھے۔ امی تخلص فرماتے تھے ٹونک میں انتقال ہوا۔ چند تصانیف یادگار ہیں (تذکرہ علمائے ٹونک)

Marfat.com

ہجری تک کے حالات ہیں اور جلد دوم میں تیسرے سال کے واقعات شروع ہوئے ہیں اب تک طبع نہیں ہوئی۔

اولہٗ :۔ کروں حمد کیا تیری یا ذا الجلال الخ

نبی نامہ (منظوم فارسی) (حملۂ احمدی)

اس کتاب کا دفتر دوم و سوم کسی صاحب کا نظم کردہ تھا۔ اس کا دفتر اول نواب محمد علی خاں نے سید جلال شاہ صاحب لکھنوی سے نظم کرا کے یہ کتاب مکمل کرائی اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ بھی کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے جس کے کاتب مولوی عبد اللہ صاحب پنجابی ٹونکی ہیں۔ اور ربیع الاول ۱۲۵۳ھ کا لکھا ہوا ہے ۱۳۰۱ھ میں نواب محمد علی خاں نے مطبع مفید عام آگرہ میں یہ کتاب طبع کرائی جو تین جلدوں پر مشتمل ہے

اولہٗ :۔ سپاسے کہ مرأت صدق و صفا است۔ الخ

جنگ نامہ (منظوم فارسی)

اس کتاب کے ناظم آصف ہیں اور بزمانہ شاہ عالم یہ کتاب نظم کی گئی جو حضور کے غزوات اور حضرت عمرؓ کے زمانہ تک ...کی فتوحات پر مشتمل ہے۔ نواب محمد علی خاں صاحب نے ۱۲۹۹ھ میں مطبع مفید عام آگرہ میں یہ کتاب طبع کرائی اس کا ایک قلمی نسخہ بھی کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

اولہٗ :۔ خدایا۔ دلم باخرد یار کن۔ الخ

علی نامہ (منظوم اردو) (ذو الفقار علی)

اس کے ناظم مولوی ابو المحسن صدیقی نانوتوی ہیں موصوف نے ابتدائی خلیفہ اول و دوم کی فتوحات کو فارسی میں نظم کیا تھا جس کا نام "شمشیر اسلام" عرف "حرب نامہ" تھا اس میں ساڑھے تین ہزار اشعار تھے۔ پھر نواب محمد علی خاں کے فرمانے سے موصوف نے خلیفہ سوم کی فتوحات کو

Marfat.com

فارسی میں نظم کرنا شروع کیا لیکن اس کی تکمیل سے قبل حضرت علی کی خلافت کے حالات اردو میں نظم کر کے یہ کتاب تیار کی جو مطبع اختر ہند میں طبع ہو چکی ہے اور ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

اولہ :- قلم نے جو تحریر کی ابتدا ہے الخ

معراج نامہ (منظوم اردو)

اس کے ناظم عبداللطیف داروغہ ساکن محلہ قافلہ ٹونک ہیں جو نواب محمد علی خاں کے داروغہ تھے رضوان تخلص تھا۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

اولہ :- اے خداوند دو عالم ذوالجلال الخ

مناقب الابرار (منظوم فارسی)

چند قصائد کا مجموعہ ہے جو سید احمد علی سیماب نے خلفاء اربعہ و ائمہ کی مدح میں لکھے ہیں ۱۳۱۴ھ میں یہ کتاب مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہوئی ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

اولہ :- لالہ گوں عشاق را اشکے کہ در زنہم تر است الخ

محاربات الابرار مع الملاحدۃ والاشرار

فتوحات واقدی کا فارسی ترجمہ ہے مولوی احمد علی سیماب اس کے مترجم ہیں جو منتوح الاسلام کی ترتیب میں بھی شریک تھے اس سلسلہ میں فتوحات واقدی کا اردو ترجمہ شروع کیا اس کی تکمیل سے قبل یہ فارسی ترجمہ لکھ ڈالا مترجم کا اصل مسودہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔ اس ترجمہ کا ابتدائی حصہ آپ نے واقعہ یرموک تک تیار کیا تھا کہ مصروف ہو گئے مشاغل نے مزید کام کا موقع نہیں دیا ۱۳۰۹ھ میں ثانیاً آپ نے اس کی تکمیل کی کتب خانہ ٹونک میں اس ترجمہ کا جس قدر حصہ محفوظ ہے وہ ابتدا از فتوح شام سے "ذکر نزول کردن" ہرقل تک ہے یہ ترجمہ ابھی تک طبع نہیں ہوا ہے۔

Marfat.com

شوکت الاسلام (اردو)

فتوحات واقدی کا اردو ترجمہ ہے مترجم مولوی سید احمد علی تیماب ہیں یہ ترجمہ تین دفتروں پر مشتمل ہے حصہ اول میں غزوات النبیؐ ہیں۔ یہ حصہ معارک الاسود مع الاعدا والحسود کے نام سے موسوم ہے اور ۱۲۸۷ھ میں مطبع نظامی کانپور میں طبع ہو چکا ہے ۲۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ فتوحات شام پر مشتمل ہے اس کا نام نصب الاعلام فی فتوحات الشام ہے۔ تیسرے حصہ میں عجم و عراق کی فتوحات ہیں اور اس کا نام ترتیب البراق فی فتوح امصر و العراق ہے یہ دونوں حصے بھی مطبع نظامی میں اسی دور میں طبع ہو چکے ہیں حصہ دوم کے صفحات ۲۸۲ ہیں اور حصہ سوم ۲۰۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

شوکت صدیقی (فارسی)

اس کے مرتب مولانا نجف علی خاں جھجری ہیں موصوف نے نواب محمد علی خاں کے فرمانے سے کتاب الردت کو جو فتوح الاسلام کا ایک حصہ ہے نظم کیا تھا یہی حصہ آپ نے نثر میں بھی ترتیب دیا اور اس کا نام شوکت صدیقی رکھا اس کتاب کا اصل مسودہ مرتب کے قلم کا لکھا ہوا کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے

اولہ :- الحمد للہ الذی خلق کل شیءٍ فھدیٰ الخ

سیرت مرتضوی (فارسی)

مولانا نجف علی خاں کا مرتبہ ہے حضرت علیؓ کے واقعات کو اس کتاب میں شرح سے ترتیب دیا گیا ہے۔ سیرت مرتضوی اور ھل یُنجیھا یدیھا کے نام سے موسوم ہے اس کتاب کا قلمی نسخہ ٹونک کے کتب خانہ میں محفوظ ہے جو ۲۱ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ کو کاتب محمد زمان بن محمد امان نے لکھا۔

Marfat.com

اولہ:- الحمد للہ العلی العظیم والصلوۃ والسلام الخ

امیر التیسیر فی سیر خیر البشر (عربی)

مولوی بہادر علی دہلوی شاگرد شاہ عبدالعزیز صاحب المتوفی سنہ ۱۲۳۰ھ اس کے مصنف ہیں۔ نواب میر خاں والیٔ ٹونک کی مناسبت سے اس کا نام امیر التیسیر رکھا۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے جس کے کاتب مصنف کے شاگرد مولوی عبدالحمید ٹونکی داماد نواب وزیر الدولہ ہیں۔ ۸ شوال سنہ ۱۲۵۱ھ تاریخ کتابت ہے اس نسخہ کے آخر میں مصنف کی تصدیقی عبارت، دستخط اور مہر ثبت ہے۔ یہ نسخہ بہت اچھا ہے یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی ہے

اولہ:- الحمد للہ الذی انزل علی افضل البشر الخ

اخبار الابرار (ملقب بہ ہدیۂ امیریہ فارسی)

اس کتاب کے مرتب مولوی محمد عبدالسلام بن شمس العلماء عبدالحق بن محمد معروف بہ اسعد بن حافظ عبدالجلیل ہاشمی عباسی بدایونی ہیں۔ جو نواب احمد علی خاں والیٔ رامپور کی طرف سے بلاسپور کے قاضی رہے ہیں اور ۱۲۲۵ھ میں اس سے سبکدوش ہوئے۔

یہ کتاب تین طبقوں پر مرتب ہے۔ طبقۂ اول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ طبقۂ دوم میں خلفاء راشدین اور ائمہ مجتہدین کے مختصر حالات ہیں طبقۂ سوم میں مصنف کے اصحاب صوفیہ کا ذکر ہے خاتمہ میں مصنف نے مختصراً اپنا نسب اور نشو و نما بھی بیان کیا ہے۔

اس کتاب کا نام ابتداءً اخبار الابرار رکھا گیا تھا لیکن جب اسے نواب میر خاں کے نام پر معنون کیا گیا تو ہدیۂ امیریہ اس کو لقب دیا گیا۔ اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے جو ۱۱ رجب سنہ ۱۲۴۱ھ کا مکتوبہ ہے کتاب کے اول میں مصنف کی نظم کی کچھ عبارت بھی درج ہے جس پر مصنف کے دستخط ہو رہے ہیں

Marfat.com

قرۃ العیون شرح سرور المحزون فی ترجمہ نور العیون (اردو)

نور العیون فی تلخیص سیر الامین المامون عربی، ابن سید الناس کی مصنفہ ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کا فارسی ترجمہ کیا تھا۔ اور اس کا نام سرور المحزون فی ترجمہ نور العیون رکھا تھا نواب محمد علی خاں نے سرور المحزون کی ایک مفصل اردو شرح ترتیب دینا چاہی اور زمانۂ ولیعہدی سے اس کی ترتیب شروع کردی چنانچہ کافی ضخیم شرح تیار ہوگئی

اس کتاب کی دو جلدیں جو دس حصوں پر مشتمل ہیں بتفصیل ذیل طبع ہو چکیں کتاب کا باقی حصہ جو گیارہ جلدوں پر مشتمل ہے اور غیر مرتب حالت میں ہے کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے اس میں وہ جلدیں بھی شامل ہیں جو نواب محمد علی خاں نے دیگر علماء سے بطور تتمہ تصنیف کرائیں جن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے حالات ہیں جو حصہ طبع ہو چکا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

جلد اول:۔ یہ جلد چھ حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول ابتداءً مطبع محمدی ٹونک میں بحکم نواب ابراہیم علی خاں طبع ہوا تھا پھر ہر شش حصص ۱۲۹۶ھ مطبع علوی لکھنؤ میں طبع ہوئے حصۂ اول و پنجم و ششم مطبع مفید عام آگرہ میں بھی طبع ہوئے ہیں۔

جلد دوم:۔ یہ جلد چار حصوں پر مشتمل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے لے کر سماع اموات تک اس جلد میں بیان ہے اس کے بعد کا حصہ غیر مطبوعہ ہے اس جلد کا حصۂ اول و دوم ۱۳۵۵ھ میں، حصۂ سوم ۱۳۵۶ھ میں، اور حصۂ چہارم ۱۳۵۷ھ میں نواب سعادت علی خاں والئ ٹونک کے حکم سے سعادت پریس ٹونک میں طبع ہوئے۔

کحل العیون شرح قرۃ العیون (اردو)

قرۃ العیون کی تصنیف کے بعد نواب محمد علی خاں نے اس کی یہ شرح، ترتیب دینا چاہی۔ لیکن صرف تین جلدیں مرتب ہو سکیں جن کے مسودات کتب خانہ ٹونک

Marfat.com

میں محفوظ ہیں۔ یہ مسودات ۱۲۹۵ھ کے مکتوبہ ہیں اس کتاب کی جلد ثالث نواب محمد علی خاں نے مولوی سید عبداللہ شاہ صاحب سے تصنیف کرائی۔

کتب سیر کی اس ترتیب کے سلسلہ میں بعض حضرات نے "سرور المحزون" کو فارسی و اردو میں نظم کرنا چاہا مولوی سید محمد علی صاحب نے اسے فارسی میں نظم کیا اور سید عبدالرزاق کلامی نے اسے اردو میں نظم کیا، ہر دو کی تفصیل یہ ہے۔

جلاء العیون نظم سرور المحزون (منظوم فارسی)

مولوی سید محمد علی[1] صاحب اس کے مرتب ہیں۔ مولوی عبداللہ[2] صاحب پنجابی ٹونکی نے فارسی ہی میں اس کا ایک حاشیہ بھی لکھا ہے یہ منظومہ مع حاشیہ ۱۲۹۲ھ میں مطبع علوی لکھنؤ میں طبع جس کے صفحات ۱۵۰ ہیں۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ بھی ٹونک کے کتب خانہ میں محفوظ ہے جو ۱۲۹۳ھ کا مکتوبہ ہے۔

اولہ :- حمد خداوند جان آفریں ... الخ

اول حاشیہ :- ابتدا کردہ بسم اللہ ... الخ

گوہر مخزون نظم سرور المحزون (منظوم اردو)

اس کے ناظم سید عبدالرزاق کلامی ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۱۲ھ میں مطبع مفید عام آگرہ میں طبع ہوئی۔ صفحات ۱۵۴ ہیں۔ اس کے آخر میں آپ کی نعتیہ غزلیں مخمس وغیرہ بھی شامل ہیں اور ایک منظوم رسالہ بھی ہے جس میں مرشد کی شناخت بیان کرکے اپنے شیخ اور شیخ الشیخ کے کچھ حالات لکھے گئے ہیں۔

---

[1] سید علی السبحان کے بیٹے اور سید احمد شہید کے خواہرزادے تھے "خزان احدی" کے مصنف ہیں۔ نہایت عابد و زاہد اور قانع مزاج تھے سادہ اور فقیرانہ زندگی بسر کیا کرتے تھے ۱۲۶۷ھ میں ٹونک ہی میں انتقال ہوا۔

[2] فتوح الاسلام کا ایک مقدمہ آپ ہی نے ترتیب دیا ہے۔

Marfat.com

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کی ایک کڑی حلیۃ النبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی ہے اس دور کے حضرات نے اس طرف بھی پوری توجہ کی اور نظم و نثر میں متعدد حلیئے مفصل و مختصر تیار ہوئے جن کی تفصیل ذیل میں بیان کی جارہی ہے۔

اللآلی المضیئۃ فی حلیۃ خیر البریۃ (فارسی)

یہ کتاب نواب محمد علی خاں نے اپنے پسر صاحبزادہ عبدالوہاب خاں صاحب سے ترتیب دلائی۔ اپنے موضوع پر نہایت مفصل کتاب ہے۔ دو بابوں پر مرتب ہے اس کتاب کا قلمی نسخہ ٹونک کے کتب خانے میں محفوظ ہے جو پانچ جلدوں پر مشتمل ہے پھر بھی آخر سے ناقص ہے ابتداء کتاب میں کتاب کی جو مختصر فہرست شامل ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس نسخہ میں باب دوم کی چار فصلیں اور ایک خاتمہ آخر سے ناقص ہے ابتدائی تین جلدوں میں باب اول ختم ہو جاتا ہے باقی دو جلدوں میں باب دوم ہے یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی ہے

الدرر المضیئۃ فی حلیۃ خیر البریۃ منظوم (اردو)

صاحبزادہ عبدالکریم خاں ٹونکی متخلص بہ شمیم اس کے ناظم ہیں تقریباً ۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور دھرم پریس لکھنؤ میں طبع ہو چکی ہے اس کا قلمی نسخہ بھی کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

اولہ:۔ لائق حمد ہے وہ رب جلیل الخ

حلیہ شریف (منظوم اردو)

اس کے مرتب صاحبزادہ عبدالکبیر خاں ہیں۔ آپ صاحبزادہ محمد منیر خاں کے بیٹے اور نواب وزیر الدولہ کے نواسے ہیں نظم بطور مسدس تیار ہوئی اور بعد ترتیب نواب محمد علی خاں کو پیش کی گئی اصل نسخہ ناظم کے قلم کا لکھا ہوا کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

اولہ:۔ متاع دین و ایمان یعنی ذکر حلیہ اقدس الخ

Marfat.com

حلیۂ مبارکہ (منظوم عربی، مترجم)

مولوی محمد حسن ملیح آبادی کا مرتبہ ہے۔ بین السطور اردو ترجمہ بھی شامل کیا تھا اور نواب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ یہ منظومہ ۱۲۹۱ھ میں اودھ پریس لکھنؤ میں طبع ہوا۔ ۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

اولہ:۔ احمد اللہ عالی الذات الخ

حلیہ شریف (منظوم اردو)

سید عبدالرزاق کلامی مرتب ہیں موصوف نے نواب محمد علی خاں کے فرمانے سے سراپا فارسی مصنفہ مولوی مشتاق احمد صاحب کو اردو میں نظم کیا ہے۔ ۴ صفحات پر مشتمل ہے ۱۲۹۱ھ میں اودھ پریس لکھنؤ میں طبع ہوا۔ قلمی نسخہ بھی کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

اولہ:۔ لکھ اے خامہ حمد و ثنائے محمد الخ

"سلک نور" فی حلیۃ النبی (منظوم)

یہ کتاب بھی ٹونک ہی کے کسی صاحب کی نظم کردہ معلوم ہوتی ہے اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔ جس کے کاتب عظیم الدین ہیں۔ آخر میں ایک مہر "اللہ نور السموٰت والارض" ثبت ہے۔

سیرت کے اسی سلسلہ کی باقی چند کتابوں کا ذکر بھی ذیل میں کیا جارہا ہے

تذکرہ شق القمر (فارسی)

مولانا نجف علی خاں تجری کی مصنفہ ہے۔ موصوف نے ۱۲۸۴ھ ہجری میں نواب محمد علی خاں صاحب کے فرمانے سے تصنیف کی مطبع حسینیہ بنارس میں طبع ہوئی۔ ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اولہ:۔ اللھم یا من خلق سبع سمٰوٰت الخ

Marfat.com

السیف الماضی لقطع القول لمنکر انشقاق القمر فی الماضی

یہ کتاب بھی نواب محمد علی خاں کے فرمانے سے تصنیف ہوئی مولوی عبداللہ صاحب پنجابی ٹونکی جن کی کچھ تصانیف سابق میں گزر چکی ہیں اس کے مرتب ہیں۔ اس کتاب میں مسئلہ شق القمر کی تحقیق کی گئی ہے۔ اور اس سلسلہ میں جو اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کے جوابات دئیے گئے ہیں۔ ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ مطبع حسینیہ بنارس میں طبع ہوئی۔

شق القمر لمعجزۃ سید البشر (اردو)

اس رسالہ کے مرتب حافظ مولوی عبداللہ بن فتح محمد بن شیخ الحاج رمضان علی مدرس مدرسہ حدیثیہ کلکتہ ہیں موصوف نے یہ رسالہ تصنیف کر کے نواب محمد علی خاں کو ہدیۃً پیش کیا۔ اصل نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔ جس کے آخر میں متعدد علماء کی تقریظات بھی شامل ہیں۔

اولہٗ:۔ الحمد للہ الذی قال اقتربت الساعۃ الخ

المرتجی بالقبول خدمتہ قدم الرسول (عربی)

مولوی عبدالمجید خاں[1] داماد نواب وزیرالدولہ کے مرتب ہیں یہ رسالہ موصوف نے نعل مبارک اور قدم مبارک کی تحقیق میں ۱۲۶۱ھ میں مکہ معظمہ میں تصنیف کیا۔ ۱۲۰ صفحات پر مشتمل ہے ۱۲۱۵ھ میں مطبع علوی لکھنؤ میں طبع ہوا۔

اولہٗ:۔ نحمدک اللھم علی ان جعلتنا من امتہ الخ

---

[1] ابوالمجد رضی الدین مولوی عبدالمجید خاں بن غلام نبی خاں بن تاج محمود ۱۲۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ مولوی بہادر علی دہلوی ٹونکی کے خاص شاگرد تھے صاحب علم اور ذی استعداد افراد میں سے تھے اسی وجہ سے نواب وزیرالدولہ نے اپنی بیٹی سے آپ کی شادی کر دی تصنیف و تالیف کی بڑی صلاحیت تھی۔ متعدد کتب و رسائل آپ کے مصنفہ یادگار ہیں۔
(تذکرہ علماء ٹونک ؟)

Marfat.com

القول السدید فی ثبوت استبراک نعل سید الاحرار والعبید فارسی

یہ رسالہ بھی مولوی عبدالمجید خاں کا مرتبہ ہے ۱۲۸۹ھ میں مطبع نظامی کانپور میں طبع ہوا۔

صفحات ۱۶ ہیں

اولہٗ:۔ الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید نا رسول اللہ الخ

ترجمۃ الادب اللؤلوی فی شرف النسب النبوی (فارسی)

اصل کتاب جلال الدین السیوطیؒ کی مصنفہ ہے نواب محمد علی خاں نے اپنے درباری علماء میں سے کسی سے اس کا فارسی ترجمہ کرایا۔ جو ٹونک کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۹۷ھ تاریخ کتابت ہے۔ نواب صاحب کے کاتب محبوب علی نے مترجم کے اصل مسودہ سے نقل کیا۔

یہ اور اس طرح کی متعدد تصانیف ہیں جو اس دور میں تصنیف ہوئیں کچھ طبع ہوئیں اور کچھ طباعت سے محروم رہیں بعض کتابیں بدقسمتی سے مسودات ہی کی شکل میں رہیں اور ان کے مبیضہ کی نوبت بھی نہیں آئی۔

اس مضمون میں چونکہ ان مساعی کا ذکر کیا گیا ہے جو نواب محمد علی خاں نے سیرت کے سلسلہ میں کیں اس لئے اس مضمون کے اختتام پر چند اہم شروح و تراجم کا ذکر کر دینا بھی خالی از فائدہ نہیں جو نواب نے اپنے دور کے علماء سے تصنیف کرائے اور ان کے شائع ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ اور اصل مسودات کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہیں۔

(۱) ایضاح المجتبیٰ ترجمہ نسائی (فارسی)

مترجم مولوی محمد حسن نانوتوی ہیں آپ نے ۱۳۰۲ھ میں نواب محمد علی خاں کے فرمانے سے یہ ترجمہ کیا۔ اصل مسودہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے طبع نہیں ہوا۔

(۲) ضبط مشکل ابن ماجہ (فارسی)

سنن ابن ماجہ کا فارسی ترجمہ ہے۔ اور مولوی محمد احسن صاحب نانوتوی کا مترجمہ ہے

Marfat.com

"ضبط مشکل ابن ماجہ" تاریخی مادہ ہے (۱۳۰۲ھ) اصل نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے طبع نہیں ہوا۔

(۳) ترجمہ سنن ابی داؤد (فارسی)

مولوی عبداللہ [illegible] مدرسہ عالیہ کلکتہ نے بحکم نواب محمد علی خاں یہ ترجمہ کیا۔ اصل ترجمہ نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے لیکن ناقص ہے طبع نہیں ہوا۔

(۴) منتہی الوفود ترجمہ و شرح ابی داؤد (فارسی)

نواب محمد علی خاں نے مولوی سید عباس علی جونپوری برادرزادہ حکیم انور علی لکھنوی اور مولوی حافظ عبداللہ مکی بن فتح محمد بن شیخ الحاج رمضان علی مدرس مدرسہ محمدیہ حدیثیہ کلکتہ سے یہ ترجمہ اور شرح تصنیف کرائی۔ نواب کے انتقال کر جانے کی وجہ سے یہ کتاب ناقص رہی اس کا مسودہ غیر مرتب شکل میں کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

(۵) ترجمہ جامع صغیر (اردو)

مولوی عبدالقیوم [illegible] مترجم ہیں یہ ترجمہ آپ نے نواب محمد علی خاں کو بغرض طباعت بھیجا تھا۔ نواب نے ترجمہ مفید عام بنانے کی غرض سے ابتداءً مولوی محمد حنیف آروی اور مولوی علی اکرم آروی کو دیا کہ اس کی اصلاح کریں اور حسب ضرورت مفید شرح کا اضافہ کریں لیکن اس کی تکمیل نہیں ہو سکی۔ اس لئے نواب نے یہ خدمت مولوی عبدالرحمن صاحب ٹونکی کے سپرد کی آپ نے شرح کو مکمل کیا۔ جو درج ذیل ہے۔ مولوی عبدالقیوم صاحب کا اصل مسودہ بھی کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔

(۶) شرح جامع صغیر (اردو)

یہ وہی شرح ہے جو مولوی عبدالرحمن ٹونکی نے مولوی عبدالقیوم صاحب کے ترجمہ کی اصلاح

لے [illegible] نواب [illegible] ٹونک [illegible] عمر زندگی گزاری [illegible]
[illegible] صاحب کے خسر ہوتے تھے [illegible] بنارس میں انتقال ہوا اور ٹونک کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ مولوی احمد حسن [illegible] آپ کے بھتیجے تھے (تذکرہ علماء ٹونک)

لہ یہ مسودہ [illegible] ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں محفوظ ہے۔ ایڈیٹر

Marfat.com

کرکے بحکم نواب محمد علی خاں ترتیب دی۔ ترجمہ از [illegible] ترتیب دیا گیا ہے اور نوادر کے ذریعہ ہر حدیث کی تشریح کی گئی ہے۔ اس طرح یہ شرح پانچ جلدوں میں مرتب ہوئی اس شرح کا ایک نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے۔ جس کے کاتب محمد علی اکرم بن محمد علی احسن ہیں ۱۹ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۰۰ھ تاریخ کتابت ہے۔

حاشیہ المحمدیہ علی النسائی (عربی)

ہندوستان کے مشہور و متبحر عالم شیخ [illegible] تھانوی حنفی ہیں یہ حاشیہ اگرچہ سنہ ۱۲۳۱ھ کا مصنفہ ہے لیکن بعد میں آپ نے اس پر نظر ثانی کی اور نواب محمد علی خاں کے نام کا خطبہ [illegible] شامل کیا۔ اس حاشیہ کا ایک ناقص نسخہ [illegible] ٹونک میں محفوظ ہے۔

بحر العلم شرح [illegible] (اردو)

شارح مولوی سید محمد [illegible] متوفی [illegible] ہیں ۱۲۹۶ھ میں نواب کے فرمانے سے یہ شرح آپ نے [illegible] بحکم نواب [illegible] کتاب میں شارح لکھتے ہیں کہ "علوم العلماء" کا ترجمہ مع [illegible] فضلا نے پہلے کیا تھا لیکن [illegible] صاحب افغانستان کے تھے اس لیے اردو محاورات کا لحاظ نہ رکھ [illegible] آپ نے یہ ترجمہ شرح ترتیب دی۔ کتب خانہ ٹونک میں اس شرح کا [illegible] "بعض فضلاء" پر اس دور کا یہ [illegible] دیا گیا ہے [illegible] ناظم عدالت شریعت ٹونک [illegible]

ضیاء الابصار ترجمہ از [illegible] (اردو)

مترجم قاضی نقیب اللہ ولایتی [illegible] خاں [illegible] ہے یہ ترجمہ بھی آپ نے نواب کے فرمانے سے کیا اور خطبہ بھی نواب کے نام [illegible] ترتیب [illegible]

Marfat.com

ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ کتب خانہ ٹونک میں محفوظ ہے جس پر ۸ محرم ۱۳۰۲ھ تاریخ کتابت درج ہے۔

قاضی نقیب اللہ ولایتی نے رسالہ اصول فقہ مصنفہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی شرح بھی نواب کے فرمانے سے عربی میں کی ہے جس کا نام "مفتاح المشکلات فی الدلائل والفرعیات" ہے اسی طرح فن فرائض میں ایک رسالہ نواب کے کہنے سے **شمع الفرائض** کے نام سے عربی میں تصنیف کیا ہے۔ ہر دو قلمی نسخے **کتب خانہ ٹونک** میں محفوظ ہیں شمع الفرائض کا نسخہ اصل مسودہ معلوم ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ بیسیوں رسائل، تراجم، شروح اور کتب ہیں جو نواب کی تحریک پر تصنیف ہوئیں اور بیسیوں ہی کتابیں ایسی ہیں جن کی طباعت کا سہرا نواب کے سر رہا جن کی اشاعت کر کے موصوف نے دین کی وہ خدمت کی ہے جو ازل سے آپ کے لئے مقدر تھی۔

خداوند برتر و بالا آپ کی مساعی قبول فرمائے اور ہمیں اجر بھی آپ کے مدارج [illegible] عطا فرمائے آمین

تجویز

منظور کردہ

آل انڈیا کانفرنس انجمن اساتذہ اردو جامعات ہند

منعقدہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء بمقام ٹونک

انجمن اساتذۂ اردو جامعات ہند کا یہ جلسہ حکومت راجستھان کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس نے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم کرکے علم ادب اور تحقیق کے راستے ہموار کر دیئے اور ان نوادرات کو جن کو حوادثات زمانہ کے باعث برباد ہو جانے کا ڈر تھا ان کو محفوظ کر دیا۔

ہمیں امید ہے کہ آئندہ بھی حکومت کا تعاون رہے گا۔ اس سلسلہ میں حکومت راجستھان کو چند امور کی طرف توجہ دلائی جائے تاکہ اردو فارسی ادب راجستھان میں ترقی کے منازل طے کر سکے۔

(۱) انجمن کے اراکین حکومت سے خواست کرتے ہیں کہ سنہری کوٹھی، چبوترے والی اور نگین کوٹھی خرید کر انسٹی ٹیوٹ کے لئے وقف کر دیا جائے، تاکہ سنہری کوٹھی میں مخطوطات کی نمائش اور حفاظت کا، چبوترے والی کوٹھی میں انسٹی ٹیوٹ اور لائبریری کا اور رنگین کوٹھی میں ہاسٹل اور انسٹی ٹیوٹ کے مہمان خانہ کا قیام عمل میں آسکے۔

(۲) اس وقت انسٹی ٹیوٹ چبوترے والی کوٹھی میں ہے۔ مگر یہ عمارت ناکافی ہے اس لئے حکومت سے درخواست ہے کہ اس کی توسیع کی جائے

(۳) اس انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام ایسے شعبوں کا قیام عمل میں آنا چاہیے جو کام کو آگے بڑھا سکیں مثلاً تصنیف و تالیف اور ان کی اشاعت کا شعبہ، کاغذ و قلم کی تیاری اور پڑھنے کا شعبہ جلد بندی کرنے

Marfat.com

مستقل اہتمام، اور ان کے لئے مشینوں کی خریداری کا انتظام کیا جائے

(۴) حکومت راجستھان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ لوگ جو ذاتی کتب خانہ فروخت کرنا چاہتے ہیں ان کی خریداری کے لئے گرانٹ دی جائے نیز مخطوطات کی خریداری کے لئے ایک علیحدہ مستقل گرانٹ دی جائے۔

(۵) راجستھان میں فرامین، دستاویز، اور مخطوطات کا جو ذخیرہ بکھرا ہوا ہے ان کو ٹونک میں لاکر یک جا کر دیا جائے۔

(۶) ایک ایسی لائبریری کا قیام عمل میں لایا جائے جو صرف مخطوطات کے لئے مخصوص ہو اور ملک کے مختلف حصوں سے مخطوطات کے فوٹو اسٹیٹ اور مائکروفلم جمع کئے جائیں۔

(۷) مخطوطات شناسی اور خوشنویسی کا ایک تعلیمی شعبہ قائم کیا جائے اور اس کے لئے وظائف اور سند کا انتظام کیا جائے۔

(۸) اہم مخطوطات کی تدوین کے لئے فیلوشپ، اسکالرشپ اور معاوضہ کا انتظام کیا جائے۔

(۹) راجستھان پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لئے فیلوشپ اور اسکالرشپ کا انتظام کیا جائے۔

(۱۰) ان تمام کاموں کے لئے اسٹاف اور روپے کی ضرورت ہے اس کا انتظام کیا جائے۔

آٹھویں سالانہ کانفرنس آل انڈیا اساتذۂ اردو جامعات ہند کی یہ تجویز بڑی جامع اور اہم تجویز ہے۔ توقع ہے کہ ہمارے صوبہ کی حکومت اپنی دلچسپی اور سابقہ روایت کے پیش نظر اس تجویز کو ضرور منظور کرے گی اور اس کی روشنی میں اس عربی فارسی ریسرچ ڈائرکٹریٹ راجستھان ٹونک کی ترقی و تحفظ کے لئے اسکیم بنائے گی اور بجٹ منظور کرے گی۔

اس تجویز میں منجملہ دوسرے اہم امور کے اس ادارے کے تحت خوشنویسی کے تعلیمی شعبہ کے قیام کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے

یہ مطالبہ نہ صرف یہ کہ بہت اہم معقول اور مفید مطالبہ ہے بلکہ فوری اور پوری توجہ کا متقاضی ہے کیونکہ فن خوشنویسی نہ صرف اس اعتبار سے ایک لطیف فن ہے کہ اس سے عربی فارسی، اردو اور دوسری زبانوں کے رسم الخط میں حسن و کشش اور جاذبیت پیدا ہو جاتی ہے بلکہ اس لحاظ سے بھی یہ ایک اہم فن ہے کہ اقتصادی اور معاشی بڑے فائدے بھی اس سے حاصل کئے جا سکتے ہیں اور یہ لطیف فن معاش کا بھی ایک اچھا ذریعہ بن سکتا ہے۔

ٹونک، راجستھان میں اپنی علمی ادبی اور ثقافتی خصوصیات کے اعتبار سے جہاں دوسرے علوم و فنون میں ایک ممتاز درجہ رکھتا ہے وہاں فن **خوشنویسی** میں بھی اس کو ہمیشہ سے ایک خاص امتیاز حاصل رہا ہے۔

یہاں ہر دور میں اس فن کے ماہر کثیر تعداد میں رہے ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ یہاں مشرقی علوم و فنون کا ہر عالم فن خوشنویسی کا ماہر ہوتا تھا۔ پورا شہر خوشخط خطاطوں اور ماہر فن خوشنویسوں سے ہمیشہ بھرا رہا ہے۔

انقلاب حالات، زمانہ کی ناقدر شناسی اور دوسرے معاشی و اقتصادی حالات کے باعث دوسرے علوم و فنون کی طرح یہ فن بھی گزشتہ ۲۰-۲۵ سال سے رو بہ زوال ہے جس کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ مستقبل قریب میں یہ فن بالکلیہ طور پر یہاں ختم ہو جائے اور آئندہ نسلیں اس سے بالکل نا آشنا رہیں۔

اس لئے بڑی ضرورت ہے کہ اس فن کی بقاء اور احیاء کے لئے **منظم طور** پر اقدامات کئے جائیں۔ اور اجتماعی طور پر فن خطاطی و کتابت کو زندہ رکھنے کے لئے باقاعدہ ٹریننگ سنٹر قائم کیا جائے اور اس سینٹر کیلئے معقول معاوضہ پر ماہر فن اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں۔ اور یہ سارے کام اسی وقت انجام پذیر ہو سکتے ہیں کہ اس ادارہ کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہو۔

Marfat.com

کتاب

فیضِ علم

ٹونک کے کتب خانے اور ان کے نوادر

تمام شد

(خواجہ پریس دہلی)

Marfat.com

حکیم محمود احمد صاحب برکاتی

کتب خانہ وزیر الدولہ ٹونک کے

چند نوادر

یادش بخیر! **ٹونک** غیر منقسم ہند کی مسلم ریاستوں میں اپنی بعض خصوصیات کی بناپر ایک ممتاز مقام کی مالک ریاست تھی۔ اس کے بانی مشہور مجاہد حریت امیر الدولہ **نواب محمد امیر خاں** (م ۱۸۳۴ء م ۱۲۵۰ھ) تھے۔ ان کے بعد علی الترتیب، وزیر الدولہ **نواب محمد وزیر خاں** (م ۱۲۸۱ھ م ۱۸۶۴ء)۔ امین الدولہ **نواب محمد علی خاں** (عزل ۱۲۸۴ھ م ۱۸۶۷ء) **نواب محمد ابراہیم علی خاں** (م ۱۳۴۹ھ م ۱۹۳۱ء) مولوی حافظ قاری **نواب محمد سعادت علی خاں** (م ۱۳۶۶ھ م ۱۹۴۷ء) **نواب محمد فاروق علی خاں** (م ۱۳۶۹ھ م ۱۹۴۹ء) اور **نواب محمد اسمٰعیل علی خاں** بالترتیب مسند نشیں ہوتے رہے۔ ۱۸۱۷ء میں ریاست کا قیام عمل میں آیا تھا اور ۱۹۴۸ء میں راجستھان میں منضم و مدغم ہوکر ایک ضلع بن گئی۔ گویا کل ۱۳۱ سال کی عمر اس ریاست کی ہوئی اس قلیل عمر میں اس چھوٹی سی ریاست نے علوم و آداب اور دین اور ارباب دین کی بڑی وقیع خدمات انجام دیں۔

مرحوم ریاست کی خصوصیات میں سے سادہ معاشرت، زندہ دلی، دینی رجحان خصوصاً علوم دینیہ کے حصول و طلب کا جذبۂ عام بطور خاص قابل ذکر ہیں اور راعی و رعایا دونوں میں مشترک۔

لہ ریاست کا کل رقبہ ۲۵۵۳ میل تھا اور انضمام کے وقت کل آبادی تقریباً چار لاکھ اور آمدنی تخمیناً چالیس لاکھ روپے سالانہ تھی۔

Marfat.com

چنانچہ ریاست اپنے آغاز قیام میں اگر ایک طرف متعدد مشاہیر معقول و منقول کی، اکابر شعر و ادب اور بکثرت صلحاء و مجاہدین کے لئے مامن و مستقر ثابت ہوئی تو دوسری طرف اپنی مختصر سی تاریخ میں علما، اطبا، حفاظ، ادباء، شعراء اور جدید تعلیم یافتہ حضرات اس کی خاک پاک سے پیدا ہوئے اس کے مہد میں زینت پائی اور وہیں رہے تو خاموشی کے ساتھ محو افادہ رہے باہر نکل گئے تو شہرۂ و قبول سے بہرہ ور ہوئے۔

حسب ذیل اکابر و مشاہیر کا تعلق ریاست سے عارضی قیام یا زمیں وقت سے استفادہ کا رہا۔ سید احمد شہید بریلوی، معلم رابع امام فضل حق خیر آبادی، مفتی محمد عوض بزرایونی، مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی مولوی نجف علی جھجری، شیخ محمد محدث تھانوی، شاہ ابو سعید مجددی، نواب صدیق حسن خاں قنوجی مرزا اسد اللہ خاں غالب، حکیم مومن خاں، نواب فقیر محمد خاں گویا، اسد لکھنوی، سید ظہیر الدین ظہیر دہلوی مضطر خیر آبادی، بسمل خیر آبادی، شمس العلماء علامہ عبد الحق خیر آبادی، مولانا سید نصیر الدین دہلوی میر عبد العلی سہسوانی، حکیم عابد علی کوثر خیر آبادی۔

حسب ذیل رجال علم و عمل نے اس سرزمین کو اپنے مستقل قیام و توطن سے زینت بخشی۔ غازی شیخ ولی محمد پھلتی، حافظ شیخ وجیہ الدین پانیپتی، مولوی خیر الدین شیرکوٹی، مولوی حیدر علی رامپوری، مولانا محمد حسن خاں (تلمیذ مفتی صدر الدین آزردہ) مولوی امام الدین (تلمیذ علامہ فضل حق) حکیم امام الدین خاں، دہلوی طبیب محلات شاہی، علامہ عبد الرحمن چشتی دکنی، مولانا محمد سورتی، مولانا علی احمد بہاری (تلمیذ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی) ابو البرکات میر دائم علی عظیم آبادی

کثرت کے ساتھ علماء و فضلاء کے استقرار و توطن کے بعد مادر وطن نے خود بھی اعیان علوم و فنون کو جنم دیا اور دیکھتے دیکھتے یہ ریاست علوم و فنون کا گہوارہ بن گئی۔ اس خاک سے پیدا ہونے والے حضرات میں سے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔
مولوی مفتی نور الحق، ابن خیر الدین شیرکوٹی، علامہ سید برکات احمد، شمس العلماء

Marfat.com

مولانا عبداللہ ٹونکی، مولانا حیدر حسن خاں، مولانا محمود حسن خاں، علامہ سید محمد احمد ہاشمی، علامہ معین الدین ٹونکی ثم اجمیری، مولوی مفتی عبدالرحیم، مولوی سید محمد عرفان، مولانا سید محمد طلحہ صاحب، سید محمد عمر حسنی، شفاء الملک حکیم نظام الدین ٹونکی ثم اجمیری، شفاء الملک حکیم سید ظہیر احمد برکاتی، علامہ سید مختار احمد ٹونکی ثم حیدر آبادی، پروفیسر محمود شیرانی، کیف ٹونکی، سیف ٹونکی، اختر شیرانی، اور مولانا حبیب اللہ خاں فضائی وغیرہم -

علوم و فنون سے اس شغف کا نتیجہ تھا - کہ ہر مسجد - اور مساجد کی کثرت بھی شاید فقید المثال تھی - لازماً مدرسہ یا کم سے کم مکتب اور طلباء کے لئے دار الاقامہ کا کام بھی دیتی تھی، ہر صحبت علمی و ادبی صحبت ہوتی تھی - مذہبی عقلی و نقلی مسائل، و نظریات یا ادبی موضوعات پر مباحثات، مناقشات، مناظرے ایسے ماحول میں کتابوں کی مانگ کا عالم کیا ہوگا؟ بس آپ تو اس کا تصور ہی کر سکتے ہیں - اور ہم نے ان آنکھوں سے دیکھا ہے -

ایک مثال سے ٹونک میں کتابوں کی کھپت اور کثرت استعمال کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ صرف شہر ٹونک میں جس کی آبادی آخر آخر میں کم و بیش پچاس ہزار ہوگی پچاس کے قریب وراق و جلد ساز تھے - ایسی ارزاں، دیرپا، اور خوشنما جلدیں کہیں اور کم ہی دیکھنے میں آئی ہیں بعض بعض وراق تو بڑے ہی ماہر تھے - کہنہ، بوسیدہ، اور کرم خوردہ مخطوطات کی جلد بندی اس اہتمام، احتیاط، نزاکت اور نفاست سے کرتے تھے - کہ حیرت ہوتی تھی -

بہر حال ٹونک چونکہ علم کا مرکز تھا علماء کا مرکز تھا - طلباء کا مرکز تھا اس لئے کتابوں کا بھی مرکز تھا - اور کتابوں کا نہیں، کتب خانوں کا مرکز تھا چھوٹے بڑے کتب خانے ایک دو نہیں دس بیس نہیں سینکڑوں تھے - ہر مدرسہ میں ایک ایک کتب خانہ، ہر عالم کے یہاں ایک کتب خانہ، ہر رئیس کے یہاں ایک کتب خانہ، اور ان میں سے دس بیس کتب خانے تو وہ تھے

Marfat.com

جن کی شہرت اپنے نوادر کی کثرت تعداد کے باعث اسلامی ممالک اور یورپ تک پہنچ چکی تھی۔

چنانچہ جس کتب خانہ کا سرسری تعارف آج ہم کرا رہے ہیں وہ **مکتبۂ وزیریہ**، **مکتبۂ وزیرالدولہ** اور کتب خانہ نواب وزیرالدولہ کے ناموں سے علماء مصر و عرب اور مستشرقین مغرب میں بھی متعارف ہے۔

یہ کتب خانہ ٹونک کے فرماں روائے دوم، وزیرالدولہ نواب **محمد وزیر خاں** (د ۱۲۸۱ھ م ۱۸۶۴ء) نے جمع کیا تھا۔ وزیرالدولہ کے جانشین **نواب محمد علی خاں** اگرچہ ایک فارغ التحصیل عالم، باقاعدہ مدرس اور صاحب تصانیف تھے مگر بعض تفصیل طلب اسباب و حوادث کی بنا پر، وہ جلد ہی معزول کر دیئے گئے۔ اس لئے یہ کتب خانہ امیر گڑھ کے قلعہ میں مقفل بلکہ مدفون رہا۔

موجودہ مسند نشین **نواب اسماعیل علی خاں** صاحب نے اسے اپنے محل میں منتقل کیا تو اس سے استفادہ کی صورت پیدا ہوئی۔ مرحوم نواب ولی احمد خاں ایم اے کے ایما و تحریک سے میں نے ۱۹۵۱ء میں اس کے نوادر کی ایک فہرست مرتب کی تھی۔ اور ان میں سے چند نوادرات کے متعلق مختصر اور ابتدائی نوٹ لئے تھے کہ ۱۹۵۲ء میں مجبوراً ہجرت ہونا پڑا۔ یہ نوٹ میرے مسودات میں پڑے ہوئے تھے۔ جناب محمد ایوب قادری سے ان کا ذکر کیا۔ تو مصر ہوئے کہ کم از کم اسی شکل میں انہیں شائع کر دو اس لئے اس تمہید کے ساتھ **کتب خانہ وزیرالدولہ** کے چند نوادر کا مختصر تعارف کرا رہا ہوں اور اب تو یہ مجموعۂ نوادر و ذخیرۂ جواہر ہندوستان کی مرکزی حکومت نے بیس ہزار روپے کی حقیر رقم کے عوض نواب صاحب سے حاصل کر لیا ہے۔

مشارق الانوار

ساتویں صدی ہجری کی نہایت مشہور اور متداول و مقبول کتاب ہے جس کو بجا طور پر برصغیر میں علم حدیث کی پہلی کتاب کہا جاتا ہے۔ بارہ ابواب میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی دو ہزار دو سو چھیالیس احادیث کا انتخاب ہے۔ اس کے جامع علامہ رضی الدین ابوالفضائل حسن بن محمد الصغانی (ولادت ۵۷۷ھ وفات

Marfat.com

۱۶۵۰ھ) ہیں۔ متن اور اس کا اردو ترجمہ کئی بار شائع ہو چکے ہیں۔

پیش نظر مخطوطہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی قراءت فرزند مصنف محمد بن حسن نے مصنف کے سامنے کی ہے۔ اس کا نمبر کتب احادیث میں ۱۷۵ ہے۔

کشف الاسرار بزدوی

علا اصول فقہ

علم اصول فقہ میں فخر الاسلام علی بن محمد بن حسین البزدوی کی معروف کتاب اصول بزدوی ہے اپنی کتاب کی خود مصنف نے **کشف الاسرار** کے نام سے شرح کی تھی یہی شرح خود بزدوی کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہے۔ اس نسخہ کی قدر و قیمت اسی خصوصیت کی وجہ سے بہت زیادہ ہے مگر مزید برآں یہ کہ مخطوطہ موصوفہ عہد عالمگیر کے نامور فاضل ملا عبد الحکیم سیالکوٹی کی ملک رہا ہے۔ ملا نے اسے آگرہ میں اٹھائیس روپے میں خرید ا تھا۔

صفحۂ اول پر خود ملا نے دست خاص سے تحریر فرمایا ہے

"کشف الاسرار شرح البزدوی فی علم اصول الفقہ۔ اشتراہ العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ الرب الکریم عبد الحکیم بن شیخ شمس الدین اللہی ثم سیالکوٹی فی بلدۃ آگرہ بمبلغ ۲۸ شاہ مرادی ۔"

کتاب پر **نواب وزیر الدولہ** اور **نواب محمد علی خان** والیان ٹونک کی مہریں ہیں۔

مکتوبات امام ربانی جلد دوم

مکتوبات امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کی دوسری جلد جس کا نام نور الخلائق ہے اور جسے خواجہ عبد الحئی نے خواجہ محمد معصوم کے ایما پر جمع کیا تھا۔ اس جلد کا یہ نسخہ خواجہ محمد معصوم نے اپنے اعادت مند اور مسلسلہ نور محمد بن شیخ پیر محمد العباس السلطان پوری کو ارسال فرمایا تھا۔ نور محمد نے

Marfat.com

اس کی تصریح کی ہے۔

"وصل ہٰذا المجلد الیٰ مالکہ الکاتب لہٰذہ الحروف المقابل لہٗ بارسال مرشدہ (خواجہ محمد معصوم) فی اول شہر ربیع الاول سنۃ خمس وستین والف من الہجرۃ (۱۰۶۵ھ)"

مالک نے اس کا مقابلہ وسط ربیع الآخر میں ختم کیا۔ یہ کتاب ۱۳۴ - اوراق (۲۶۸ صفحات) پر ختم ہوتی ہے اور ۹۹ مکاتیب پر مشتمل ہے آخری خط سیادت و ارشاد پناہ میر محمد نعمان کے خط کے جواب میں ہے۔

بحر الجواہر

علم طب کے فن لغات الادویہ میں عربی کی ایک متوسط معیاری کتاب **بحر الجواہر** ہے۔ جو اکمل المطابع دہلی، مطبع مجتبائی دہلی اور مطبع علوی لکھنؤ سے کئی بار شائع ہو چکی ہے۔

اس کتاب کو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، تاریخ ادب فارسی در عہد مغول، اور کیٹلاگ کتب خانہ ٹیپو شہید وغیرہ میں شاہ جہاں کے دبیر و طبیب یوسفی (یوسف بن محمد بن یوسف) کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ کتاب محمد بن یوسف الہروی کی تصنیف ہے۔

اس سلسلہ میں میرا ایک مضمون ہمدرد صحت کراچی میں شائع ہو چکا ہے بہرحال **کتب خانہ وزیر الدولہ میں بحر الجواہر کا نسخہ** خود محمد بن یوسف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس طرح یہ نہایت بیش قیمت ہے۔

تحفۂ وزیریہ

خاتم الحکماء والمتکلمین علامہ عبد الحق بن فضل حق خیرآبادی فلسفۂ کلام اور منطق کے امام الائمہ تو تھے ہی۔ مگر یہ واقعہ بہت کم حضرات کو معلوم ہے۔ کہ آپ کو ان علوم کے علاوہ علم النحو سے بھی

Marfat.com

شغف تھا اور اسی شغف کا نتیجہ تھا۔ کہ آپ طبعیات اور ماوراء الطبعیات کی آخری کتابوں کے درس کے ساتھ ساتھ ایک سبق نحو کا بھی ضرور دیا کرتے تھے۔

یہی نہیں۔ بلکہ آپ نے الکافیہ فی النحو لابن الحاجب کی شرح تسہیل الکافیہ کے نام سے تحریر فرمائی تھی جو شائع بھی ہو چکی ہے اور صحیح النسبت خیرآبادی خانوادوں میں داخل درس بھی رہی ہے۔

علامہ مرحوم کا ایک دوسرا نادر الوجود رسالہ بھی اس فن میں ہے اس کا نام تحفہ وزیریہ ہے۔ حضرت علامہ ایک بار نواب وزیر الدولہ کی دعوت پر ٹونک تشریف لائے تھے اور چند سال قیام بھی فرمایا تھا۔ اسی زمانہ میں یہ رسالہ تصنیف فرما کر نواب صاحب کو عطا فرمایا تھا۔ اور اسی مناسبت کر اس کا نام تحفہ وزیریہ رکھا گیا ہے

کہنے کو تو یہ ایک مختصر کتاب ہے مگر اس کا مطالعہ کرنے والے ہی جانتے ہیں کہ یہ اختصار کس قدر جامعیت لئے ہوئے ہے۔ اور اس ایجاز میں کتنے اطناب پنہاں ہیں۔

میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل

کاش اس دور کے مدارس عربیہ بیسیوں سے بالا تر ہو کر سوچنے کی صلاحیت سے محروم نہ ہو گئے ہوتے تو یہ متن متین ان کے نصاب کا جزو ہوتا۔ اور اس طرح بہت سی متنوں کی شروح و حواشی سے بے نیاز ہو جاتی اور عہد حاضر کی تو بات ہی کیا ہے یہ تو عہد طرق مستقیمہ ڈائریکٹ میتھڈ سے درس آتی ہے اور سرے سے صرف و نحو کی تحصیل کو غیر ضروری اور لا حاصل تصور فرما لیا گیا ہے۔ خیر!

تحفہ وزیریہ کا اصل مسودہ کتب خانہ میں نہیں ہے بلکہ کسی خوشنویس کا لکھا ہوا نہایت خوشخط نسخہ ہے ممکن ہے مسودہ حضرت علامہ ہی کے پاس ہو اور انھوں نے یہ خوشخط مبیضہ نواب صاحب کو عطا کیا ہو۔

اس متن متین کی ایک نقل والد مرحوم (علامہ حکیم سید محمد احمد) نے اپنے کتب خانہ

کے لئے حاصل فرمائی تھی۔ جو خاکسار کے پاس موجود ہے۔

دستنبو

غالب کا مشہور مطبوعہ رسالہ ہے۔ یہ رسالہ غالب نے **وزیر الدولہ** کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔ اس مطبوعہ رسالہ کے ورق ۱۰۲ پر جو سادہ تھا۔ غالب نے اپنے قلم سے ایک قطعہ لکھا تھا جس کا دوسرا شعر یہ ہے۔

غالب خستہ کہ رفتارت زیاد   کہ بدیں حیلہ مگر یاد آید

یہ قطعہ غالب کے کسی مجموعۂ کلام میں شامل نہیں ہے اس کا عکس برادرم مولوی منظور الحسن برکاتی "آجکل" دہلی میں شائع کر چکے ہیں۔

قرآن مجید

قرآن مجید کا ایک مخطوطہ (خطی نسخہ) بھی کتب خانہ کی قیمت و زینت بیش از دیاد کا موجب ہے۔ اس مخطوطہ کی کتابت شاہ دین پناہ محی الدین اورنگ زیب ؒ سے منسوب کی گئی ہے خاکسار اس نسبت کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ کرنے سے معذور ہے۔

مخطوطہ:۔ الٓرٰ تلك ایات الكتٰب المبین سے

والذین هم محسنون   تک ہے

صفحہ اول پر نواب **محمد علی خاں** رئیس **ٹونک**، کی مہر اور دستخط ثبت ہیں۔

فتوائے شاہ عبدالعزیز

کتب عقائد (۲۵) میں ایک قلمی رسالہ ہے جو دراصل نواب وزیر الدولہ کے استفتاء اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فتوے پر مشتمل ہے۔ استفتاء تعزیہ داری کے سلسلہ میں ہے

اس سوال وجواب کا پس منظر یہ ہے۔کہ سرونج (علاقہ ٹونک) میں چند سنی افغانی خاندانوں نے تعزیہ داری (بلوازمہا) شروع کردی تھی،جلوسوں کی مسابقت وغیرہ میں باہم فسادات ہوئے حکومت نے دخل دیا۔تو افغانی تعزیہ دار مزاحم ہوئے لیکن والئ ٹونک نے اس گروہ کے سرداروں کو ٹونک بلاکر روک لیا۔اور اس کے بعد عملاً تعزیہ داری بند ہوگئی۔

عملاً اس لئے لکھ رہا ہوں کہ اس سلسلہ میں کوئی حکم نافذ نہیں کیا گیا۔اس لئے میرا قیاس یہ ہے کہ والئ ٹونک اور تعزیہ دار سرداروں نے شاہ صاحب کو حکم بنایا ہوگا۔اور اس مقصد کے لئے ان سے استفتاء کیا ہوگا۔

یہ فتویٰ فتاوائے عزیزیہ میں نہیں ہے۔اس لئے ابھی غیر مطبوعہ ہے۔

مکتوب عزیزی

اسی جلد میں ایک قلمی رسالہ ہے جو نواب احمد یار خاں خلف نواب ذوالفقار خاں، خلف حافظ رحمت خاں کے عریضے اور حضرت شاہ صاحب کے جواب پر مشتمل ہے۔

وصیت نامہ سید احمد شہیدؒ

فن عقائد (۳۰۰) میں ایک مجلد ہے جس میں متعدد ومختلف رسائل ہیں کوئی منطق میں ہے۔کوئی نحو میں۔ان میں تین خاص رسائل کا سرسری تعارف غالباً دلچسپی کا موجب ہوگا۔

پہلا رسالہ سید احمد شہیدؒ کا وصیت نامہ اور اجازت نامہ ہے جس کا خطاب ان تمام طالبان راہ حق و سالکان ہادئ مطلق کی طرف ہے جو موصوف سے حاضرانہ یا غائبانہ بیعت رکھتے ہیں شروع میں بیعت کے مقاصد پر گفتگو فرمائی ہے اس کے بعد تحریر فرمایا ہے۔کہ اساس شریعت مصطفویہ دو امور پر ہے۔ **اول**:۔ترک اشتراک، **دوم**:۔ترک بدعات

ترک اشتراک:۔بیانش آں کہ ہیچ کس را از جن و ملک و پیر و مرید و استاد و شاگرد

Marfat.com

دنبی وولی حلال مشکلات و دافع بلیات وقادر بر تحصیل منافع نداند...... ایشان را قادر بر حوادث زماں و عالم السر والاعلان نہ شمارد۔ کہ ایں امر محض کفر و شرک است۔

ترک بدعات:۔ حتی الوسع سعی ترک آں باید نمود و بعد ازاں ہر مسلمان را دعوت بسوئے آں باید کرد۔ چناں کہ اتباع شریعت فرض است ہمچنیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر فرض است"

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

طالبان حق را باید کہ ہمیں امور را پیش نظر داشتہ بایکدیگر بیعت نمایند خصوصًا سعادت انتساب مناقب اکتساب فضائل مآب رفیع الالقاب کمالات نشان نواب وزیرالدولہ محمد وزیر خاں بہادر ایدہ اللہ...... پس بذمہ ایشاں لازم است کہ اولاً ترک امور مذکورۃ الصدر نمایند۔ و قلب و قالب را متوجہ بسوئے حق کنند و اتباع شریعت غرا ظاہرًا و باطنًا پیش گیرند و تمامی اجناس اشراک و الواث بدعات را از خود دور نمایند و بعد ازاں جمیع طالبین حق را بسوئے آں ترغیب دہند انشاء اللہ کلمہ گویاں از رسوم شرک پاک خواہند شد

مکتوب سید احمد شہیدؒ

مجلہ میں دوسری دلچسپ چیز سید احمدؒ کا ایک مکتوب ہے جو وزیرالدولہ کے نام تحریر فرمایا گیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

ہر کہ بایں جانب انتسابے داشتہ باشد اور انصحًا لعباد دریں باب سعی جمیل می باید فرمود و نظر بحال خود فرمودہ ازیں کار عمدہ باز نماند و بخیال نیارد کہ من کیستم؟ تا ایں کار عظیم را سر انجام دہم۔ کہ عجیب عنایات ایزدی بحال ایں فقیر است کہ ہر کہ از منتسباں ایں جانب باشد و بہدایت و تربیت خلق مشغول شود حضرت رب العزت خود متکفل

Marfat.com

اصلاح وتربیت ادمی شود خود بر حال او نزول برکات می فرماید۔

بارہا تجربہ نمودہ ام کہ اگر کسے از منتسبان ایں فقیر تعلیم وہدایت عباد خود را گماشت اگرچہ خود او از بعضے حالات عادی باشد۔ بندگانِ خدا را ازاں منافع بسیار و فوائد بے شمار نصیب گردد۔

شجرۂ سید احمد شہیدؒ

تیسرا رسالہ سید احمد شہید کا شجرۂ طریقت ہے جو انھوں نے اپنے مرید دستر شد نواب وزیرالدولہ کو عطا فرمایا تھا۔

دلائل الخیرات

ایک اور خاص چیز جو جناب شہید کے مؤرخین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوتی اس کتب خانہ میں تھی۔ لیکن افسوس کہ وہ کتب خانہ اب اس سے محروم ہے۔ یہ ہے دلائل الخیرات کا وہ نسخہ جو شہید موصوف کے زیر تلاوت رہا تھا۔ فہرست میں اس نسخہ کے کتب خانہ میں شمول کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ

"معرفت شمس الدین بقیمت بست روپیہ خریدہ شد"

یہ نسخہ ریاست کے چوتھے رئیس نواب ابراھیم علی خاں نے اپنی ایک بیگم کو بخش دیا تھا۔ ایک نواب وزیرالدولہ تھے جنھوں نے یہ نسخہ حاصل کیا تھا۔ اور ایک نواب ابراھیم علی خاں تھے جنھوں نے اپنی بیگم کو بخش دیا۔ کتب خانہ میں دلائل الخیرات کے اور بھی نسخے تھے وہ بھی دیئے جا سکتے تھے۔ یہ یادگار اور تاریخی مخطوطہ محفوظ رہتا تو کتب خانہ کی خوبصورتی و زینت کو مضاعف ہی کرتا۔

فہرست نگار نے لکھا ہے۔

بتاریخ یکم ماہ ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ بنام نواب فردوس زمانی بیگم صاحبہ

Marfat.com

مرحمت شد۔ زبانی حافظ عبدالرحمٰن صاحب نوشتہ شد

چند اور نوادر احمدیہ

جماعت مجاہدین کے لٹریچر کی دو اور اہم چیزیں بھی اس کتب خانہ میں ہیں جن کے صرف نام ہی میری یاد داشت میں تحریر ہیں۔ مزید تفصیلات نہیں ہیں

(۱) تقریر سید احمد صاحب (کتب تصوف ع ۲۰۵)

(۲) مجموعہ خطوط سید احمد صاحب (کتب تصوف ع ۲۰۹)

مسائل فقہ (از شاہ عبدالعزیز[1])

کتب فقہ فارسی (ع ۲۰۰۸) میں ایک قلمی کتاب "مسائل فقہ" کے نام سے ہے اس میں بھی متعدد استفتاء اور فتاوٰی ہیں۔ مستفتی نواب وزیرالدولہ ہیں۔ اور مفتی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ اس مجموعہ میں سے چند فتاوٰی ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ چند فتاوٰی۔ کتاب "فتاوٰی عزیزی" میں بھی ہیں۔ اور چند فتاوٰی ایسے ہیں — جو فتاوٰی عزیزی میں ناقص ہیں اور اس مخطوطہ میں کامل ہیں۔ مثلاً

"سود دادن بحربیاں" (فتاوٰی عزیزی۔ ص ۲۸، مطبع مجتبائی دہلی)

مجموعہ رسائل تصوف

کتب تصوف (ع ۱۳۱) میں ایک مخطوطہ ہے جو ۲۳ رسائل کا مجموعہ ہے۔ یہ رسائل ابوالفضل بن مبارک کے زیر مطالعہ اور اس کی ملک رہے ہیں۔ بیشتر رسائل پر ابوالفضل کی مہر اور اس کے ہاتھ کی تحریر ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

---

[1] فتاوٰی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے سلسلہ میں بہ سبیل تذکرہ عرض ہے کہ ٹونک کے ایک اور کتب خانہ سعیدیہ (متبوضہ حکومت راجستھان) میں ع ۵۳۹ پر ایک قلمی مجموعہ "فتاوائی شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین" کے نام سے ہے جو مولوی انور علی تلمیذ مولانا حسن علی لکھنوی تلمیذ شاہ عبدالعزیز کا مرتبہ و نوشتہ ہے۔

Marfat.com

(واوین میں ابوالفضل کی عبارت منقول ہوگی)

۱:۔ رسالہ دعاء الختم علی بن ابی طالبؓ ، مہر

۲:۔ "کتاب کشف اسرار نفائس الحکم المنتخرجہ من جوامع الکلم من تصانیف الشیخ الامام الاکمل المکمل الوارث قدوۃ المحققین ابی المعالی محمد بن اسحٰق بن محمد القونوی غفر اللہ لہٗ" ۔ مہر

۳:۔ رسالۃ الانوار ۔ از ابن عربی "فیہا بیان کیفیۃ السلوک ثم کیفیۃ الوصول والتوقف بین یدیہ ۔ ثم کیفیۃ الخضوع" ۔ مہر

۴:۔ "کتاب النصوص للشیخ الفاضل المکمل الوارث صدر الملۃ والدین محمد بن اسحٰق القونوی رحمہ" مہر

۵:۔ وصیت نامہ حضرت علیؓ

۶:۔ نفثۃ المصدور و تحفۃ الشکور ۔ از شیخ صدر الدین محمد بن اسحٰق القونوی" مہر

۷:۔ رسالۃ المرشدہ للشیخ الکامل صدر الملۃ والدین القونوی ۔ فی اسرار التصوف"

دوسری عبارت :۔

وہی من الکلام ...... القونوی .. وہی الرسائل المعروفۃ بالمفاوضات التی کانت بینہٗ وبین المولیٰ .... الطوسی .... " مہر

۸:۔ "جواب مکتوب شیخ صدر الدین قونوی کہ خواجہ نصیر الدین طوسی نوشتہ اند" مہر

۹:۔ "ایں مکتوب است کہ در مرتبہ دوم شیخ صدر الدین قونوی بخواجہ نصیر الدین طوسی در جواب جواب ایشاں نوشتہ اند ۔ قدس سرہٗ" مہر

۱۰:۔ رسالہ کہ در مکتوب دوم حضرت شیخ صدر الدین قونوی اشارت فرمودہ کہ متصل بمکتوب نوشتہ بود ۔ و از اصل کتاب ۔ بایں عبارت :۔ "الرسالۃ ہی ہذا" مہر

Marfat.com

(۱۱) "مکتوب شیخ صدر الدین قونوی بخواجہ نصیر الدین طوسی" مہر

(۱۲) "جواب خواجہ نصیر الدین طوسی مکتوب سوم شیخ صدر الدین قونوی" مہر

(۱۳) "مکتوب چہارم شیخ صدر الدین قونوی درجواب ابن ماجہ (طوسی) مہر

(۱۴) مکتوب شیخ صدر الدین قونوی شیخ عفیف الدین" مہر

(۱۵) "کتاب شیخ صدر الدین قونوی بجانب ابن سبعین علیہ الرحمۃ" مہر

(۱۶) "کتاب آخر الی بعض الاخوان"

(۱۷) "رسالہ المرشدہ للشیخ الکامل الوارث المحقق صدر الملۃ والدین رضی فی التصوف" مہر

(۱۸) "الرسالہ للشیخ صدر الدین القونوی" مہر

(۱۹) "نسخہ وصیتہ الشیخ صدر الدین القونوی"

(۲۰) مکتوب الی السلطان الشیخ سیف الحق والدین

(۲۱) "رسالہ فی طریق التوجہ الی اللہ" مہر

(۲۲) "فوائد لاشتیٰ" فی التصوف

(۲۳) رسالہ جلیلہ ارسلہا شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ الی فخر الدین الرازی

دیگر نوادر

مذکورہ رسائل وکتب کے علاوہ اور بھی نادرات اس ذخیرہ میں ہیں۔ مثلاً

(۱) مجموعہ متن متین جواب شاہ رفیع الدین۔

(۲) شرح تسہیل النحو۔ بخط مصنف

(۳) آئین اکبری کے دو نسخے ۱؎ نوشتہ ۱۰۲۰ھ

۲؎ نوشتہ ۱۰۴۸ھ

Marfat.com

(۴) شواہدالنبوت۔ عبدالرحمٰن جامی نوشتہ عہد مؤلف۔

(۵) دیوان جامی ۔ نوشتہ عہد مولف

(۶) کحل الشفاء ۔ مسودۂ مصنف وغیرہ

اس کتب خانہ میں کتابوں کی کل تعداد ۳۶۱۶ ہے ان میں سے ۸۲۹ مطبوعہ ہیں اور ۲۷۸۷ قلمی

اس کتب خانہ کی جس فہرست سے میں نے استفادہ کیا ہے۔ وہ ٹونک کی معروف شخصیت داروغہ محمد یعقوب صاحب صدیقی کی مرتبہ اور انھیں کے قلم کی لکھی ہوئی نہایت خوشخط ہے۔ داروغہ محمد یعقوب صاحب شیخ وجیہ الدین صاحب باغپتی کے فرزند تھے۔ شیخ وجیہ الدین ابن شیخ محمد پناہ حضرت سید احمد شہید کے مرید اور خلیفہ تھے۔ اور میرے جد امجد حکیم سید برکات احمد کے حقیقی خالو تھے۔ سرحد و پنجاب کے معرکوں میں سید شہید کے دوش بدوش مصروف جہاد رہے۔ حادثۂ بالاکوٹ کے بعد باقی افراد جماعت کے ساتھ شکارپور (سندھ) میں مقیم ہو گئے تھے۔

۱۲۵۲ھ میں وزیرالدولہ نے ان سب حضرات کو ٹونک بلا لیا تھا شیخ صاحب ریاست کے ذمہ دار مناصب پر متعین رہے۔ ان کے فرزند محمد یعقوب صاحب بھی، داروغہ کے معزز اور اہم منصب پر تا زندگی فائز رہے۔ فارسی و عربی کے عالم تھے حمایت دین کا جذبہ وراثت میں پایا تھا حسن عمل اور تقوٰی سے بہرہ مند تھے۔ اعلیٰ علمی ذوق تھا جس کا ایک نمونہ یہ فہرست ہے ان کے صاحبزادے جناب محمد یوسف صدیقی ابھی بعافیت ہیں۔ اور فریضہ اقامت دین کی بجا آوری میں بخلوص منہمک ہیں۔

---

۵ محمد یوسف صاحب صدیقی ۱۹۷۶ء میں وفات پا چکے ہیں

Marfat.com

تمت

Nizami Book Agency
BUDAUN - 243601 (U.P.)

Marfat.com

Marfat.com

QASR-i 'ILM

A Bibliographical Survey
of
Arabic & Persian Rareworks
of TONK

Edited by

SHAUKAT ALI KHAN
Director

Rs. 40.00

Published by
Arabic & Persian Research Institute
Rajasthan, TONK.
1980

Marfat.com